



مسجد محمدان کالم علی کھٹہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مرا این نامہ را از اہل حق صواب

شد آئینہ ہائے سکنہ خطاب

مثنوی

آئینہ سبکی

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تصحیح و تنقید جناب لانا محمد سعید احمد صاحب فاروقی

باجہام محمد مقتدی خاں شہدانی

مطبع امجدی پبلی کیشنز

۱۳۳۳ھ
 ۱۹۱۴ء

انتساب

یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب اجازت
علیٰ حضرت بندگان عالی متعالیٰ ہر ہائے صفہ
منظرف الممالک نظام الملک نظام الدولہ
نواب میر سر عثمان علی خاں بہاؤ
فتح جنگ جی سی ایس آئی جی سی بی خلد اللہ
ملکہ و سلطانہ و ادا ام اقبالہ کے نام نامی ہم
گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے۔

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
	مقدمہ
۱	تمہید
۱۰	حمید باری عز اسمہ
۱۳	نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
۱۴	معراج
۱۵	صفتِ براق
۱۶	صفتِ سوار
۱۸	ثبوتِ معراج
۱۹	مدحِ پادشاہ
۲۱	صفتِ مدوح
۲۲	صفتِ اسب

۶	نعت
۸	معراج
۱۱	مدح شیخ
۱۴	محمدؐ سلطان
۱۶	خطاب بہ سلطانِ زمان
۲۰	ذکرِ نظمِ کتاب
۳۰	حکایتِ زندِ کز اندیشہ
۳۲	پند بہ ہر زند
۴۰	گفتار در ہنرِ طلبی و جوہرِ جوئی
۴۳	حکایتِ درویش
۴۴	آغاز داستانِ حمزہؑ سکندر بہر خاقان
۵۶	گفتار اندر میں معنی کہ عنانِ توسنِ ستجہ در ستِ فتاحِ مطلق ست
۶۰	حکایتِ پادشاہ
۶۱	کشاکشِ کیز چینی و سکندر و گرفتاریِ حکیم کی و زخمِ کمند دیگر
۸۶	سخنِ درِ فیضیتِ فروغِ نور دینِ خانِ راجہِ ششم

مضمون

صفحہ

۲۲	رزم
۳۳	صبح
۳۴	شام
۳۶	واقعات نگاری
۴۰	نرم
۴۱	فخریہ
۴۷	مختصر نویسی
۴۸	اخلاق و نصائح
	(۱) مواظبات برائے پسر ۴۴ (۲) نصیحت بہ سکندر ۴۹ (۳) علماء دنیا پرست ۵۲ (۴) بے ثباتی دنیا ۵۳
۵۱	منظر
۵۳	ہندوستانی رسم و رواج و تشبیحات
۵۵	خاتمہ
	متن
۱	حمد
۴	مناجات

۱۷۱	حکایتِ وصال
۱۷۲	حملہ بر یونان
۱۸۵	امر بالمعروف نہی عن المنکر
۱۸۸	حکایتِ فلسفی
۱۸۹	ملاقات از فلاطون
۲۰۰	نصائح فلاطون بسکندر
۲۰۶	حکایتِ متے
۲۱۴	حکایتِ مؤردِ سلیمان
۲۱۸	گفتار در تجربہ عالم پرالم
۲۲۲	حکایتِ بصیرتِ کوراں
۲۲۳	سفرِ دریا
۲۳۳	نامہ سکندر بفرزند خود مشتمل بر حالاتِ بحر
۲۴۰	گفتار اندرین معنی کہ جمالِ عنبریناں جمیعتِ یاراں غنیمتِ باید شمرد
۲۴۳	حکایتِ مجنوں
۲۴۴	درجہ سکندر از سفر

۹۰	حکایت دوزیر
۹۱	شکست اسیری و آزادی خاقان
۱۰۳	نصیحت بہ قوی بازواں
۱۰۶	حکایت موش و اشتر
۱۰۷	غزیت سکندر سے یا حوج و ما حوج
۱۲۴	در نصیحت گردکنندگان دینار و درم
۱۲۷	حکایت حیلے
۱۲۸	بزم آرائی سکندر
۱۳۱	ستایش جوہرینے کہ از فعل ایشان متاع افعال نرزد
۱۳۵	حکایت و ترشندہ
۱۳۶	داستان ادواتے کہ خداوندان امر و نہی از برائے حال و استقبال وضع کردند
۱۵۸	صفت دی دیوانہ
۱۶۱	حکایت سگے
۱۶۲	آب دین سکندر بلبش زرتشتیان
۱۶۸	نصیحت بہ اصحاب میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُقَدِّمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ
کلیات خسرو کی ترتیب کے سلسلہ میں عالی جناب نواب حاجی محمد اسحق خاں صاحب
نے مثنوی آمینہ سکندری (تصحیح اور تنقید کے لئے) اس ذرہ بے مقہار کو عنایت فرمائی۔
بقیہ ارشاد میں نے اس مثنوی کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا۔ ایک نسخہ مطبوعہ دہلی سے
جو غلط چھپا ہوا ہے۔ دوسرے ایک قلمی نسخہ سے جو کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد سے مستعار
آیا تھا۔ تیسرا نسخہ نواب حاجی محمد اسحق خاں صاحب کے کتب خانہ کا تھا۔ جو نسخہ احقر کو صحت
کے لئے دیا گیا تھا وہ مولانا احمد حسن صاحب شوکت کا صحیح کیا ہوا تھا۔ اس لئے اُس کی
تصحیح میں کچھ زیادہ وقت نہیں اٹھانی پڑی۔ مگر مولانا نے پہلے نسخوں سے مقابلہ کر کے
ایک لفظ جو اُن کے نزدیک صحیح تھا قائم رکھا تھا دوسرے کو نظر انداز کر دیا تھا۔ مگر
میں نے اُس کو حاشیہ پر نسخہ کر کے لکھ دیا ہے۔

صفحہ	مضمون
۲۵۷	حکایتِ مردے
۲۶۶	گفتار اندرین معنی کہ مرد را باید کہ باہوش و گوش زندگانی کند
۲۶۹	حکایتِ حکیم لقمان
۲۷۰	احوالِ مرگ و دفنِ اسکندر
۲۷۹	ختمِ کلام

اصطلاحات متعلق اختلافِ نسخ

ق۔ نسخہ قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

م۔ نسخہ مطبوعہ قیصریہ بی

س۔ نسخہ مملوکہ آنریری سکریٹری صاحبِ مدرسۃ العلوم علی گڑھ

(۲) مصرعہ ثانی

(۱) مصرعہ اول

نوٹ۔ متن کے صفحہ ۳ سطر ۷ میں بجائے خاتم کے خاتمے صفحہ ۱۸ سطر ۸ میں بحبتِ یاراں کی جگہ بحبتِ یاراں
صفحہ ۳۱ سطر ۱۱ و ۱۲ بجائے نخل کے نخل صفحہ ۱۶۵ سطر ۱۵ ابابجائے ہیز بد کے ہیز بد اور صفحہ ۲ سطر ۱۲ میں
بجائے جبہ کے جبہ پڑھنا چاہئے

کو بھی تقریباً اسی نظر سے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ سنت محمدی کو اور اُس کو اختیار کرنا اور اُس پر چلنا ایک مذہبی امر خیال کرتے ہیں اس لئے قرین قیاس ہے کہ خمسہ موسوی کو دیکھ کر پانچ کتابیں (سکندر نامہ، مخزن الاسرار، بہفت پیکر شیریں خسرو، لیلیٰ مجنوں) تصنیف فرمائی ہوں۔ ان کے مضامین میں بھی کچھ کچھ مناسبت باہمی ضرور ہے۔ اور جب سکندر نامہ کے خاتمہ کو دیکھتے اور اس میں مندرجہ ذیل اشارے پڑھتے ہیں کہ

چو دریائے ثالث منطشوئے خاک ز ثالث ثلاثہ جہاں گشتہ پاک
 بہ تربیع و تثلیث گو ہر فشاں مَرُوع نشین و مثلث نشاں
 فرنگ و فلسطین و رہبان دروم پذیرے فرمانِ مهرش چو موم

تو یہ امر یقین کے درجہ تک ترقی کر جاتا ہے کہ مولانا کو اوایان سابقہ اور خصوصاً مذہب عیسوی سے ضرور سابقہ رہا جس کی اصطلاحیں انھوں نے نظم فرمائی ہیں اور تبرکاً و تیناً خمسہ موسوی کے اتباع میں یہ پانچوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان پانچوں کتابوں نے شہرت عام اور بقائے دوام کا تمغہ حاصل کیا۔ قوم نے اُن کو نہایت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بادشاہوں، امیروں، عالموں نے ہر زمانہ میں حد سے زیادہ پسند کیا۔ اور فارسی شعرا کے خیال میں تو آسمان سخن میں آفتاب ہو کر چمکیں اور تمام شعراء، بمعصرا و رابعہ نے فارسی سخن طرازی کا منتہا، کمال سمجھا اُن پر کتابیں لکھنی شروع کیں۔ جس طرح شعراء عرب میں جس کو دعوائے سخن ہوتا تھا وہ اپنے قصائد و ترکیبہ پر آویزاں کرتا تھا، اسی طرح شعراء بعد فارسی میں سے جس کو اپنی سخن طرازی کا دعویٰ ہوتا

اب تنقید شروع کرتا ہوں۔ مگر قبل اس کے کہ اس مثنوی پر کچھ لکھا جائے اس امر پر غور کرنا ضروری معلوم ہوا کہ خمسہ یعنی پانچ کتابوں کے ایک سٹ کے تصنیف کرنے کا خیال کس جگہ سے آیا گیا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ (جو ایک علمی خاندان کے شخص اور خود بھی نہایت عالم فاضل ہیں) انھوں نے کتب مقدسہ توریت و انجیل ملاحظہ کی ہوگی جن میں سب سے اول حضرت موسیٰ کی پانچ کتابیں (پیدائش، خروج، اجابہ، گنتی، ہستناء) ہیں۔ چونکہ مسلمان تمام انبیاء و رسل کو ماننے اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان کے طریقوں کو متبرک سمجھ کر اختیار کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سنت ابراہیمی، سنت موسوی، سنت عیسوی

سے مولوی ریاض حسن صاحب نے جن کو یہ تنقید معارضہ کے لیے بھیجی گئی تھی حسب ذیل رد کیا ہے:-
 کسی تذکرہ یا خود حضرت نظامی کی کسی مثنوی سے اس کا یہ نہیں چلتا کہ نظامی کو ابتدا ہی سے غم کے خیال تھا۔ برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظامی نے ہر ایک مثنوی کسی بادشاہ کی فرمائش سے لکھی۔ یہ مصلحتی امر ہے کہ ان مثنویوں کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی۔ ان مثنویوں کے سٹ کو محمد کاتب حضرت نظامی کے بعد دیا گیا۔ آتشکدہ آدریس لکھا ہے مفضلہ و عواض شعر ایں پنج کتاب را کہ امرو زان خیالات شیخ در میان ست جمع نمودہ مسمیٰ بفرمودہ شاہ دولت شاہ اور بعض ارباب تذکرہ کا خیال ہے کہ مثنوی حکایت ویس ورامیں بھی شیخ کی تصنیف ہے اگر یہ صحیح ہے تو ان کی مثنویوں کی تعداد چھ ہو جاتی ہے۔

محمد ریاض حسن؟ اس و خیال

اس کی نسبت خاکسار کی گزارش ہے کہ ہر مثنوی کا کسی بادشاہ کی فرمائش پر تصنیف ہونا اس کے منافی نہیں کہ یہ خیال دل میں موجود ہو۔ ممکن ہے کہ یہ منصوبہ ان کے ذہن میں ہو اور اس کے معلوم ہونے پر ایک ایک مثنوی موجودہ وقت اکابر کے نام سے معنون کی گئی ہو اور اس امر کو فرمائش سے تعبیر کیا گیا ہو۔ بہر حال یہ ایک قیاس ہے نہ کہ واقعہ جس کی تائید ان ہمشعار سے ہوتی ہے جو درج گئے۔ اور دوسرا استدلال میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ یہ صاحب کو دولت شناس اور دیگر غرض مطاعت نہ نوکیوں کے غیر محقق اقوال سے دھوکا ہوا ہے۔ مثنوی ویس ورامیں مولانا نظامی گنجوی نہیں بلکہ نظامی عوضی سمرقندی کی ہے۔ اس لیے مولانا گنجوی کی مثنویوں کی تعداد پانچ ہی رہتی ہے۔

سید احمد فاروقی

میں لکھے گئے سب سے بہتر ہے۔ مگر دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ امیر بایسنغر امیر خسرو کے خمسہ کو نظامی کے خمسہ پر ترجیح دیتے تھے مگر خاقان مغفور الغ بیگ نظامی کے معتقد تھے اور وہ اس ترجیح کو قبول نہیں کرتے تھے۔ بارہا ان دونوں بادشاہوں میں اس بارہ میں مذاکرہ ہوا۔ اُس زمانہ کے اہل علم و فضل ترجیح کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ اُس کی عبارت بحسنہ و بجا کی جاتی ہے ”و امیر زادہ بایسنغر خمسہ امیر خسرو را خمسہ نظامی تفضیل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ انما اللہ برہانہ قبول نہ کرے و معتقد نظامی ہوئے و در میان این بادشاہ کبریات آن تعصب رو دادہ و خاطر جو ہر یارین بازار فضل اس روزگار کہ عمر شاہ بخلو داید پیوستہ باد راہ ترجیح نمودندے“ گویا ان بزرگوں کے نزدیک امیر خسرو علیہ الرحمۃ کا خمسہ نظامی کے خمسہ سے فائق تھا جو ہر ہندی نژاد کے لئے باعث افتخار ہے۔

مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں خمسہ نظامی کی ترجیح کے قائل ہیں۔ بہر حال اس میں شبہ نہیں ہے کہ خمسہ نظامی پر عینی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اُن میں سب سے بہتر خسرو کی پنج گنج ہے۔ یہ فخر ہندوستان کے لئے کچھ کم نہیں ہے کہ اُس کا ایک سپوت فرزند ایک غیر زبان کی شاعری میں اُس زبان کے بہترین شعرا کے ہم پلہ خیال کیا جاتا اور ان معدود دے چند اساتذہ میں شمار ہوتا ہے جن کی تعداد ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اس خمسہ کی ایک کتاب آئینہ سکندری بھی ہے جو ترتیب تصنیف کے اعتبار سے چوتھی کتاب ہے جیسا کہ خود اسی کتاب کے سبب تالیف میں انھوں نے لکھا ہے۔

تھا وہ خمسہ نظامی کے مقابلہ پر کتابیں لکھتا تھا بعض نے پورے خمسے لکھے اور بعض ایک ایک دو دو کتابیں لکھ کر رہ گئے۔ منجملہ اُن کے حضرت امیر خسرو اور مولانا عبد الرحمن جامی رحمہما کے خمسے مشہور ہیں۔ امیر خسرو کی کتابیں اس وجہ سے کہ وہ اہل زبان نہیں ہیں بلکہ ہندی نژاد ہیں اور پھر بھی اہل زبان کے بہترین شعراء کی صف میں نظر آتے ہیں نہایت قابل قدر ہیں خصوصاً جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ الشہید ہ کے باوجود ہزاروں اسکولوں، سیکڑوں کالجوں، متعدد یونیورسٹیوں اور لاکھوں پڑھنے والوں کے ایسے لوگ کس قدر پیدا ہوئے جو اہل زبان کے نزدیک وہی رتبہ رکھتے ہوں جو امیر خسرو کا ایران میں مانا جاتا ہے تو امیر خسرو کا رتبہ ہماری نظروں میں اور بھی بلند ہو جاتا ہے۔ اہل ہند نے طوطی ہند کا خطاب اُن کی شیریں کلامی پر اُن کو دیا اور وہ اُن کو طوطی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ عرفی لکھتے ہیں ۷

بروحِ خسرو ازیں پارسِ شکرِ دادم

کہ کامِ طوطی ہند و شاں شو شیریں

اسی طرح شعراء اہل زبان نے بھی اس کو قبول کیا ہے اور سب ان کو اعلیٰ درجہ کا شاعر مانتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ سلطان شہید نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سے ہندوستان کے تشریف لانے کی خواہش کی تو سعدی نے تحریر فرمایا کہ خسرو و عنایت ہے اس کی تربیت کی جائے۔

امیر کے خمسہ کی نسبت تقریباً اس پر اتفاق ہی سا ہے کہ جتنے خمسہ نظامی کے جو

روس وغیرہ کے واقعات وہ سب مولانا نظامی پہلے ہی ختم کر چکے ہیں حضرت امیر کی
 غیور طبیعت نے اُس کو دوبارہ لکھنا پسند نہیں کیا اور صرف وہی واقعات لکھے ہیں جو
 حضرت نظامی نے ناقابل التفات سمجھ کر چھوڑ دیئے یا جو حضرت امیر نے اپنے زور
 قلم سے پیدا کر لئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں ۷

زودانا ہر آں دُر کہ نائفتہ ماند	فتاحم بہ نوے کہ دائم فشانہ
ہنر پرور گنجہ گویاے پیش	کہ گنج ہنر داشت زاندا زہیش
نظر چوں بریں جام صبا گزشت	ستہ صافی و دُر در برا گزشت
من ارچہ ازاں مے گراں تنوم	کجا با حریفیاں برابر شوم
خیالے کہ در شرح ایں داستاں	رقم داشت از سکندر استاں
چہ گو یا خردمند آفاق بود	نخود آں ورق کز خرد طاق بود
چو ایں مہرہ در عقد باز و نہاد	بسجید و پس در تراز و نہاد
زر از بے برا فگند سر پوش را	کہ ناگفتہ با و رشود گوش را
سخن کز خرد بر نیار و علم	کمش در قلم بلکہ در کش قلم
چو خواہی کہ گم گرد نگشت پیچ	بانڈیشہ گو و میندیش ہیچ
طراز ہنسہ قصہ حنام را	نشتن بشکست و شنام را
سیاہاں کہ گلگونہ بر رو کنند	بخندیدن مردماں خو کنند
چو کردم بسجیدن اندیشہ چست	چہ تا با ورافسانہ و چہ درست

چو در باز کردم نخست از قلم زمطلع بر انوارِ داومِ علم
وزاں انگیس شربتِ انجمنم بہ شیریں و خسرو فرختم
وزاں جافرسِ پیشتر تا ختم بہ مجنوں و لیلیٰ سہرا فرختم
کنوں بر سرِ سرِ سخن پروری کنم جلدِ ملکِ اسکندری
اس کتاب میں خسرو کے قول کے موافق جیسا کہ وہ اخیر کتاب میں لکھتے ہیں چارہزار

چار سو چالیس شعر ہیں ۷

گر آری ہمہ ستیش اندر عد
چار الف و پنج شد و چار صد

مگر موجودہ کتاب میں ۱۱۴۸ شعر ہیں جس میں ۳۹ کی کمی ہے۔ ضرور ہی کہ کتابوں کی غفلت اس قدر شعر متروک و معدوم ہو گئے۔

کلامِ شستہ اور صاف ہو۔ استعارات اور تشبیہات کا بھی کس کس استعمال کیا گیا ہو اور جہاں کیا گیا ہے خوبی کے ساتھ کیا گیا ہو۔ متعدد جگہ اشعار کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ معراج کا آغاز، بادشاہ کی تعریف، کینغوی چینی کا خزیہ وغیرہ سامنے رکھنے سے یہ خیال درجہ یقین کو پہنچ جاتا ہو اس میں لزوم مالا یلزم کے طور پر ایک التزام یہ بھی رکھا گیا ہو کہ جن قصوں کو مولانا نظامی نے نظم کیا ہو وہ ترک کر دینے گئے ہیں جس سے میدان نہایت تنگ ہو گیا ہو۔ سکندر کے پُر اثر کارنامے جو دنیا میں بے نظیر مانے جاتے ہیں مثلاً زنگیوں کی لڑائی، دارا کی جنگ، چین، ہندوستان

چوتاراج شد زلہ بر خوان میر من از ریزہ چینی نذارم گزیر
 جو دھقان کند خرمن از دانه پاک بود عاقبت قوتِ موراں بجاک
 گل از بوستان بادہ نوشاں برند خس و خاک ہمیزم فروشاں برند
 خاتمہ کتاب میں پھر بطور معذرت کے کچھ اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں ۷

وگر باز گیری تو پیوند خویش مرا خود عزیزست فرزند خویش
 پس گرچہ کورست ازین خانہ دور بچشمِ پدر شب چراغِ ست و لوز
 سز در گریہ آوازِ خرنسہ را بود از غنوں گوشِ خرنسہ را
 برو باد بختشیش داد گر کہ بر من بختشش گمارد نظر
 ہنر جے، در عیب جوئی مکوش ترانہ ز عیبست بر خود پوش
 ان پوری داستانوں کو پڑھنے کے بعد امیر کی انصاف پسندی اور عجز و انکسار کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ سوائے ایک سخن گسترانہ تعلی کے کڑوا لہر گو نظامی فگندہ کبھی نظامی کی برائی کا دعویٰ انہیں کیا۔ ہر جگہ غزلت اور ادب سے ذکر کرتے ہیں بلکہ ان کی اُستادی کا اقرار کرتے

زندہ است بہ معنی استاد م

اور کس نفسی سے لکھتے ہیں ع

کجا با حریفان برابر شوم

کیا عجب کہ وہ تعلی کا شعر بھی الٹی ہو لیکن خاکسار کے نزدیک اس مثنوی میں سوائے

چو گوہرِ سہ سفت گوہرِ نذیر من از مہرِ سہ سفت ندامت گزیر
تراہرچہ دروے نماید محال گنہ بر کسے نہ کہ بست این خیال

مندرجہ بالا اشعار سے صاف اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ خود مصنف کو تسلیم ہے کہ جو صاف اور بہترین واقعات تھے وہ نظامی نے چُن لے اور تلچٹ اور نیچے کی گاد رہ گئی اُس سے ان کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا یہ بھی خیال ہے کہ ایسے واقعات لکھنے سے نہ لکھنا بہتر ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ موتی نظامی نے چُن لے تو سوا دخر مہرہ کے ترتیب دینے کے کوئی علاج نہیں۔ اگر جو کچھ میں نے لکھا ہے محال نامکن معلوم ہو اور ناپسند ہو تو اُس کا وبال اُس شخص پر ہے جس نے یہ خیال کیا کہ سکند نامہ کا جواب لکھا جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب طوعاً و کرہاً

بطور تعمیل حکم کے مجبوراً لکھنی پڑی۔ آغاز و استان میں لکھتے ہیں ۷

وگر ہرچہ ناگفتہ ماند از نخست کنوں یک بیک گفت خواہم در
وگر نہ لطافت ندارد بے کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

یا جوج ماجوج کی جنگ کے بیان میں شروع ہی میں پھر اس مضمون کو اس طرح فرماتے ہیں

سخن گویے پیشینہ جادوے پیش کہ جادوگری کرد از اندازہ پیش

بشر حیلہ بست این ورق را طراز از این پیش بیروں نیفکند راز

چو زین نکتہ راہ معانی کشاد نم از چشمہ زندگانی کشاد

چونگذاشت اوے بشیشہ دروں من ارشیشہ شوم چہ آید بروں

مہتمم بالشان چہ جس کا خدا تعالیٰ کے نام سے آغاز نہ ہو وہ ابرہہ ہوتی ہے اس لئے تمام مصنفین اسلام نے اس حدیث شریفہ کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی تصانیف کو اسی سے شروع کیا ہے۔ گویا حمد و نعت ایک قومی شعار ہو گیا جسے ہر مصنف نے بزرگا و تمیناً اختیار کیا۔ اور علوم متعارفہ کی طرح یہ امر عام ہو گیا کہ اسلامی کوئی تصنیف اس سے خالی نہ ہو۔ بزرگان سلف تو خطوط بھی اسی سے شروع کرتے تھے مگر زمانہ نے اس قومی اور اسلامی خصوصیت کو بہت کم کر دیا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں کو خدا تعالیٰ کی تعریف سے شروع کیا ہے۔ دونوں کے ذہن فردوسی کے کچھ کچھ اشار ذیل میں لکھے جاتے ہیں

فردوسی خسرو نطفی

نیا بد بد و تیر اندیشہ راہ نہ چوں من بمقدار بیش و کمی اس سے کہ در آسمان و زمیست
 کہ او بر تر از نام و از جا نگاہ کہ گنجی در اندیشہ آدمی نہ اندازہ فکر ت آدمیست
 سخن ہر چہ چیرس گوہر اں بگذرد ز توبے خبر عقل و دانش تباہ شود فکر ت اندازہ را رہنمویں
 نیا بد بد و راہ جان و خرد تصور بکام تو گم کردہ راہ سر از حد اندازہ ناید بیرون
 ازیں پردہ بر تر سخن گاہیت کمال سخن را ورق سوخته چو پایاں نہ دارد حد کائنات
 بہستیش اندیشہ را راہیت کم و بیش را دیدہ برد وختہ نہ اند در اندیشہ دیگر جہات
 فلک اتو بستی گرہ و جہات نیندیشد اندیشہ بیرون ازیں
 تو راندی قلم بر خط کائنات کہ بہتی نہ بلکہ بیرون ازیں
 ز صنع تو کائے بہر کار گاہ
 غلط را نہ در کار گاہ تو راہ

رزمیہ داستان کے جن میں امیر کے پاس کچھ مواد (میٹرل) باقی نہیں رہتا دوسرے انشاء میں کوئی خامی نظر نہیں آتی اس کی مثال ایسی سمجھئے کہ کسی مستری کو گو وہ کیسا ہی ہنرمند استاد ہو سامان نہ دیا جاوے اور تاج گنچ جیسی بے نظیر عمارت تعمیر کرنے کی فرمائش کی جاوے اس لئے ہم کو اس تمام کتاب میں اُس کی ہر داستان پر نظر ڈالنا ہوتا ہے تاکہ یہ تحقیق ہو جائے کہ دولت شاہ سمرقندی اور دیگر اساتذہ سخن فہم نے جو بے خسرو علیہ الرحمۃ کے کلام کی نسبت قائم کی ہو وہ کہاں تک بھٹیک اُترتی ہو۔ اس کتاب کے مضامین مندرجہ ذیل عنوانوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں :-

حمدا، نعمت، معراج، مدح، بادشاہ، رزم، بزم، مناظر قدرت، اخلاق و نصیحت
تصوف و فلسفہ اور متفرقات -

پس اس تنقید میں ان ہی عنوان کے ذیل میں حضرت امیر خسرو اور مولانا نظامی کے اشعار پیش کئے جاتے ہیں جس سے ناظرین خود ہر ایک کے مرتبہ اور درجہ کا اندازہ کر سکیں گے

حمدا باری عز اسمہ

حمدا و نعمت ایک ایسا عام مضمون ہے جس سے کسی مسلمان مصنف کی کتاب شاہد و نادر خالی ہوتی ہے۔ شریں ابتدا انھیں سے ہوتی ہے اور نظم میں بھی اکثر شعرا نے کچھ نہ کچھ حمد و ضرورت ہی لکھی ہے۔ اس عام توار کی وجہ صرف اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جا بجا ذکر الہی کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کوئی

خسرو

نظامی

تن روشن و جانِ پناہ ز تو کسے راکھ قہر تو از سرِ فلکند
ہم کس زجاں زندہ و جاں ز تو بپا مردی کس نگر دہ بند
ہم زود میر و تو جاوید پائے نبود آفرینش تو بودی خدائے
کہ ہرگز نمرود و نیس فر خدائے نماند ہمہ ہم تو مانی بجائے

نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانوں میں عام عقیدہ ہے کہ تمام عالم جناب رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب پیدا ہوا ہے۔ اس مضمون کو دونوں حضرات نے بیان کیا ہے۔ ہر ایک بجائے خود قابلِ تحسین ہے۔

خسرو

نظامی

محمدؐ شہِ لاجوردی سرِ محمدؐ کا زلِ تا ابد ہر پہ ہست
کز گوشتِ ہستی عمارتِ پذیر بہ آرایشِ نامِ او نقشِ لبست
سپہرے کہ مینی چو خشنودِ باغ چلے گئے کہ پروازِ بنیشِ بدوست
ز نورِ رے افروختِ چندیں چراغ فروغِ ہمہ آفرینشِ بدوست
معجزہ شق القمر کی طرف بھی دونوں بزرگوں نے اشارہ فرمایا ہے :-

خسرو

نظامی

حمایتِ نیشِ چرخِ درمشتِ او ستوں شد خرومند از پشتِ او
مہ از دواغدارانِ انگشتِ او مہ انگشتِ کشِ گشتِ ز انگشتِ او

خدا، تعالیٰ کے جہان کو بدو، ن کسی کی امداد کے پیدا کرنے کو دونوں حضرات نے اس طرح
ظاہر کیا ہے:

نظامی

خسرو

بصد زبور آراستی روزگار	جہاں را بدیں خوبی آراستی
کہ محتاج آلتِ نگشتی بکار	بروں زانکہ یاری گرے خوستی
کنی جملہ ہستی بہ آئین و ساز	بہرچہ آفریدی و بستی طراز
نیاید بہ نیروئے غیرت نیاز	نیازت نہ لے از ہمہ بے نیاز

عالم کے بہترین صورت میں پیدا کرنے کے متعلق دونوں حضرات نے حسب ذیل لکھا ہے:

نظامی

خسرو

ہر آن چہ آفریدی دریں جوی ظرف	چہاں بر کشیدی و بستی نگار
نہفتی درو کیمائے شکر و شرف	کہ بہ زان نیار و خسر و دشما
ز ملک تو یک ذرہ بیکار نیست	چہاں بستی اس طاقِ نیلوذی
خرد را دریں بار کہ بار نیست	کہ اندیشہ را نیست زو برتری

خدا قادر مطلق، منعم حقیقی اور جی لایموت ہے:

نظامی

خسرو

سرے کہ تو افتد کہ آرد ستا	سرے کہ تو گرد و بلند ی گرے
دے کش تو بندی کہ دانند کش	بہ افگندن کس نیفتد ز پائے

یان کیا۔ شارحین کو بھی اس میں تاویلات کرنی پڑیں اس لئے خسرو نے اسی شعر کو
عاف کر کے اپنا بیان اُس سے شروع کیا ہی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

فلک ماہِ راچوں شبِ افزو ز کرد

شبِ تیرہ پیرائے روز کرد

شعر صاف ہو گیا، گنجلک جاتی رہی۔

صفتِ بَراق

نظمی

نہو

براقے شبابندہ زیرش چو برق	براقے زفکرت بک گام تر
ستامش چو خورشید در نور غرق	ز خورشید مدہ روشن اندام تر
سہیلے براوجِ عرب تافتہ	سئے دولتِ بے حسابش کشید
ادیم مین رنگ از ویافتہ	رکابی شد و در رکابش کشید
بریشم تنے بلکہ لو لو سے	
رونندہ چو لو لو برابریشمے	
ازاں خوش عنایاں تر کہ آید گماں	
ازاں تیز رو تر کہ تیر از کماں	
شبابندہ تر وہمِ سلموی خرام	
ازو باز پس ماندہ ہفتاد گام	

خسرو
درِ چرخ را ماهِ قفلِ ز رست
کلیدِے انگشتِ پیغمبرست
معجزہ شمس القمر کی طرف حضرت امیر کا اشارہ نہایت لطیف ہے۔

معراج

معراج کا بیان بھی دونوں حضرات نے لکھا ہے۔ مولانا نظامی علیہ الرحمۃ کے سامنے جملہ روایات کا میدان وسیع موجود تھا جن میں سے انہوں نے دلچسپ اور سب روایات لیکر داد سخن دی۔ لیکن خسرو کے اس التزام نے کہ جو امور نظامی لکھ چکے ہیں نہ لکھے جائیں میدان کو نہایت تنگ کر دیا اس لئے وہ اس امر سے کہ ایک نمونہ ان کے سامنے موجود تھا کچھ زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ تاہم براق اور سوار کی تعریف اور حضور خاص کا موقع دونوں میں مشترک ہے جس سے دونوں کے کلام کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ ۱۔ اس بیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقابلہ پر لکھا گیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ کا پہلا شعر ہے:

شبے کا سماں مجلسِ افروزِ کرد

شب از روشنیِ دغوی روزِ کرد

اس میں یہ دقت پیش آئی کہ مجلسِ افروزِ کردن اگر مصدّر مرکب لیا جائے تو مفعول باقی نہیں رہتا اور اگر افروزِ کرد کو علیحدہ کیا جائے تو ذریعہ جس سے روشن کیا جائے نہیں

خسرو

نظامی

ہمائے شد و اوجِ عزت پرید
 ہمائے کہ کس سایہ او ندید
 چناں کرد بر شاخِ قربِ آشیان
 کہ خود ہم نگنجید اندر میاں
 چو از ہستی خویش نامید گشت
 درانِ مستی ہست جاوید گشت
 بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش
 زہ از قابِ تو سین آمد بہ گوش
 حجابِ خیال از میاں برگرفت
 نظارہ بنو ہنساں برگرفت
 بروں آمد از پردہ بود خویش
 نگہ کرد بے پردہ مقصودِ خویش
 بمنزلِ خراماں شد از بارگاہ
 بیابانِ درم ریز خورشیدِ ماہ
 فروزاں چو شمع ز نورِ حضور
 ملائک چو پروانہ برگرد نور

ہمت را ولایت بہ پایاں رسید
 قطیعت بہ پرکارِ دوراں رسید
 زمیں ز راہ بر آسماں تاختہ
 زمین و زماں را پس انداختہ
 مجرد روی را بجائے رساند
 کہ از بود او ہیج باوے نماز
 چو شد در رفعتِ چرخ زن
 بروں آمد از ہستی خوشن
 درانِ دائرہ گردشِ راہِ او
 نمود از سرِ او قدم گاہِ او
 رہی رفت بے زیر و بالا دلیر
 کہ در دائرہ نیست بالا و زیر
 حجابِ سیاست بر انداختند
 ز بیگانگانِ جُہہ پرداختند
 کلامے کہ بے آل آمد شنید
 لقائے کہ آن دیدنی بود دید

نظامی

بہا لم کشائی فرشتہ وشتے
 معالِم کشائے کہ عالم کشتے
 نظامی نے براق کو مرکبِ مجسم فرض کر کے اُس کی مناسبات نہایت خوبی سے چپاں
 کی ہیں۔ مگر کلام سے براق کا مجردات میں سے ہونا عیاں ہے۔

صفت سوار

نظامی

خسرو

سوارِ سبکو بغرمِ درست پیمر براں خستلی رہ نور د
 شتابندگی را کمر کرد چست برا آورد ازیں آبِ گردنہ گرد
 براں رخسِ رخشندہ بر شد چنایں ہم اوراہ داں - ہم فرسِ اہوار
 کہ در لامکاں بر کشیدش غناں زہی شاہِ مرکب - زہی شہسوار
 چو زیں جا نگہ غرمِ دروازہ کرد بدستش فلکِ خرقہ رانا زہ کرد
 ستاروں ہستیاروں اور آسمانوں سے گزر کر جو حالت پیش آتی ہے اُس کو
 دونوں نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

نظامی

خسرو

سوئے عالمے شد کہ عالم نما نہ ز دیواں گہِ عریشاں در گزشت
 دوم در میاں سایہ ہم نما نہ بدرج آمد و درج را در نوشت

چو در آب زد غوطہ آید بروں نے دید خود را بہ شہرے دروہ
 یکے آمد و کار پر دختش بکد بانوی جفتِ خود ساختش
 براں گونہ در عقدِ فرخِ جال شدش ہفتِ فرزند و ہفتِ سال
 یکے روز ہم بر قرارِ نخست ہے بر لبِ جئے اندامِ شست
 جو باز از تہ آب سر برگرفت تماشا بہر جانے برگرفت
 چہ بیند ہماں اولیں غسل گاہ کہ آں راہ گم کردہ گم کرد راہ
 سلاح و سلب ہچاں در کنار زماں را ہماں چاشتگہ بر قرار
 نخل گشت از اندیشہ خام خویش ز سر ساخت برگِ سر انجام خویش
 بشرع اندر آویخت نیں پالغز بروں کرد ما خولیا راز مغز
 نا نظامی کے الفاظ "تن او کہ صافی تر از جانِ ماست" اور خسرو کی اس حکایت
 یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ دونوں حضرات معراجِ جسدی کے قایل ہیں۔

مدحِ پادشاہ

دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ کے سلاطین کی تعریف لکھی ہے۔ تہذیب
 و رصفیات کچھ کچھ نقل کی جاتی ہیں تہذیب سے معلوم ہوتا ہے کہ نظامی کی مدح کو سامنے
 رہے اتارنے کی کوشش کی گئی ہے اور جہاں تک ممکن ہو اس کو نباہا ہے۔ سخن شناس
 بخود اس کا اندازہ لگاویں کہ کہاں تک اس میں ان کو کامیابی ہوئی اور کس کس موافقہ

نظمی

خسر

عوسانِ فردوس در انتظار چناں دیدگر حضرتِ فوالجلال
 کہ رو بند از پائے نازکِ غبار نہ زان سو بہت بد نہ زینِ سحرِ خیال

یہ فیصلہ کرنا مجھ جیسے ہیچمان کا کام نہیں کہ دونوں میں کس کا کلام فائق ہے البتہ
 یہ عرض کیا جاتا ہے کہ خسرو کے کلام میں فانی الذات کی جھلک زیادہ پائی جاتی ہے۔

ثبوت معراج

معراج کے متعلق شبہات رفع کرنے کے لئے مولانا نظامی نے صرف ایک شعر لکھا ہے کہ

تن او کہ صافی تر از جانِ بہت
 اگر شب بیک لحظہ آمد رو بہت

یعنی حضور کا تن مبارک ہماری روح سے بھی زیادہ صاف تھا اگر ایک دم میں گیا
 اور واپس آیا تو کوئی بیجا نہیں بگر خسرو نے ذیل کی ایک پوری حکایت لکھی ہے۔

شنیدم کہ رندے کثر اندیشہ ہمیں زد بہ پائے خرد تمیشہ
 از اسخا کہ در دل کثری پیشہ بمعراج پیغمبر اندیشہ شہت
 کز اس رہ کہ فکر تہ سر انداز گشت دمے چوں تو اس رفتن و باز گشت
 دریں مہم نا پختہ گاہ صبح و شام جگر نچتہ کر دے بسودائے خام
 مگر چاشت گاہی ز پناہ شہت تماشا کناں سوئے آہے شہت
 بہ تن شمع جامہ ز تن دور کرد شب تیرہ دہشتِ نور کرد

داستانیں دنیاۓ اسلام کے ہر پتہ پتہ کی زبان پر تھیں اور جسے فردوسی کی سحر بیانی نے رفت و بلندی کے بلند ترین درجہ پر پہنچا دیا تھا (چند گھنٹے کے اندر اپنے ہی ماتحت صوبہ کے سردار کے سامنے اُس کے رحم کے بھروسہ پر چند منٹ کی مُہلت مانگتا ہے کہ چند منٹ توقف کرو اور جب میری روح پرواز کر جائے اُس وقت سرِ یاتاج جو چاہی لے لینا۔ یہ واقعہ بذاتہ ایسا دردناک نظارہ پیش کرتا ہے کہ معمولی طور پر بھی بیان کر دیا جائے تو بُرے سے بُرے سنگدل انسانوں کو بھی رقت ہو سکتی ہے پھر اُس کو نظامی جیسے خدائے سخن کا بیان کرنا جس نے حقیقت میں اس خوبی سے بیان کیا کہ اس کی نظیر فارسی شاعری میں لاسکتی۔ اس کے مقابلہ پر اُن واقعات جس سے نظامی نے اپنے قلم کو آلودہ کرنا پسند نہیں کیا ایسی نظم نہ تھی ہونا جو سکندر و دارا کے بیان کے سامنے پسند آسکے ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ کسی ماہر سے ماہر انجینیر سے یہ توقع کرنا کہ وہ معمولی جھٹھے کی اینٹوں سے تاج گنج کے مقابلہ کی عظیم الشان عمارت علی گڑھ میں تیار کر دے گا۔

اس کے علاوہ مولانا نظامی نے یہ مثنوی اپنے دلی شوق سے پوری اُمنگ کے ساتھ کافی وقت میں تصنیف فرمائی۔ اُن کو سوائے شعر و شاعری کے اور کوئی بھی شغل نہیں تھا۔ اور امیر کو بہت بڑا وقت ہندوستانی درباروں کے کارہائے منہی میں صرف کرنا ہوتا تھا اور یہ مثنوی یعنی آئینہ سکندری اپنی دلی خواہش سے نہیں بلکہ کسی امیر بادشاہ کی فرمائش سے نہایت کم زمانہ میں بطور تعمیل ارشاد کے تصنیف فرمائی۔

صفت اسپ

نظمی

خسرو

بجایت چو در زیرِ راں آورند کجا گام زد و خنک پدِ رام او
 تزلزلِ بہفت آسماں آورند زمیں یافت سر سبزی از گام او
 سمندش چو برابرِ جولاں زند بہر دائرہ کو زدے ترکِ تاز
 ہمہ تیر بر پشتِ مُرغاں زند ز پر کا زخمش گره کرد باز
 بہاں بقعب کو بارگی تاختہ
 زمیں گنجِ قاروں بر انداختہ

رزم

آمینہ سکندری ایک رزمیہ ثنوی ہے جس کا اصل موضوع رزمیہ داستان ہونا چاہیے
 مگر خسرو کی غیرت طبع بلند آواز سے کہتی ہے کہ
 وگرنہ لطافت ندارد بے

کہ مرگفتہ باز گوید کہے

اس لئے اُن تمام داستانوں کو (جو بجائے خود تعجب خیز و عبرت انگیز ہیں) ترک کر کے
 صرف اُن ناقابل التفات واقعات کو لے کر چمکا نا پڑا جن کو نظامی نے سلکِ سخن
 میں منسلک کرنا بھی عار سمجھا تھا۔ مثلاً سکندر و دارا کی لڑائی ایک نہایت عظیم الشان
 واقعہ ہے کہ دنیا کی اُس زمانہ کی سلطنت کا سب سے بڑا تاجدار (جس کی عظمت

امیر نے بھی بعض جگہ جنگ کے آغاز سے پہلے ہتھکڑیاں لگائی ہیں اس لئے دونوں کے کلام سے ایک ایک ہتھکڑی پوری نقل کی جاتی ہے اور اس کے متعلق بعض خصوصیات جو مہن ناقص میں آئیں عرض کی جاتی ہیں:

نسرہ

نظمی

بگردوں شد از نئے زین خوش	رسیدند لشکر بجائے مصاف
بدریائے لشکر در افتاد جوش	دو پر کار بستند چوں کو قاف
ہزار ہر در آمد بہر دو سپاہ	خسک برگزگاہ کیں نخرتند
روار و برآمد بخورشید و ماہ	نقیباں خروشیدن انگشتند
علم سر ز عیوق بر ترکشید	یزک بریزک سولہ سو در شتاب
سناں چشم سیارہ را برکشید	نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خوا
زلزلہ زمین زیر قلب گراں	ز بسیاری لشکر از ہر دو جائے
در اندام گاؤں و گشت استخوان	فرو بستہ کوشندہ دوست پائے
غبار زمین کلمہ بر ماہ بست	دور و یہ ستادند در جائے جنگ
نفس را درون گلو راہ بست	نمودند در پیشدستی در رنگ
چناں گشت روئے ہوا گردناک	مگر در میاں وصلے آید پدید
کہ سیارہ گم کرد خود را بجنک	کہ شمشیر شاں بر نیاید کشید
ز موج سلاح وز گرد زمین	چو بود از جوانے و گردن کشتے
گلین آسماں شد زمین آہنیں	ہماں جانب آئے ہماں آتے

نیز نظامی اہل زبان میں اور اہل زبان میں بھی ایسے بلند پایہ کہ اُن کو خداے سخن تسلیم کیا گیا اور امیر ہندی نزا اور ترکی الاصل ہیں لہذا اصل اور نسل دونوں اعتبار سے غیر ایرانی ہیں۔

نیز باوجود خداے سخن ہونے کے نظامی پارسی معبود یزدان واہرمن کی طرح صرف ایک صنف سخن (یعنی مثنوی) کے مالک ہیں۔ برخلاف اس کے امیر خسرو تمام اصناف سخن (مثلاً قصیدہ، غزل، مثنوی، نصائح اور تصوف) میں ہر صنف کے اساتذہ کے ہم پلہ مانے گئے ہیں۔

ان تمام امور پر نظر کر کے اس قدر یقینی ہو کہ پر اثر واقعات نہ ملنے کے سبب خسرو اگر کوئی رزمیہ داستان اس زور کی نہیں لکھ سکے جیسے کہ نظامی کی مثنوی میں موجود ہیں تو وہ معذوری کے قابل ہیں کہ ”شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے“ اس کو امیر خود لکھتے ہیں ۷

چونکہ اشت اے بشیشہ دروں

من ارشیشہ شوم چہ آید بروں

تاہم جس جگہ گنجائش ملتی ہے وہاں وہ بھی دوسروں سے کم نہیں ہتے۔ ذیل میں مختلف قسم کے مضامین مقابل لکھے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حصہ امیر کس پایہ کے شاعر ہیں۔

۱۔ مہدات۔ نظامی علیہ الرحمۃ کی مہدات اعلیٰ درجہ کی مانی گئی ہیں ۸

خسرو

شترارہ کہ زد نعل ہنگامِ رو
 ستارہ برونِ رخت از ماہِ نو
 نماندہ اماں زیرِ پیروزہ کلخ
 اہلِ راشدہ دستگاہِ فراخ
 نفیرِ زہ از چاشنی کماں
 شدہ ہر زماں چاشنی گیرِ جاں
 بلا زیں بناوک بر انداختہ
 چو طفلانِ نئے بارگی خستہ
 گرہ برگرہ دستِ پیکانِ ناں
 زہرہ بزرہ پشتِ روئیںِ تناں
 زرخیدنِ خشتِ زہرِ اگبوں
 شدہ زہرہ مردِ بد زہرہ خوں
 زہرہ سوسنا نمائے خار گزار
 فروبتہ راہِ سلامت بہ خار
 ز تیر و سپر ہاکِ پُرکار بود
 بیاباں نیتان و گلزار بود

نظامی

زمیں گفتی از یکدگر بردرید
 سرفیلِ صورِ قیامت دمید
 غبارِ زمیں بر ہواراہ بست
 عخانِ سلامت برونِ شد ز بست
 زبس گرو بر تارکِ ترکِ وزیں
 زمیں آسماں - آسماں شد زمیں
 فرورفت و بر رفت راہِ نبرد
 نَمِ خوںِ جاہی و بر ماہِ گرد
 ز سیمِ ستوراں دراں پہنِ شہت
 زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت
 جگر تاب شد نعرہائے بلند
 گلو گیر شد حلقہ ہائے کمند
 ز تابِ ہوس در جہاں بستمیع
 جہاں سوخت از آتشِ برقِ تیغ
 زبس عطشِ تیغِ بر خونِ و خاک
 دماغِ ہوا پر شد از جانِ پاک

خسرو

نظای

ہاں بند بر بست بر آب تیغ
 کہ بے بند عالم گیسو چو منیغ
 رسیدہ ز تیغ آب شاں تا کمر
 ہماں آب بد خواہ را تا بسر
 سپہ از زرہ موج میزد بہ اوج
 چو دریا کہ بادش در آرد بہ موج
 بد ریائے آہن جہاں گشت نوق
 ہوا پر ز منیغ و زمین پر ز برق
 ز رومین و پیکان سبز و سفید
 جہاں گشت پر سوسن و برگ بید
 ز بانگ ہونان گستی نور د
 شدہ پر صدا گنبد لا جورد
 خرامیدن باد پایاں بگشت
 تزلزل در افگندہ در کوہ و شوت
 عرق کردن تو شاں در شتاب
 ز طوفان آتش رواں کرد آب
 پدید آمد از بُرد باری ستیز
 دل کینہ و رگشت بر کینہ تیز
 از اں پس کہ بر کینہ رہ یافتند
 سر از جتن مہر بر تافتند
 درآمد بغریدن آواز کوس
 فلک بردہاں ہل داد بوس
 شغب ہائے آئینہ پل مست
 ہے شانہ بر پشت پلایان شکست
 چناں آمد از نائے ترکی خروش
 کہ از نائے ترکاں بر آورد جوش
 بر آورد دخر مہ آواز شیر
 دماغ از دم گاؤ دم گشت سیر
 طراقتی کہ از مصرعہ خواستہ
 بروں رفت زیر طاق آراستہ
 روار و برآمد ز راہِ نبہ
 ہزار ہند درآمد بے ان مرد

نظامی

خسرو

بہ لرز زمیں زیرِ قلبِ گراں زہمِ ستوراں دریاں ہیں شہت
در اندامِ گاؤں آرد گشتِ استخوان زمیں شش شد و آسمان گشت ہشت

مقابل ہو سکتے ہیں۔ ایک میں مبالغہ کی حد تحتِ التریٰ تک دوسرے میں فلک الافلاک تک پہنچائی گئی ہے۔ دونوں کے مضامین میں مخالف سمتیں اختیار کی گئی ہیں۔ نظامی علیہ الرحمۃ کے شعر میں کثرتِ تین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغہ غلو کی عمدہ مثال ہے۔ امیرِ رحمہ اللہ کے شعر میں سالمِ جسم میں لشکر کی دہل سے اُمتحان کا پس کر آرد ہو جانا بہ نسبت آسمان کے اٹھ ہو جانے کے (جس میں گرد کے اجتماع سے کسی قدر دھوکا ہو جانا بھی ممکن ہے) زیادہ مبالغہ ہے گو اُس کا وجود بھی خیالی ہی ہے۔

نظامی

خسرو

غبارِ زمیں کلبہ بر ماہِ بست غبارِ زمیں بر ہوا راہِ بست
نفسِ رادروں گھو راہِ بست عنانِ سلامت بروں شد زوہ

میر کے دونوں مصرعے ایک دوسرے سے متناسب ہیں چاند کے گرد گرد کا خیمہ قائم ہو گیا اور گرمی کی وجہ سے سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔ حضرت نظامی کے شعر کے دونوں مصرعوں میں باہم ربط معلوم نہیں ہوتا۔ پہلے میں غبارِ زمیں کا ہوا کی راہ میں حائل ہو جانا اور دوسری میں عنانِ سلامت ہاتھ سے نکل جانا دو جدا مضمون ہیں جو نامِ داستان کے تو مناسب ہیں لیکن باہم کچھ ربط نہیں رکھتے۔ امیر کا چھٹا شعر بھی اسی مضمون کا ہے کہ کثرتِ غبار کی وجہ سے سیارے بھی نظر آنے بند ہو گئے۔ اسی طرح حضرت امیر کا ساتواں اور گیارہواں شعر مولانا کے اٹھارہویں شعر سے مقابلہ سکتا ہے۔ حضرت مولانا کے شعر:

زبس گرد بر تارکِ ترکِ دِزیں زمیں آسمان آسمان شد زمیں

ہر وہ دونوں میں مشترک ہے۔ جن بعض بعض اشعار کا مضمون متحد یا قریب قریب ہے ان کے متعلق ذیل میں کچھ عرض کیا جاتا ہے:

خسرو کا پہلا و دوسرا شعر اور نظامی کا بارہواں اور پندرہواں شعر درج ذیل ہیں:

نظامی	خسرو
چناں آمد از نائے ترکی فروش	بگردوں شد از نائے ترکی فروش
کہ از نائے ترکاں برآورد جوش	بدریائے لشکر درافتاد جوش
روارو برآمد ز راہِ بند	ہزار ہر در آمد بہر دو سپاہ
ہزار ہر در آمد بہر ان مرد	روارو برآمد بخورشید ماہ

یہ دونوں شعر ہم معنی اور قریباً مساوی درجہ کے ہیں۔ خسرو نے کرنائے کی آواز کو آسمان تک پہنچنے، لشکریں جوش پیدا ہونے، دونوں فوجوں میں حرکت اور بڑھ چلو کی آواز بلند ہونے کو صفائی اور روانی سے بیان کیا ہے۔ نظامی نے اسی مضمون کو دوسرے طرز پر بیان کیا اور نائے ترکی و نائے ترکاں کی مناسبت لفظی سے اپنا خاص رنگ پیدا کر دیا ہے۔ دوسرے شعر میں بھی مردان مرد کی حرکت ملاحظہ طلب ہے۔ خسرو کا تیسرا شعر بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اس کے مقابلہ پر نظامی کا مندرجہ ذیل شعر آسکتا ہے۔ گو مضامین دونوں کے مختلف ہیں مگر اپنے اپنے رنگ میں منظم ہیں۔

نظامی	خسرو
زمین گفتی از یکدگر بردرید	علم سر ز عتیق برتر کشید
سرافیل صور قیامت دمید	سناں چشم سیارہ را بر کشید

خسرو کا چوتھا اور نظامی کا بیسواں شعر معنی:

یہ مضمون بھی جدید ہے کہ بلا اُس کے ناوک پر سوار ہے جیسے طفل ہسپے پر سوار ہوتا ہے اور جہاں یہ تیر لگتا ہے وہاں بلا نازل ہو جاتی ہے ان کے علاوہ اور شعروں کا بھی مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

صبح

رزمیہ داستانوں میں نظامی علیہ الرحمۃ نے ہر صبح و شام کو ہر روز نئی صورت میں عجیب دلکش پیرایہ میں ظاہر کیا ہے جس سے اُن کی اُستادانہ قادر الکلامی اور قوت بیان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ امیر خسروؒ نے بھی ہر صبح اور شام کو نئے رنگ میں بیاں کیا ہے دونوں کا کلام ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے:

نظامی

خسرو

چو زنگی شب دید رُئے سیاہ (۱)	کہ چوں شاہ چین میں برابرش نہا
در آئینہ عالم آرائے ماہ	فلک نعل زنگی بر آتش نہاد
ز آئینہ ماہ را بر زیں	پہر از کیس مہرہ بیروں جہاند
بخندید ناگاہ صبح از کیس	ستارہ زلف مہرہ بیروں فشانہ
چو در گنبد آمد براق سپر (۲)	چو گیتی در روشنایی باز کرد
بہرے زریں بیارہست چہر	جہاں بازی دیگر آفت ز کرد
چہاں خورد شب ز ظلمات دم	باتش بدل گشت مشیت شرار
کہ نعلش بفتاد و مسمار ہم	کلچہ شد آں سیم گا و رسوا

میں زمین کا آسمان اور آسمان کا زمین ہو جانا ذرا دیر میں ذہن نشین ہوتا ہے اور امیر
کے ساتویں شعر

زموجِ سلاحِ وزرِ گردِ زمیں گلیں آسمانِ شذ میں آہنیں
اسلحہ کی کثرت سے زمیں کا آہنی اور گرد کی وجہ سے آسمان کا گلی ہو جانا اور دوسرے شعر
بدریائے آہنِ جانِ گشتِ خرق ہوا پر زمینِ وزیں پر ز برق
میں جان کا دریائے آہن میں غرق اور گرد کی وجہ سے ہوا کا ابر آلود اور
زمین کا برقِ آمود ہونا صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اشعار خاص توجہ کے قابل ہیں :-

رسیدہ رتیغِ آبِ شاں تا کمر

ہاں آبِ بدخواہ راتا بہ ہمر

آبِ تیغ کا سپاہی کے تابکر اور دشمن کے تابسر پہنچانے میں لطف رکھتا ہے۔

شرارہ کہ زدِ نفلِ ہنگامِ رو

ستارہ بروں رفت از ماہ نو

نفل کی رگڑ سے جو شرارہ پیدا ہو اس کو ماہِ نو سے ستارہ چھوٹنے سے تشبیہ دینا بھی
نیا مضمون ہے۔

بلازیں بناؤک برا نداختہ

چو طفلانِ نئے بارگی ساخته

نظامی

خسرو

چو بکرِ فلک در عماری نشست (۱) چو گلنار گوں کسوتِ آفتاب

شبِ تیرہ در پردہ داری نشست کبودی گرفت از خمِ نیلِ ناب

عروسانِ شب زیور آ رہند نگہبانِ ایں مارِ پیکر درفش

فلک را بگوئے بر آ رہند ز راند و در برِ نیانی بنفش

چو قلابِ سیم از کیس ز دہلال (۲) چو گوہر بر آموذ زنگی بستلج

بخون غرق شد ترکِ صنیِ جمال شہِ پسِ فرود آمد از تختِ علاج

شہاب از سرِ سبزِ دیو سوز مہِ روشن از تیرہ شب تا فتنہ

شد آتشِ فلک در سلیمانِ رو چو آئینہِ روشنی یا فتنہ

چو خورشیدِ برقِ برخارہ کرد (۳) چو یاقوتِ خورشیدِ راد ز دُبرد

فلکِ سُرْمہ در چشمِ سیارہ کرد بیا قوتِ جتنِ جہاں پے فشر د

کشید آسمانِ بے برانِ کبود بدزدی گرفتند متاب را

حریرِ مغیرِ بوشید زود کہ ایں برداں جو ہر ناب را

شامِ اول میں حضرت امیر نے آفتاب کے غروب ہونے کو معشوق کے عاری میں بیٹھنے

سے تشبیہ دی ہے۔ پردہ ڈالنے اور مکان آراستہ کرنے کو (جو لو ازم شادی سے ہے)

کیسے صاف اور شستہ و رفته پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ نے گلنار گوں، نیلنا

مار پیکر، پر نیانی بنفش جیسی چست ترکیبوں سے مینا کاری کا کام لیا ہے۔

صبحِ اول میں خسر علیہ الرحمۃ نے اس مشہور حکایت کو کہ کسی حبشی نے آمینہ راستہ میں
 پڑا ہوا دیکھ کر اٹھایا اُس میں اپنے روئے سیاہ کا عکس دیکھ کر آمینہ کو پھینک دیا اور کہا
 کہ اسی لئے تجھ کو پھینک دیا گیا ہے کس خوبی سے یہاں چپاں کیا ہے۔
 صبحِ دوم میں امیر نے سوج کو براق فرض کر کے ظلمت کے رفع ہونے کو بھانپ
 ہوئے گھوڑے سے تشبیہ دی ع

کہ نعلش بفتا دو سمار ہم
 سے اُس سرسبکی اور گجراہٹ کی جو عموماً خوف زدہ بھاگنے والے کو پیش آتی ہے
 تصویر کھچ جاتی ہے۔

نظامی علیہ الرحمۃ نے پراگندہ تاروں کو مشتِ ثر اور سیم گاؤرس وار سے
 تشبیہ دے کر سوج کی شکل میں تبدیل ہو جانے پر یہ میں ظاہر فرمایا ہے۔

شام

جس طرح ہر روز اپنی خصوصیات کے اعتبار سے گزشتہ اور آئندہ دن سے
 ممتاز ہوتا ہے اسی طرح ان دونوں اُستادوں نے نیرنگیِ فلک کی مناسبت سے
 ہر صبح اور ہر شام کو نئی صورت میں جلو افروز کر کے داد سخن دی ہے۔ صبح کا سماں
 پیش ہو چکا اب شام کی باری ہے اُسے بھی ملاحظہ فرمائیے اور دونوں بزرگوں کی
 قادر الکلامی کی داد دیجئے۔

خسرو

نظامی

نمودند بسیار جولاں گری
 کسے رانہ بد از ہنر برتری
 ز نیزہ بشمیر بردند دست
 ہم از ہر دو تن تار موئے سخت
 بہ دشمن قریبِ یل روم زاد
 گریزاں شد از پیشِ چینی چو باد
 بدنبالِ او چینی گرم کیں
 ز گرمی بہ ابرو بر آورد چہیں
 چو نزدیک شد تا تیغِ چو برق
 گریزندہ رازِ خم ریزد بہ فرق
 در انداخت رومی کیانی کند
 کمر گاہ چینی درآمد بہ بند
 چہاں کندش از بازوئے زورناک
 کہ بر بود از باد و دوا دشت بچاک
 ہمیرفت پویانِ یل شیر گیر
 بخاک اندردن شیر جنگلی اسیر

کندے و تیغ گرا نمایہ خواست
 غماں کرد سوئے بد اندیش ست
 درآمد براں دیو دریا شکوہ
 چو ابر سیہ کو بر آید ز کوہ
 بجنید از بجائے خویش آن ننگ
 کہ اقبال شامش فرو برد جنگ
 کند عدو بند را شہسار
 در انداخت چو چنبرہ فرگار
 چو در گردن دشمن آمد کند
 شتابندہ شد خسرو دیو بند
 بنجم کندش سر اندر کشد
 کشاں ہچماں سوئے لشکر کشد
 بغلطید آن شیرِ پنجپہ سوز
 چو آہو برہ زیر چنگالِ یوز

شام دوم میں جناب خسرو نے چاند کے طلوع اور آفتاب کے غروب کو دو سپاہیوں کی فتح و شکست کے پیرایہ میں نہایت خوبی و روانی سے فصاحت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اور حضرت نظامی نے روشنی چاند کی آفتاب سے مستعار ہونے کی آئینہ روشنی یافتہ سے پاکیزہ تشبیہ دی ہے۔ لطف کلام ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

واقعات نگاری

شاعر کا کمال واقعہ نگاری میں دیکھا جاتا ہے۔ واقعات دو قسم کے ہوتے ہیں اول موجودہ واقعات جو شاعر کی نظر کے سامنے گزریں اُن کے بیان کی خوبی یہ ہے کہ سننے والے کی نظر کے سامنے واقعہ کا نقشہ کھچ جائے۔ اور اُس واقعہ کو دیکھ کر جو اثر شاعر کے دل پر ہوا ہو وہی اثر شاعر کے کلام سے سامعین پر طاری ہو جائے۔ دوم وہ واقعات جو شاعر کے سامنے نہیں گزرے مگر لکھنے پڑتے ہیں اس میں شاعر کا یہ کام ہے کہ ایسے واقعات تلاش کر کے لکھے جو اس قسم کے موقع پر عموماً پیش آتے ہیں یا پیش آسکتے ہیں اور پڑھنے والوں کو یقین ہو جائے کہ حقیقت میں بھی یہ واقعہ اسی طرح گزرا ہو گا۔ گویا شاعر خیالات کا مصور ہوتا ہے۔ مصور کو جو خصوصیات تصویر میں دکھانی پڑتی ہیں شاعر کو وہی خصوصیات کلام میں نمایاں کرنی ہوتی ہیں۔ اس کتاب میں اسی قسم کے واقعات بیان ہوئے ہیں دونوں حضرات کا کلام درج کیا جاتا ہے۔

چو از دستِ رستم رہا شد کمند سرِ شہر یا راند رآمد بہ سبند
ز پیل اندر آورد دوزد بر زمیں بستند بازوئے خاقانِ چین

واقعہ دوم

نظامی

خسرو

سوائے بروں آمد از رویاں بر آشت قنطال ازاں شیر تہند
سپر بستہ پس چُست کردہ میاں کہ پائے سپہ دید تراں کار کند
بگرمی بر آہِ میخت چوں برق تیغ پوشیدہ جوشن بر افراخت ترگ
کہ برق از نفس آب گشتے چو مینغ چو سرے کہ تیغش بود بار و برگ
نگا و رسیا ہے بزیر ششِ چودود در آمد بریں چوں یکے اثر دہا
بر آوردہ سر بر پہرے کہ بود سر بارگی کرد بروے رہا
بگردن نے تاخت بر ہم ستیز زیر و ند چوں دید کامد ہنر بر
بنیاد تاخت برگردنش تیغ تیز بغرید مانند غنہ سہندہ ابر
کینفوی تازندہ خم خورد و جہت کشیدند بر یکدگر تیغ تیز
بزدنیزہ و پہلوش را شکست ز گرمی شدہ چوں فلک گرم خیز
گزار شد از پشتِ رومی سناں دو پرہ دو پرکارم کز نور د
ز دستش بروں رفت یکسر غناں یکے دیر جنبش یکے تیز گرد
بے زخم چوں آتش انداختند بسے گرد بر گرد بر تاختند
بے زخم چوں آتش انداختند

دونوں شہسوارانِ سخن اس وقت ایک ہی میدان میں سرگرم جولاں ہیں۔ دونوں کا انداز جد ہی خسر و کلام شستہ رواں اور تصنع سے پاک ہے۔ دو مبارز سوارانِ جنگ آنا ہیں جب دونوں اپنے اپنے داؤ پیچ آزما چکے تو ایک سوار دھوکہ دینے کی غرض سے بھاگتا ہے دوسرے کو اُس کی شکست کا یقین اور قتل یا اسیر کرنے کی حرص غالب ہوتی ہے۔ جنگی احتیاطوں کو نظر انداز کر کے قتل کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ دوسرا موقعہ تاک کر کند پھینکتا ہے اور اُس کو اسیر کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ صاف طور پر کلام سے وضع ہوتا ہے اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس جنگِ عظیم میں بھی متعدد واقعات سننے میں آئے ہیں کہ اپنے حریف کو اُس کے نظمِ حربی کے پراگندہ کرنے کے لئے میدان دیا گیا اور پھر محصور کر لیا گیا۔ آخری شعر سے فہم کا خوشی سے دوڑنا اور اسیر کا گھٹنا خوب واضح ہو جاتا ہے۔ مولانا کے کلام میں یہ ہے کہ سکندر اپنی جگہ سے کمزور تلوار غور اٹھا کر چلتا ہے اور فوراً جا کر ایسے شجاع پہلوان کو جس کے مقابلہ سے رومی عاجز ہو گئے تھے اسیر کر لیتا ہے اور وہ ہاتھ تک نہیں ہلاتا جب تو اس رخ سے پتہ چلتا ہے کہ بہادروں نے شنشناہوں کے نہ صرف مقابلے کئے بلکہ بعض مرتبہ گرفتار و قتل بھی کیا ہے تو واقعہ کی صحت قابلِ غور ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جب یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ اس سکندر کو پہچان لیا تھا یا نہیں لیکن الفاظ تیغِ گراں مایہ، دیو دریا شکوہ، کندِ عدو بند، چنبرِ روزگار خسر و دیو بند کی چست ترکیبوں اور مناسبات مقامی نے خاص رنگ پیدا کر دیا جو مولانا کا خاص حصہ ہے۔ قریب قریب اسی مضمون کو فردوسی طوسی نے اس طرح نظم کیا ہے ۵

خسرو

(آمدن کینفوی حسینی در بزم)

جہاں سوزے از مہِ شبِ افروز تر
 ز خورشیدِ روشن جہاں سوز تر
 یک طہ صد شہر برہنم دہ
 بیک غمزدہ بر ملکِ عالم زدہ
 در آمد خستہ امندہ با ہمراں
 چو مہ در صفِ مشتری بکیراں

نظمی

(آمدن نوشاہِ نرنگندر)

پری چہرہ نوشاہِ نوشن
 بغالِ ہمایوں بروں شد زہر
 چو رخشندہ لہے کہ در وقتِ شام
 بر آید ز مشرق چو گردِ دِستام
 کینزاں چو پرویس بہ پیرانش
 ز تارک در آمد و تادامانش

فخریہ

خسرو

(بازبان کینفوی حسینی)

سکندر کہ کرد آبِ حیاں ہوس
 نظیرِ منش بود مقصود و بس
 مگر شاہ زلفِ مرادِ نیافت
 کہ در عینِ ظلمات خنداں یافت
 چو در خلوتِ من تہائی رسید
 بہر چشمِ زندگان رسید

نظمی

(بازبان کینز چینی)

کہ از شادیِ مشبِ جہاں انویست
 ہمہ شادی از دولتِ خسرویست
 ہنگامِ گلِ خوش بود روزگاہ
 بخند دہاں چوں بخند دہب
 جو خورشیدِ روشن آمد بواج
 ز روشن جہاں بہ زند نور موج

نظمی

نئے شدیے بریکے کا مگار
 زپشیں درآمد بہ شب کارزار
 ہم آخر کیے تیغ زد شاہِ روس
 بر آں شخصِ آراستہ چوں دوس
 بیفکندش از زیں و بر روی کا
 بر آوردہ زان شیر شتر زہ ہلاک

خسرو نے واقعہ کو مختصر اور سادہ الفاظ میں ادا کیا، اور نظامی علیہ الرحمۃ نے تشبیہاً و ترکیبات سے واقعہ کو پریشان بنا دیا۔ دونوں نے عمدہ طور پر ٹھیک تصویر کھینچ

بزم

رزم اور بزم دو مختلف قسمیں ہیں۔ مگر دونوں ماہرانِ سخن نے ان رزمیہ مثنویوں میں ایسے مواقع پیدا کر لئے ہیں جہاں اس صنفِ سخن کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ سکندر نامہ میں نوشتابہ و کثیر چینی کا بیان اس کا بہترین نمونہ ہے۔ اُسی نمونہ پر کیفیہ چینی کی داستان جو مردانہ بھیس میں لڑنے آئی تھی سکندر نے خود گرفتار کر کے منظور نظر ٹھہرایا امیر خسرو نے نظم کی ہر دونوں کے بعض بعض مواقع مثلاً پہلے کئے جاتے ہیں۔

خسرو

گراو هست بر تختِ زر پائے بست
 مراد دلِ اوست جلّے نشست
 گراو را کلاه است بر آسمان
 مراد کلاه است بر آستان
 گراو باز خواهد ز شاہان خسلج
 من از سرفراں سر تا من نہ تاج
 گراو گنجِ زر بختہ دارد تمام
 مرا نیز گنجی ست از سیمِ حم
 گراو قبالِ دولت در آیا و رند
 مرا هر دو چوں کمتر می چاکراند
 گراو تخت گیرد ز کیں چوں شہان
 من از بازوئے مگر کیس مہمان
 گراو دشمنانِ ابنِ خو خوردنِ ست
 مرا خونِ صد دوست برگردنِ ست
 گراو را یک آئینہ بر کف نشست
 دو آئینہ دارم من از پشتِ ست

نظامی

شہار ملکِ عالم گرفت از شکفت
 من آن را اگر فتم کہ عالم گرفت
 کمندے من از زلفِ بسا بزش
 نہ ترسم بگردن در انداز مش
 گراو را کمندے بود ماه گیر
 مرا ہم کمندے بود شاہ گیر
 گراو ناوک اندازد از دور ست
 مرا غمزہ ناوک انداز هست
 گراو حربہ دارد بہ خوں ریختن
 من از غمزہ خوں دامنِ گنجین
 گراو قصدِ شمشیر بازی کند
 ز بانم بہ شمشیر بازی کند
 گراو لخت از زربدار بدوش
 دوخت ست نلفینِ من گرد گوش
 گراو حقہا دارد از لعلِ پُر
 مرا حقہ هست از لعلِ دُر

خسرو

گرا از چشمه راجع شد اورا برت
 من اندر دہاں دارم آبِ حیات
 گر اندازد او شیر و آہو بہ تیر
 من آن آہو م کو بود شیر گیر
 گرا و ہست کیخسرو جام جوئے
 مرا جامِ گیتی نمائے ست روئے
 گرا از مجلس او بمن مے دد
 مرا لالہ و گل ز تن مے دد
 گرا و پیل بند د بخسم کند
 من از تارِ موئے کنم پیل بند
 گرا و حربہ بر ہسم برداں زند
 بخ من رہ شیر مرداں زند
 گرا و از دہائے ست دریں دلیر
 من آم زریں اژدہا را بنزیر
 گرا و گیتی از شکراں دہام
 خیالم بہ تنہا بگیر د تمام

نظامی

صبا چوں در آید بچو لاں گری
 زمیں رومی آر و صبا شستری
 گل سُرخ چوں کلمہ بند بہ باغ
 فروزد زہر غنچہ خونِ چسبغ
 سکندر چو پیر وزی آر د بنگ
 نہ زیب بود آئینہ زیر زنگ
 چو کیخسرو از می شود جام گیر
 چرا جامِ خالی بود در سریر
 ملک گرا ز جمشید بالا ترست
 بخ من زخورشید زیبا ترست
 شہ ارشد فریدوں ز رینہ فش
 بفتحش منم کاویانی درفش
 شہ ارچوں سلیمان شود دیو بند
 مرا در جہاں ہست دیوانہ چند
 شہ ار کیقباد لبند افسرست
 مرا افسر از مشک و از عنبرست

چوبے صحبتِ ارجمند اں بود چمنِ دورازیں جلے زنداں بود

چند شعر کے بعد کہتی ہے

کے راکہ من بے شرم اندر کند چہ حاجت بہ بالائے سر و بلند

اس کے بعد اپنا فخریہ نغمہ گاتی ہے جس میں ۳۵ شعر کے بعد مندرجہ بالا شعر یعنی ع

سکندر کہ کرد آبِ حیواں ہوس

آتا ہے۔ ان سب میں اس نے اپنے معشوقانہ کارنامے بتائے ہیں۔ مثلاً

بیک حملہ بر پاسبان زخم بدیگرہ آشنایاں ز غم

ہمہ خونِ خواہاں بکشمے خرم ملے نوشِ بادم کہ خوش مے خرم

بے تیرے کہ زینِ حشم مست افکنم صدفِ توبہ ہارِ شکست افکنم

چو کیسو کتم متغ از طرفِ گوش کلاہ از سر اندازم و سر زدوش

منم قبلہ روم و انجبا زہم کرشمہ مرا زیب و ناز ہم

بہشتی ست ایں قامت چن نگا پر از سببِ بادام فنا رخ و نار

وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام اوصاف بتا کر اور اپنے کو تمام خوب رویاں جہاں سے فائق ثابت

رکے سکندر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ سکندر آبِ حیواں کی طرف مجھ سے

نسان کی تلاش میں گیا تھا۔ میری زلفِ مغبر کی خوشبو نہیں ملی تو ظلمات کی طرف

نچ گیا۔ مگر جب میرے خلوت خانہ میں پہنچ گیا تو چشمہٴ زندگانی مل گیا۔ اب اس خیال

سے کہ سکندر یہ نہ سمجھے کہ میں نے اُس کی اس درجہ قدر کی کہ اپنی محفل میں جگہ دی، وہ

نظامی

خسر

گراور اعظم ہست بالائے سر

علیائے اوگرچہ بالارست

مراصد علم ہست بیرون در

مرا یک علم ہم زبالا بسست

گراوشاہ عالم شد از سردری

کمان مے ارصد شکار فگند

منم شاہ خواباں بجاں پروری

یک ابروئے من صد ہزار فگند

کمند مے ارصد بند دمام

من آنم کہ صیا و گیسرم بدم

نگین مے ارعلل رمانی ست

نگین لب من سلیمانی ست

ان دونوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کینفوی چینی اور کینیر چینی دونوں نے
سکندر کی فرمائش پر گانا شروع کیا۔ کینفو کا نغمہ بہت طویل تھا۔ اول کا حصہ طوالت
کی جیسے چھوڑ دیا گیا۔ اُس کا آغاز اس طرح ہے کہ ے

بر آئین خواباں بہ شوخی و ناز

سرو مے بر آورد عاشق نواز

ایک دوسرے لکھ کر نظامی کے مندرجہ صدر دوسرے شعر کی طرح ایک عام تمہید سے
اپنا فقرہ پیش کرتی ہے کہ ے

لیکن یہ سہی دوتاں

چو بگفت گل خوش بود بوتان

بے خوف سکندر کی گردن میں ڈال دینا جس طرح جلا مجرم کے گٹھے میں پھانسی ڈالتا
 ہے اور اپنی کمند کو شاہ گیر ظاہر کرنا (جس سے سولے سکندر کے اور کوئی مراد نہیں لیا
 جاسکتا) بیان کیا گیا ہے۔

شہ ار ملک عالم گرفت اشکلفت من آں را گرفتم کہ عالم گرفت
 کمندے من از زلف بر سازمش نہ ترسم بہ گردن در اندازمش
 گر اورا کمندے بود ماہ گیر مرا ہم کمندے بود شاہ گیر

اور ظاہر ہے کہ ایسے مطلق العنان اور فاتح سلاطین کے سامنے اس قسم کا طرزیان
 اور پھر ایسی مجلس نشاط کے لئے زیادہ موزوں معلوم نہیں ہوتا بلکہ ادب اور عیب شاہی
 کے بھی مناسب نہیں ہے۔ بمقابلہ اس کسرع

مراد رد دل اوست جائے نشست

سے ایک خاص دل ربایانہ انداز امیر خسرو نے نکالا ہے جو اس مغل طریقے کے عین مناسبت
 ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین کرام ان دونوں بیانیوں کو مطالعہ فرمائیں گے۔ اور بھی اس پر
 لکھا جاسکتا ہے مگر خوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔

مختصر نویسی

مختصر نویسی بھی رزمیہ داستان کی خاص خوبی ہے یعنی بہت سے مضمون کو ایک شعر
 ایک مصرعہ میں ظاہر کر دینا اس مثال میں امیر کا مندرجہ ذیل شعر پیش کیا جاسکتا ہے
 اس سے جنگ کا پورا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔

اپنا تفوق اُس پر ثابت کرتی ہی اور رفتہ رفتہ کہتی ہے کہ اُس کی جگہ تختِ زیریں پر
 ہی اور میری جگہ اُس کے دل میں ہی۔ تمہید اور پھر اپنا تفوق دیگر خوب دیوں پر پھر
 خود سکندر پر کس عمدگی سے ثابت کرتی ہی۔ اور قلبِ شاہی میں اپنی جگہ حاصل کر لیتی
 ہی جو نہایت لطیف اور پاکیزہ پیرایہ ہے۔ کثیرِ صحنی کا نغمہ اسی قدر ہی جو درج کیا گیا اول
 کے پانچ شعر عام ہیں یعنی ۵

کہ از شادی ہش جہاں انولیت	ہم شادی از دولت خسروست
بنگام گل خوش بود روزگار	بخند دجہاں چوں بخند بہار
چو خورشید روشن درآمد بہ افج	ز روشن جہاں برزند نورِ موج
جہاں چوں درآید بچولان گری	نہیں رومی آرد صباستری
گلِ سُرخ چوں کلمہ بند بہ بلغ	فروز دوز ہر غنچہ چوں چلغ

چھ شعر میں کچھ اشارہ نغمہ زن کی طرف معلوم ہوتا ہے ۵

سکندر چو پیروزی آرد بچنگ
 نہ زیبا بود آئینہ زیرِ زنگ

دفعاً ساتویں شعر سے اپنا تفوق سکندر پر جتنا شائع کر دیتی ہے ۵

چو کینہہ دازے شود جام گیر

چرا جام خالی بود در سریر

جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ثابت ہے، بادشاہ کو پکڑ لینا، اپنی زلف کی کمند بنانا

بروزِ جوانی چو پیراں گراے
 بہ پیریت خود تن نہ جھنڈ جائے
 ہے رو کہ در نیک نامی کشد
 خیالے پہن کاں نجب می کشد
 بہر کاری از راستی کن شعما
 کہ ہم رستہ گردی وہم رستگا
 و گر کاے از دیں فراتر بود
 مکن گر چہ شمشیر بر سر بود
 جے بہرہ کردن ز کسبِ حلال
 بہ از گنج بُردن بغصب و بال
 حلال آں کے را دہد برکہے
 بہر کوشش ہست در نار دود
 ہنر کو مثل ہست در نار دود
 گدائے کہ ہست از ہنر بہرہ ور
 چو میستہ دہ سفلہ را دور باش
 ہر آں شعلہ کز آتش تیز ترست
 کدہ ہنشتیان خود را خراش
 بہ پیراہن خویش گیر دخت
 بہ از بادشاہ زادہ بے ہنر
 نصیحت بہ سکندر

جو نصیحتیں سکندر کو افلاطون کی زبانی کی گئی ہیں وہ حقیقت میں ایسی نصیحتیں
 ہیں جو سکندر جیسے جلیل القدر بادشاہ کے قابل بھی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار
 اس جگہ نقل کئے جاتی ہیں۔

تو بیدار باش آشکار و نہاں
 کہ از پاست آبا د خد جاں
 مکن ہر چہ عالم خورِ غنیم تو
 تو در خواب و بیدار عالم تو
 پوشہ راز دشمن کیے صد بود
 کند خوابِ خوش دشمن خود بود

دراں وحش و صحرا در آویختند گرفتند و کشتند و خوں ریختند
 یہ مضمون طویل ہو گیا اور دونوں استادانِ سخن کے کمالات علمی کا اندازہ کرنے کے
 لئے اس قدر مقابلہ بھی کافی ہے اس لئے آئندہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ صرف خسرو کے
 کلام کا انتخاب ہوگا۔

اخلاق و نصیاح

اخلاق و نصیاح میں عموماً شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا طرز اختیار کرتے مگر چونکہ
 یہ مثنوی خصوصاً نظامی کے طرز پر لکھی گئی ہے اس لئے دونوں بزرگوں کے طرز کی جھلک
 نظر آتی ہے جس کا نمونہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں خسرو نے اپنے فرزند کو نصیحت
 کی ہے اور پرانے طرز کی نصیحت نہیں جو محض بے ثباتی دنیا ہی پر محصور ہوتی ہے بلکہ
 روزی کمانے، ہنر و پیشہ سیکھنے اور مذہب کی پابندی، سچائی و درست بازی اختیار کرنے
 کی ترغیب دی ہے جو مفید اور کارآمد ہونے کے ساتھ اس وقت تک نئی روشنی کی عینک
 سے بھی عمدہ نصیحت شمار ہو سکتی ہے۔ چند اشعار ذیل میں درج ہیں۔

انتخاب از موعظ برائے پسر خردسال

مر و گردہ در کہ نانت دہند	در کعبہ زن تا امانت دہند
بجہ صفا صیقل سینہ کن	دل آہنین خود آہینہ کن
دلت دل سیہ ماند و روت صفا	چو آئینہ از خود دنیائی ملا

مناظر

شاعری کا کمال اس میں دیکھا جاتا ہے کہ جس میدان یا موقع کا ذکر ہو وہاں کے حالات اس انداز پر بیان کئے جاویں کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ میں اس موقع پر ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں۔ امیر خسرو نے اس مضمون کو جس طریقہ پر ادا فرمایا ہے اس کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جشن کے لئے جو باغ آراستہ کیا گیا تھا اُس کی کیفیت دکھائی گئی ہے۔ استعارہ و تشبیہات و صنائعِ لفظی سے بھی (جو ایشیائی شاعری کا زیور خیال کی جاتی ہیں) کچھ کچھ کام لیا گیا ہے۔

ہم از اولِ بامداد آفتاب	بفرخندہ طالع درآمدِ خواب
شدہ جلوہ گرنا زمینانِ باغ	رخ آراستہ ہر یکے چوں چراغ
بہ لالہ ز فردوسِ بام آمدہ	ز رضواں بگلبنِ سلام آمدہ
بنفشہ سر زلفِ راحتم زدہ	گرہ در دلِ غنچہ محکم زدہ
ز بس تری اندامِ زیبائے گل	شدہ پارہ پارہ سراپائے گل
ہوا بر سر سبزہ میرِ نختِ سیم	مراغہ ہی کرد بر گلِ نسیم
بہر شاخِ مرغِ ارغنونِ ساختہ	بہر نغمہ گلبنِ سر انداختہ
غزل خوانی ببلِ صبحِ خیمہ	تمنائے نئے خوارگاں کرد تیز
ز نالیدنِ قسریٰ خوش نوا	بکوثرِ مستحقِ زناں در ہوا

لہ قمری کی آواز پر کبوتر کی بازی کرنے کو عاشقانہ و جذباتی ہر گز سے بند کی بکثرت بازی و مدہ خطہ آٹھ
کے تھے یہ قصہ ہونشی کی عمدہ اور نئی مثال ہے ۱۲

چناں خپ ٻوٽو ڪه ڇهي ٻي
 حڪيم آں سخن انہ برہر زہ گفت
 اگر شخہ شہر خفت در خراب
 وگر سگ نجو با سپانی کند
 بہ بزم آنکہ مست مست ہنثار کن
 بہ پرتاب داری رسد زخم تیر
 بداں ساں شوا از کینہ در کینہ خواہ
 مدہ تیغ را بر سیاہت زباں
 بہ حال ایں مثل زندگانی دہست
 چو فیروزیت باید اندر مصاف
 بہ تیمار خدمت گراں کن پیچ
 اگر مرد بیدار پروردنی ست
 مشو سخت گیر از حد دادادہ
 ترا بارگاہ بریشم طباب
 ترا باد پایاں ز اندیشہ بیش
 ترا توشہ داں پر ز حلوئے تر
 کہ خواب پریشاں نہ بیند کسے
 کہ شد فتنہ بیدار چو شاہ خفت
 بیک گوشمالش بر آوز خواب
 شکم پر کنش تا شبانی کند
 طرب با حریفان بیدار کن
 بود تیر اندیشہ آفاق گیر
 کہ نئے تیغ رنجہ شود نئے سپاہ
 کہ آہستہ بہ شد بجوں مرزباں
 کہ جاں بخشی از جاں ستانی بہت
 بکن گرد و خرگاہ دلماطواف
 ز بد خدمتاں نیز دامن پیچ
 گراں خواب ایتہ غم خوردنی ست
 کہ گرد و عنادام تو آزادہ
 خبر نہ ازاں سوزش آفتاب
 بیندیش ازاں لاشہ پشتیش
 نظر کن بہ بے توشہ راہ بر

نِعْمَ الْاَمِيرُ عَلَى بَابِ الْفَقِيرِ وَنَسِ الْفَقِيرُ عَلَى بَابِ الْاَمِيرِ

بے ثباتی دنیا

دو دروازہ ہیں تنگنائے دراز کہ در رفتن و آمدن ہر دو باز
ازیں ہر زماں نوبے سے رود کیلے آید و دیگرے سے رود

ہندوستانی رسم و رواج و تہذبات

ایسے خروٹے بعض بعض جگہ خاص ہندوستانی رسم و رواج بھی نظم کئے ہیں اور
بعض تشبیہیں ایسی ہیں جن سے ہندوستانیات ظاہر ہوتی ہے۔ چند امور ذیل میں
نمونہ کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

زبس ابھی ہندوانِ کلال بدست آب نوشند با صد خال
یعنی ہندو باوجود صد ہا برتن موجود ہونے کے ہاتھ یعنی اوکھ سے پانی پیتے ہیں۔
شدا ز رنگِ سرخی سر کو ہمار چو پیشانی پلِ شکر دار
یعنی سب کو کوہستان میں شفقت کی سرخی اس طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے سیاہ ہاتھی کی
پیشانی پر سنہور لگاتے ہیں۔

زنا لیدنِ قمری خوش نوا کبوتر مُسَلَّقِ زناں در ہوا
چو کیسو کم مقنع از طرفِ گوش کلاہ از سر اندازم و سر زدوش
نفتہ معجبِ گلِ خویش را نظر بستہ چشمِ بداندیش را

زیادِ باری ہوا مشکبو عروسِ جاں ز آبِ گل شستہ و
 بساطِ گل از بنرہ گلشن شدہ چراغِ گل از بادِ روشن شدہ
 شدہ مشک بوغچہ در زیرِ پوست چو تعویذِ مشکیں بازوئے دست
 کشادہ گل لعلِ جلبابِ نور نظارہ کناں چشمِ نرگسِ دو
 بروں کردہ سوسنِ زبانِ خموش ہی کردہ دمِ تقاضائے نوش
 بہر چشمہ منقارِ بط آبِ گیسہ چو مقراضِ زریں قطعِ حریر
 از ان نعمت کو غارتِ ہوش کرد مغنی ترنمِ فراموشش کرد
 ز آوازِ دراج و رقصِ تدرو بک گشتِ رخا تن پائے سرو

علمائے دنیا پرست

نہ آن ست درویشِ مردِ خدائے کہ بہرِ دمِ پیشِ شہِ پائے
 بیلشِ شمیمہ برکشِ زدوش کہ پوشیدہ دزدِ ستِ شمیمہ پوش
 میں کلِ کلیمِ ستِ تن پوشِ او کہ آں دامِ مالِ ستِ بدوشِ او
 چو دے کہ برداشتِ ماہی فروش ز بہرِ دمِ ماہی فروشِ بدوش
 ہم از دامِ ماہی دلِ اینِ نکبتِ بخت چو ماہی کہ برداشتِ آبِ بخت
 فقیرے کہ ناں از درِ شاہِ جت بیاہد ز آبِ خودشِ دشتِ ست
 ہشتی بود شاہِ درویشِ خواہ کنشتی ست درویشِ در کوائے شاہ

آخر کا شعر ایک عربی قول سے ماخوذ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

خاتمہ

آئینہ سکندی کی نسبت جو کچھ لکھا تھا وہ لکھ دیا گیا اس مختصر ریویو میں اس سے زیادہ نہیں لکھا جاسکتا ہم کو اصل کتاب کے طرز بیان کی نسبت کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔ غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ امیر خسرو نے عموماً مثنوی میں نظامی کا اتباع کیا ہے۔ اُن کے طرز کو نمونہ بنا کر اپنی مثنوی تیار کی ہے اکثر اشعار کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ مثلاً نظامی کے مبالغہ غلو کی یہ مثال زبان زد عوام ہے کہ

زُرمِ ستوراں دراں پنِ شبت زمیں شش شد آسماں گشت بہشت

گو اس میں تکرار شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغہ کی عمدہ مثال ہے۔

اس کے مقابلہ میں امیر لکھتے ہیں ۷

زلزلہ ز زمین زیرِ قلبِ گراں در اندامِ گاؤں آرد گشتِ استخوان

اسی طرح جا بجا اشعار سے پایا جاتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے ہوئے ہیں۔

آئینہ سکندی کی عبارت صاف اور رواں ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک فوارہ ہے جس میں سے مضامین اُبلتے پھلے آتے ہیں۔

زیادہ خود ستائی سے بھی کام نہیں لیا۔ جو امر بیان کرتے ہیں اکثر جگہ اُس کی علت بھی بیان کر دیتے ہیں جس سے بے ساختہ پن زیادہ مترشح ہوتا ہے۔ سکندر نامہ نظامی کی تحریر مرقع اور بلع ہے۔ خصوصاً میدانِ رزم کا سماں اس خوبی سے باندھتا ہے

فارسی میں برقع وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اور ہندوستان میں عورتیں اپنکل یعنی اڑھنی
 کا سر امنہ پر ڈال لیتی اور جب کسی سے منہ کھول کر بات کرنا ہوتی ہے تو ایک طرف
 سے اپنکل سر کا لیتی ہیں اس کو خسر نے بیان کیا ہے جب میں ایک طرف سے (ایک کان
 کی طرف سے) اپنکل سر کا لیتی ہوں تو سر سے ٹوپی اور دوش سے سر الگ ہو جاتا ہے۔

چو مائے بدست آور دما رگیر

نواز دجنیں خونی را بہ شیر

ہندوستانی سپیرے سانپوں کو پکڑ کر دودھ پلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایران میں بھی
 یہ رواج ہو۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایں مرآتِ صفا کہ نمودارِ آئینہ سکندری ستِ مصقلہ
نامِ خالقِ تصوّل گردانیدہ شد تا چون موجِ ہمتِ صادق
و عکس نما رسد صورتِ حال او موجِ رے نماید انشاء اللہ

ازل تا ابد بادشاہی تراست	جہاں بادشاہ خدا کی تراست
نخا زندہ است بریش توئی	کشاید چشمِ بنیش توئی
نہ آغاز داری نہ انجام نیز	توئی اول و آخرِ جملہ چیز
تصوّر بکار تو کم کردہ راہ	ز تو بے خبر عقل و دانستہ راہ
کہ گنجی در اندیشہ آدمی	ہ نہ چون من مبتدا بریش دکی
کم و بیشِ ادیدہ برد و خستہ	کلماتِ سخنِ اوراقِ خستہ

کہ جنگ کا منظر آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور طرزِ کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہایت ماہر فن کاری کرنے نہایت قرینہ قرینہ سے مینا کاری کا کام کیا ہے۔ بعض جگہ اتنے بلند ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ مجھ جیسے کم فہم اشخاص کی سمجھ سے بلند ہو جاتے ہیں بلکہ شاریحین کو بھی تاویلات ہی کرنی پڑتی ہیں۔ میں نے مکر اور متعدد جگہ سے دونوں کے کلام کو پڑھا۔ سکندر نامہ پڑھتا ہوں تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس کو ترجیح دی جائے۔ اور جب آئینہ سکندری پڑھتا ہوں تو اس کی خصوصیات اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کے حق میں فیصلہ دینا ناظرین کلام کی نکتہ ریں طبعاً پر چھوڑتا ہوں اور دونوں بزرگوں کے حق میں (جو کیا ہے روزگار میں)، دعائے مغفرت کر کے ناظرین سے آئین کہنے کی درخواست کر ہوں۔ والسلام

خاکستہ

علیگٹھ:

سعید احمد فاروقی

رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

اگر صفت از یاری چسب زدا
 کنی جملہ ہستی باین و ساز
 کمال تو کے ضبط گردو شود
 اگر چرخ کوشت لبھد گونہ زد
 ۵ کے کوشت از پائے موری زبوں
 تارہ کہ یک حکمت از قلم
 نیکنے کہ بر خاتم جائے ساخت
 ہمہ رہ نور دان این نہ بساط
 نہ از خویش ازیں گونہ بر گشتہ اند
 ۱۰ ز غیب آنچہ پیدا شود نفس
 توئی راز دارِ ضمیرِ ہمہ
 سرے کر تو افتد کہ آرد ساد
 تو ریزی بہر خاطر اندیشہ
 ۱۵ تن دشمنِ جہان پنهان تو
 ہمہ زد میسر تو جادید پائے
 چو چرخ آنسوی کہ یاریت د
 کہ ناید بہ نیرے غیرت نیاز
 بدولاب دریا تہی چوں شود
 بردن ناید از نقش یک پای مو
 توانیش چوں تو ان گفت چوں
 چہ اند کہ دروے چہ کردی رقم
 کجا نقش خود را تو اند ساخت
 ق کہ گاہے غم آرد گاہے نشاط
 کہ یک یک ز حکم تو گزشتہ اند
 قضاے خداوندی تست پس
 بدر ماندگی دستگیرِ ہمہ
 دے کش تو بندی کہ اندک ساد
 بہر دل تو ملین کنی پیشہ
 ہمہ کس نہ جان زندہ و جان ز تو
 کہ ہرگز نہ مرد و نیست خداے



ادب نیست آلاہنہ زان تو
 پر وہیدن از پنهان تو
 در کار دانی تو کردی پدید
 خرد را براں در تو دادی کلید
 توئی پیکر آرائے مردم ز خاک
 عمل دان گیتی بتقدیر پاک
 تو دادی بدل گنج آمادہ را
 تو کردی بند آدمی زادہ را
 فلک آتو بستی گروہ در جہات
 تو راندی مسلم بر خط کائنات
 زخورد و بزرگ آنچه دار و دشت
 بنستے بر آناں کہ باید بنست
 ز وضع تو کارے بہر کار گاہ
 بر آنچه آتو بستی دین جہی زرف
 غلط را نہ در کار گاہ تو راہ
 ز ملک تو یک زہ بیک ز نیست
 نہفتے در و کیمیا کے شگرف
 زمین تو کردی پدید از نہاں
 خرد را دین بار گہ بار نیست
 چنان ایں کُن نقطہ را خوستی
 زمین نیز دروے جہاں رہاں
 ز ملک تو یک زہ بیک ز نیست
 بہر کار حکمت بسیار استی
 مسلس چیاں کردی اہم را
 بصد زیور آراستی روزگار
 کہ پی بگسلد یک اہم را
 دروغ ست کین ہیم کوتاہ ہیں
 کہ محتاج آلت گشتی بکار
 زمین فلک چوں منت بندہ اند
 فلک اہند کار ساز زمین
 بہ سلیم خدمت سر اہلکندہ اند

۱- سس - پیاں در - ۳۳ - تی دس - عمدہ ارگیتی - ۴۴ - سس - ہر دو مصرعہ مقدم و مؤخر ۱۲

۱۱- سس - نسلہ - ۱۳ - سس - گئے فصل دے ماہ گاہے بار

چنان اربیدارم اندر جہاں
 چنان برسوئے خواب گاہم فراز
 چنان زندگی دہ بجائے عزیز
 شناسا چنان کن دل ریش را
 ۵ بہ نقصان خود چوں تواند خستنا
 گرم نعمتے داد خواہی نخست
 دراز من کنی رخت این خانہ دور
 چو دل در سر کرد و پیشانم
 گرفت احب جگر ہم سیاہ و سپید
 ۱۰ چو فردا بجل گردد از کار خویش
 چه باشد کیے ذرہ خاک را
 چو آواز صورم در آرد ز جوا
 مرا چشم تنگ دہوس شاخ شاح
 چه دامنم کہ در ختن و خاستن
 ۱۵ تو ام آں حسرت بخش از بخش فاس
 من از حد خود دم زخم چوں چیاں
 کہ خفتہ بخواند کارا گاہ
 کہ بیدار سپم خواب دراز
 کہ زندہ بمانم پس از مرگ نیز
 کہ بشناسد از زہ خویش را
 کمال ترانہ سزا داند خستنا
 بشکر خودم دہ زبانی درست
 شکوایم دہ کہ مانم صبوح
 درے باز کن در پیشانم
 بعفو تو ام بش از ان ست امید
 مکن بستہ بر من در بار خویش
 کہ روز شمار آید اند شمار
 ز باران رحمت برویم زن آہ
 عطائے ترا برگ و نعمت فراخ
 چہ می باید از چوں توئے خواستن
 کہ آں خواہم از تو کہ یابم خلاص
 تو اندازہ بخشش خود رسا

مناجات حضرت ملک بارک حاجات محتاجان را نزدیک عین غیبت اور حاجت عرض نیست

شکستہ پناہ چو ز احسانِ پاک
 ۵ کشیدی ز توقعِ جودم طرا ز
 گرم کردہ کا فزنت پرست
 زبانِ من ارمے گرد و بکام
 چو دادی گنجِ خودم و سنگھ
 ۱۰ مپرس آنچہ بد کردہ ام یا صواب
 جفا پیشہ راست گاری رست
 بہ بخشائی ابرہمہ عاصیا
 و گر ز اہل را بسوزی بنار
 ہمہ کار تو نیست الا کہ داد
 بہستی چو را ہم تو دادی نخت
 ۱۵ چو خودستی ایس قعبہ دہنم
 ز گیتی چنانم بر آنجہ کام کار
 سرشتی بدست خود ایس مشک
 کہ رہ سوئے ایماں کشا دیم با
 چہ کردی معاذ اللہ ایس خاک پرست
 نگوید ز شکر تو موی تمام
 مدہ دزد را سوائے آں گنج را
 کہ در خورد و پرش مذام جواب
 بہ امرش امید واری رست
 خداوندیت اندازد زیاں
 ہم از عدل بیرون نباشد شمار
 ترا تمت ظلم نتوان نہاد
 زمین ہرچہ پیزد بقدر رست
 عتاب از چہ گرد بہ پیرانم
 کہ فردا نامم ز توشہ سار

محمد شہ لاجوردی سیر
 زور و ان شمع رات فراز
 بہ نمانی پیش گاہ الست
 خداے کہ ہستی پیدار کرد
 ۵ سپہے کہ بنی چو نژدہ باغ
 ز باغ رخت ہشت بتاں گلے
 سماطیں زن منہ شس ہر زماں
 کرم میں کز احسان امت پناہ
 زبردست اگو ہر انگن تیغ
 ۱۰ زمیں اکفش کیے بردار جو د
 بحضرت کمر بستہ بر غم کار
 وجودش نہ ریائے حمت نیا
 ز بانش کیے تیغ عالم پناہ
 فلک خاک از پاش برداشتہ
 ۱۵ ہمہ لوح محفوظ در شان او
 فرو شہ منشوری از مشکاب
 کز دشت ہستی عمارت پذیر
 ز گنج فلک گوہر آماے راز
 طفلی خو جوان او ہر کہ ہست
 ز بہر دے ایں سکتہ پیکار کرد
 ز نورے افزخت چندیں چراغ
 دراں باغ روح الامیں بلبلے
 یزک بریزک لشکر آسماں
 گنہ ما کنیم او بود غدر خواہ
 نوازش گزیر دستاں چو میخ
 جہاں آتش کیماے وجود
 میاں جی بہ آفر شش کردگار
 کہ حمت بر اں بر حمت فشاں
 کز دھک شدہ نامہ لے سیاہ
 ہزاراں چہرہ و رخ اپناشتہ
 سیاہ و سپید جہاں ان او
 بر آوردہ انجمنیں یک طاب

زیادِ خودم سینہ پر نور کن
 فراموشیِ خود ز من دُور کن
 وجود مرا ہستی دہ بلند
 کزین دُخمہ بیرونِ جہانم نمنند
 روم بے خود از خانہ در کوی تو
 بہ پروازِ ہمت پر م سوی تو
 نگوں ہمتاں را از تو نور نیست
 و گرنہ ز مارہ بتو دور نیست
 ہ ولی گزین تو بنود شمار
 چہ خیزد ز صد ہمت صد ہزار
 کہ در گنجِ ارتو گنجی بسا
 در دینِ سراپن کبیریا
 بسوئے خودم خوانِ فریادیں
 کہ غوغائے شیطانِ درآمد ز پس
 دریں بادۂ غول رہن بسیست
 بمنزل شدن نے حد ہر کسیست
 بسا رہداں کا ندیں کم شند
 کہ ہم دیو و ہم دیو مردم شند
 ۱۰ تو دانی کہ ایں ہرنانِ ہلاک
 ز لالچِ خسرو نذرند باک
 چناں بر کہ چوں من گرایم بہ تو
 بدنبالِ نپیہ آیم بہ تو

نعتِ آفتابِ کہ صبحِ صادقِ اشمس و ضمہا از جہۃ

میمونِ اوجال نمود و ماہی کہ نورِ ساطع والقرآؤا لہما

۱۵ از غرۂ روز افزونِ او کمال یافت

رسولِ قوی حجتِ آشکار
 بحکمتِ درست و حکمِ استوار

سوے دولتِ بی حسابش کشید
 سوارِ سبک و عزمِ دست
 برانِ خوش خشنده بر شد چنان
 نخست شرف بیتِ اقتضاش بود
 علی القطع برید در یک مای
 چومہ سجدہ کردش در گنبدگی
 عطار دکه مغزش ز خوشیافت
 همان ہرہ کز شرعش آگاہ بود
 خوراز منہ آورد و درو بر زمیں
 برہ گشت قریح سرہنگ او
 شائبہ جبریس از پیش خاست
 زحل وی مالیدہ چندان براہ
 چو پا بر ثوابت نہاد استوا
 پس از انجمنِ ششمین سخن
 علم بر ہم فرس اطلک کشید
 سوے عالمی شد کہ عالم نامند
 ہماے شد ز اوجِ عزت پرید

رکابی شد و در رکابش کشید
 شائبہ گی را کہ کرد چست
 کہ در لامکان کشیدش عنای
 ز اقصی ولایت را و نانش بود
 بمقراض لا پردہ لامکان
 ہلالِ خودش خواند در بندگی
 ز دیدارِ او شربتِ تازہ یافت
 کمانچہ بگوش کردہ بگرخت زو
 رہا کرد مند بہ مند نشیں
 کلہ سودہ بر نعلِ شبنگ او
 متاعِ سعادت بر یوزہ خواہست
 کہ شد دے او روشن در سیاہ
 شکوہش بود از ثوابت قرار
 بعزمِ ہم گشت ہنگامہ زن
 قلم بر جہاتِ مدس کشید
 دویم در میاں سایہ ہم نامند
 ہماے کہ کس سایہ او ندید

زگیسوی اذنا نہ بویافتہ گل از روی او آبرو یافتہ
 فروخواند و بیاپے غیب را رقم کرد توقیع لاریب را
 حمایت نشین سپرخ و درشت او مہ از داغ داران انگشت او
 در سپرچ را ماہ قفل ز رست کلیدے انگشت پیغمبرست
 ہم از نور آن خچہ مہ تنگکان صف بد رشکست و ز مضاف
 زمین فلک یک نجار رہش ازل تا ابد یک تماش گمش
 دم از راہ درویش بر پی دہ قدم بر سر عرش و کرسی دہ
 بجائے کہ توسن برانگینختہ جناح ملک فر و بختہ

صفت معراج مقتدائے کہ جماعت اسلام از
 محراب قاب قوسین و ادنی بشارت الصلوات معراج
 المومنین آ ورتماہر موحدی اعلاحدہ صاحب معراج
 گردانیدہ علیہ الصلوات و التحیات والسلام

فلک ماہ را چوں شب افروز کرد شب تیرہ پیرایہ روز کرد
 رسید از فلک پیک فخذہ پے فلک از زوچرخ در گردے
 براتے ز منکرت بگام تر ز خورشید و مہ روشن اندام تر

ریاحین دیکر کریں گلشنند
چو در گردِ ماهِ انجم روشنند
نہے بروجِ آں ماونا کا ستہ
کہ باشد بریں انجم آراستہ
دلِم جائے آں انجمِ ماہِ با
مرا نورِ شاں مشعلِ راہِ با
نہے راہِ خستہ کہ در برتری
کند نورِ آں انجمِ شہری

دینِ شیخِ عالمِ اہلِ محی السننِ نظامِ الملّتِ فضیلی کہ
قدمِ شہرانی را از نعلینِ طریقتِ فرو پوشید و ادھی کہ

سری سقطے را از سترِ صفارِ روشن کرد

دلِم چوں بگو ہر کشتیِ خاص گشت
بدریایِ اندیشہ غمِ خاص گشت
۱۰ بہر غوطہ چنداں بروں بخت
کہ دریایِ گشتِ آفاقِ پُر
نشاری کزاں در بنگینست
بدر گاہِ ہمیشہ شہرِ بخت
من افشا نہم و آسمانِ برگز
عطار دبو سیدِ بر سر گرفت
مرا گاہِ افشا نہم آن نشار
بے دخل شد لولوے شاہو
دریغ آیدم کایں چنین گوہر
برم تحفہ در خدمتِ دیگرے
۱۵ ادبِ نایمِ پیش آریں در ضمیر
کزاں سازم آرایشِ محیر

چنان کرد بر شاخ قربا نیال
 چو از ہستی خویش نامید گشت
 بزور بر غرض نادک سخت کوش
 حجاب خیال از میاں برگرفت
 ہ بردن آمد از پردہ بود خویش
 بمنزل حسد ماں شد از بارگاہ
 فروزاں چو شمع ز نور حضور
 عروساں فرو دس در انتظار
 گلے را کہ بر چید از اں بوساں
 ۱۰ جمالی بخوباں از اں باغ داد
 خوشا وقت آں میہمان باغ
 یکی راست گوئی کہ در کنج غار
 دویم دادے آں کہ از دست
 سیوم آں کہ قرآن منشور داد
 ۱۵ چہارم دلاور سوائے کہ دید
 شدہ خانہ شرح را از نخست
 کہ خود ہم گنجید اندر میاں
 در اں فیتی ہست جا بد گشت
 زہ از قاب تو سین آمد بگوش
 نظارہ ہو رہاں در گرفت
 نگہ کرد بے پردہ مقصود خویش
 بیانش درم ریز خورشید ماہ
 ملائک چو پروانہ در گرد نور
 کہ رو بند از پایے نازک غبا
 رہ آوردی آورد بدو ساں
 بر خساں غاں باز اغ داد
 کہ گشتند از اں گل معطر باغ
 نہاد از پے گنج پایش مار
 بہ انگشت خود دیوار کرد کور
 دو شمع از شہستان آورد
 در خیبر از ذوالفستار کلید
 بہاں چارہاں عمارت در

گره مفلس و توشه دران پُر زرد
 اگر پیشِ اساق پُر زرد بود
 ز دنیا محطی به پیرانش
 ز سرچشمه غیش آبِ بهار
 ه دم حلقی او چون صبا جان نواز
 ز بانس ز لوح سمارانده حرف
 چو از سوزش دلِ مِ خوش زرد
 ز نظاره رفته آن آفتاب
 بر آلودگان چون ده موج پاک
 ۱۰ برد بارِ حلقی ارچه بسیار تر
 فلک گر بعدش نگردد بخیر
 بجای که ماند آن قدم تا بدیر
 هر آن ناتوان کردش زور یافت
 برای که آن پائے اردو شتاب
 ۱۵ صفرا از روشن آئینها
 رسیده ز پروانه آسمان
 شکم خالی و دل ز گنجینه پُر
 ز آبِ کفش در زمان تر بود
 مبر از آلودگی دمنش
 به آبِ وضو شسته دست از جبال
 نوالش همه وقت مهان نواز
 دلش عشق را گنج دانی شگوف
 بصد خرمن هستی آتش زده
 همه پاک چشمان و دیده پر آب
 فرو شسته ز آتش آبِ خاک
 کسی نیست از دی سبکبار تر
 فلک اعمان باز سپید ز سیر
 بلا ز گردون نیاید بزر
 اجل رحمت خویش ازود و ریت
 بتغییم بوسه زین آفتاب
 دمنش و ششمانی ده سینها
 چراغی بطن سلماتِ آخر زها

پناہِ جہاںِ حقِ را نظام
 بختِ مسیحِ در چہ نہاں
 جہاںِ زندہ از جانِ بیدارِ او
 ہمہ شب ز شبخیزی بے ریا
 ہ ز ظلماتِ شبِ کردہ کلِ بصر
 ز بس سجدہ کردن بجزا ہیں
 قدمِ گاہش از پایہ عرشِ مش
 نمازے از معراجِ برتری
 بدان تا خرامہ بالا ز پست
 ۱۰ نگفتہ ز دیباہ و اکسوسِ حسن
 زمینِ فلکِ دِ ولایتِ حدش
 ز نعلینِ چو پی شدہ تخت گیر
 بہ بیماریِ دلِ طبیبِ ستِ فرد
 بر اہلِ طلبِ در نمودارِ کار
 ۱۵ ضمیرش در دستِ اُپرگی
 گراں سنگی او بہر دستِ برد
 رہِ قدس را پیشوائے تمام
 بر اہلِ نہیں حجتِ آسمان
 زمینِ دشمن از روزِ بازارِ او
 کند افکنِ کفنِ گریہ یا
 بنظارہ غیبِ صاحبِ نظر
 شدہ حاجبِ خاصِ روحِ الہیں
 کفِ پایش از بوسہ خلقِ پیش
 نمود از معراجِ پیغمبری
 نمادہ قدم بر سرِ ہر چہ ہست
 شرفِ کردہ از زندہ ہایِ کمین
 ولی گوشتِ بویا مندش
 یکی کر سیشِ گشتہ دیگر سرِ بر
 کزو کردہ در ماں بازارِ در
 بدستوریِ غیبِ فرماں گزار
 پناہندہ را دادہ پروردگی
 بے بقیہ دیوارِ کردہ خورد

فلک پس خزیدہ ز ہر شہ جہات
 کہ بر رفته قدرش بہفت آسمان
 نظر تیز بر پشت پاؤں خستہ
 چو ذرات خاکش ندریز ریز
 دہ پایہ بالا ترش ز آفتاب
 سزد کافانی کند بر سپہر
 کہ خوشیدر اشکل دنیا گردد
 سکے بہر ملکیت عالم است
 جبار است از فتنہ حوزہ امان
 چو ایون کہ آر کسی سوئے دست
 کہ ہموار شد فتنہ خواب گاہ
 مگر کوزتپ لرن بر جسم زند
 کہ شد ہند پست خراسان ملکہ
 تزلزل بہفت آسمان آورد
 ہمہ تیر بر پشت مرغان زند
 کہ پیمان او نادر ان قضاست

ز بس کش بعالم نگنجید ذات
 ز بہمت چنان ساختہ ز دباں
 شہاں بردش خدمت آموزہ
 نگمکہ گر کند سوئے خوشید تیز
 و گرد زہ را بخش از تہ تاب
 درم کر خطایش بر آراست چہر
 سپہ از پے نامش این کار کرد
 خطے کاں توجیع او محکم است
 ورق ہائے منشور او ہر زمان
 ز نامش فلک معتقد زیر پست
 چنان کند خارِ ستم را ز راہ
 بکین شیرنداں کنوں کم زند
 سپاہش کراتی بریں سو فغاند
 جنیت چو در زیر راں آورد
 ۱۵ سمنش چو برابر جولاں زند
 ز باران تیرش عدو در بلاست

جہاں وہمہ وقت پُر نور باد زمیں ادرش مبت مہمور باد

در علو و جہت و منزلت شمس السلاطین علی العالمین

علاء الدنیا والدین اللہ طلالہ علی الدنیا الی الیم الدین

۵۔ نبی الامیین صلی اللہ علیہ وسلم آمین آمین

خراں شولے خامہ گنج ریز بر سقن الماس ادا تیز

بہر حسن فی آریٹے ساز کن بہر نکتہ گنجش فلک باز کن

سخن اچھاں پایہ کبرش بہ باہ کہ بوسہ بجزات کف پاشی

۱۰۔ شمس کا سماں بر درش گاہ بار ز پر دین و جزا فشانند بار

علاء دین اسکندر تاج بخش ز رفعت بگردوں و ان کمر بخش

محمد جانا گیک حیدر مصاف کہ از پیش او پس نہ کوہ چاف

چراغی بنور حق است درختہ عدد و راہ پر دانگی خوش

صفا تیش در اندیشہ پیش از کمال نوالش باندازہ پیش از خیال

۱۵۔ بدہ گز بقا گرچہ گنج تیش نگنجہ بہ عالم دل و شنش

جہانی استاد در قبائے نماں دل و شنش خود جہاں در جہاں

چو خوار آسگانی کند آهنش
 چه مردی کند چرخ در دار و گه
 سلاش مریخ شمشیر بند
 ز چتر سیاهش که شد زیب تحت
 همارے کہ بر چتر او کرد جاے
 نہ ترسد ز زور آوراں در گزند
 ز راز بادشاہان سخت انتقام
 بہ سختی کشد گنج شاہان ز بار
 بر آرد ز خاک سیہ زرباک
 گہ معدلت سوی درویش نشا
 بگاہ عطا زان کف بحر جوش
 عجب صامتے ہیں کہ فریاد کرد
 چناں باد برسیم و ز زور شاہ
 کہ فریاد عدلی بر آید ز ماہ

در خطابِ مین بوس آن بادشاہ کہ در لوح محفوظ جہاندار
 بیدارش خوانند از قلم تقدیر میر سرش نوشتند خلد اللہ ملکہ و خلد

جہاں خسرو اتا برسیم کیاں ق نشستی براونگ فرخ بیاں

رسد دولت تیر بدخواه را

شده کیش غمخیز آراسته

ز سمش فردا کند دریا

فراهم کند یار و مال را

جانی بیک تیر غارت کند

به نیر و باز شود خشم ریز

چه شانہ که روزن کند محو را

کشد تیغ شایش بیک قطره آب

ولی زنگ گرفته هرگز زنگ

ز نیرہ شری بر شریا زده

نه از باد سوری ز خا بر سنبل

خله در دل نجسم انداخته

بهر چشم زد برده و لماز تن

زمین تا فلک نیزه بالا بود

ز مغز لیاں چرب کرده نساں

به تار موصد ل آویخته

که هم بادشاه هست هم پہلواں

کشاید چو تیر جگر گاه را

ز تیرش کرد شد عدد کاسته

قیامت که فردا است و زش عیا

بدهر از زند و چپنگال را

ه کمانش چو زابردا اشارت کند

چو در روی میجا ز پیکان تیز

دروشانہ پیل کیس جوے را

سپاهی چو طوفان آتش بتاب

گرفته ری در دم تیغش بجنگ

۱۰ ز شمشیر آتش بدریا زده

بر زمش شگفته دل دشمنان

چو محرش نساں بر سر افروخته

سناش به تیزی شده غمزدن

بجائے که آن رح و الا بود

۱۵ ز بهر شکم های روی نساں

ز زلفی که از چرخیم انگینہ

به تنها دریده صف خسرواں

چو بند به مه آسمان بلند
 توکت ز آسمان بهت افزدن بود
 چو گنجور تو گنج در نسیم کند
 ز جودت کز دگم شد امید
 ۵ بود زهره بریاد بر زم تو شاد
 بجایم جسم آسته مشیت تو
 صدف کو بد ریادرون در کند
 بدور تو در دور عالم تمام
 از ان باد کافاق را کردست
 ۱۰ چو از خسرواں در پزیری سپا
 نهی کز نوازش گریه ای شاه
 بسر بر کلاه چنسی ز اخرم
 ز مرمن چو خورشید زان تافته است
 براغم کزین نفت کمال عیار
 ۱۵ نمودار گنجینه های کهن
 چو اقبال تومی دهیاریم
 کند سنگ اگوهر احمبند
 نگه کن که تا مهر تو چوں بود
 بعد از د قفل را گم کند
 هم امید مغزول و هم انتظا
 چو مطرب که همسانی آرد بیاد
 نگین سلیمان در انگشت تو
 ز باران دشت شکم پر کند
 همه با ده کامرانی بجایم
 سپاست شده فرض بر هر که
 ز خسر و هین مکتب ادا پیا
 بدانش بود از عطار و کلاه
 بکس چوں فرود آید خسر سرم
 که از بذل شه چاشنی یافت
 بگیتی ز غم سکه نامدار
 کفر روشن از کیمیا سخن
 تماشا کن اکنون هنر کاریم

چنان عالم آرائے گشتی زداد
 نماذ از ہمہ عرصہ خاک و آب
 کہ شد ملک اعمد شاہان زیاد
 ہمہ وقت پس جہاں کا رست
 بعد تو جز جان دشمن خراب
 بر آں کس کہ گنیت بدشاخ و برگ
 ہر گرجت آری بمکین و ریش
 ترا پاساں بخت بیدارست
 زمین آسمان بخواندے ز شرم
 گرامر وزیرش ست فرماں برگ
 چو نوبت زنت گشت نوبت نواز
 دہی روزی پارش امسالیش
 جناب تو از بخت فیروز مند
 ولی آفتاب شد آواز گرم
 سری کو بد اندیشیت پیشہ کرد
 ز غل غل دیر آسماں کرد باز
 مخالف کہ از فتنہ جہدش
 چو اندیشہ بخت یار اں بلند
 سرخوش در کار اندیشہ کرد
 اگر فرصت یافت نصحت ہیں
 سرش و ام شاہست برگزینش
 ز خاک رت رہمہ دم و ردا
 و اُمّی لَھْوَ اَن کَیْدِی مَیْیَد
 رسد خاک پات بر چین و خستن
 شہاں کردہ گلگونہ ہچوں عروا
 دواں از دودیدہ پسندیدگا
 خزندہ بچو سنجش نے نہیں
 دواں ہمہ خسرواں اور ایوان تو
 بنجاک رت چوں تسی دیدگا
 درت بار دادہ بہ بزنا و پیر
 خلد در دل از چو پربان تو
 نذر مکارم ز بانگ صریر

بروے آب و دن و گردنِ مجالاتِ این قصہ اکہ بیشتر
ضبطِ عشق و تارِ محنت بعقلِ عقلی معقول لامکان کردن

کہ یک جو در نیست عالمی سخن
گرامی تیر جو حیر آدمی
بہر دلِ شبابِ دوسنگی گو
عروسی بعد زیور آراستہ
شرف نامہ آدمی زادگان
چرا مردمِ مردہ ماند خوش
و گر چشمہ زندگانی بہشت
بکوشش اشکارا ز دیدہ ہا
ہنوزش چو دیدیم ناگفتہ اند
جہاں پر شد و کیسہ خالی گشت
ز دریائے اوجیت یک قطر آب
کہ روشن کند قیمت کار او
کلیدِ نیریزہ زباں را سپرد
و ہاں بستگان اکہ ادھر با

زہی سکہ کیمائے حسن
گرامی کن گوہر آدمی
بہر خانہ زو صلح و جنگے دگر
بہار بعد نیکوئی خاستہ
رقم سنج و حی فرستادگان
سخن گر نہ جانت بگرہوش
اگر عمر جاوید خوانی بہشت
بدو اشکارا نہاں جہاں
ز چندین دہان نکتہ بیرونشان
ازیں نقد گو صرف حالی نگشت
بچندین صدف و زخو شیداب
۱۵ کجارہ بر کس بازار او
خزینہ چو گنجور جہاں را سپرد
جنگشی گراوہر نہ مرزاں

امید ست کز بخشش کردگار
 خیالی برون آرم از شان خویش
 چو کامل شو پیکر این حسدیر
 چو رونق نمی در مستاع کسا
 ۵ همیشه به نیکی و نیک اختر
 ز بازوی تو شد ملک استوا
 خضر و اعر فراوانست باد
 بیاساتی آن چشمه زندگی
 مراده که من خضر پناهم
 ۱۰ بیامطرب آن نفس زدن برود
 بر آورد باں گونه بانگ باب
 که اسکندر خفت خیزد ز جواب
 گفتار در مرتبه که هیچ حیوان
 بلند آزار بکنگر سین سخن نرسد
 ۱۵ سبب کرد کردن گوهری
 چند که از سلاطین میم مانده بود
 و کحتی از گلها
 طیب خویش که از حال نمی تا محل
 نمی هندی مانده است

کسے کیں نمک خور و برخوانِ من
 بخوانِ کساں سرکہ کز کس بود
 مرا زیرِ یابی بدینِ سیکوئی
 بزرگاں کہ در گردِ خوانِ من اند
 ۵ خورش اندک و میہاں بشار
 برآں کس مباد ایں علاءِ جلال
 کے کو کند سوئے انصافِ شبت
 سکے کو بمر دار جاں پرورد
 نہ حے کو ز ندافِ گنجِ کشتی
 ۱۰ بہ نزدیکِ اماندار در فروغ
 بجستم کساں کز بصرفایت نور
 شبے گر جہدِ گربہ بفتاد بام
 و گر موشِ نقب انگذ صدار
 دغا باز را پاک باز افسرست
 ۱۵ مرا زیں خزینه کہ دارم بہر
 چو ز ایں نقدِ ہر کیہ فن تہیست
 تو لے حاسد ایں شوا از خن

فرامش نہ گشتش منکدانِ من
 تر شدی میز باں بس بود
 چرا سرکہ ریزم بہ تند ابروئی
 بہ نزلِ ابدی سمانِ من اند
 ہمہ خورد و ادھچپاں بر قرار
 کہ خاشاکِ پشتِ بر آبِ لال
 مہشت آورد کامِ خود را دشت
 ہم از استخاں استخاں پور
 کند پیشِ گچہ کشاں سرکشی
 بہر کوئی بر زنِ فغانِ دروغ
 پدیدست مقدور ہر کس دو
 بعیارِ لیش بر نیارند نام
 ہم از نامِ مرے نیاید شام
 کہ سر بر دگر دست بر دگرست
 دروغ آفرینیست از خلق بہر
 حد بردنِ دشمنانِ زابلیست
 کزین ن نشاید کلد و خن

زبان کز چنای گنج دار دگر
 شکر و زباده و زوبے خبر
 نخل حسیں در و فکاهمه
 وزوبے خبر مان راے همه
 چه بد عہدی مردم ناپس
 کہ ملک چیں انہ حق شناس
 اگر دانی اندازہ کار خویش
 نگوئی مگر شکر گفتار خویش
 ہ غنایت مگر زستان است
 کہ گشت این ولایت مر ازیرد
 کرم بین فصل الہی مرا
 چو پایم بریں باغ رضوان سید
 کشادم در باغ آراستہ
 بہر سوہ و گل کہ چیدم در اں
 ۱۰ کہ متاں چو جام مصفا خورند
 ربوہم ز گلگشت این بوستان
 بساطی فکندم بصحرای او
 منہ تمت خواب نیک و بد
 ابا اکسم خوش نیاید بہ کام
 ۱۵ و گر چختہ شد نافر اہم ترست
 بغربال شکر آنچه من بختسم
 شب روز بااد و زوبے خبر
 کہ ملک چیں انہ حق شناس
 کہ گشت این ولایت مر ازیرد
 کہ دادند این ملک شای مرا
 و دشمن ابہ من ادضواں کلید
 شدم باغ را سر و خواستہ
 بخیلی نکردم چو تنہا خوراں
 فروت نباشد کہ تنہا خورند
 بے سبب نار از پئے دوستاں
 کہ پاکوتہ عقل از تماشاے او
 کہ اجرے خود دست بخت خوم
 کہ یا نیم بخت است یا جملہ خام
 کہ یا شور یا چاشنی کمترست
 بہ اندان در و نئے ملک یختم

سخن ابرو گشتن از خوشی تنگ
 دہاں اہجاک ن اپاشتن
 متاع سخن گوہر بے بہا است
 چہ ریزم گہر در کنار کسے
 ۵ خرناتواں گروہ در دوش
 چہ گویم کہ دانا بے علم نامد
 تہی مایگان کشادہ ہیں
 گرامیہ بخشش نہ ارم ز کس
 ترا اگر حزن نہ ز پیش دہست
 ۱۰ ہنرمند باشد ترا زوے مرد
 چہ داند کسے تا نکوبد در م
 مخالفت کہ ناید بازار من
 کنند اہلہاں بستم حسب
 کسے کہ حلاوت نہ دارد خبر
 ۱۵ بروں خنطل از سبب رنگین بست
 نے دُنیشگر ہر دو دارند بند
 بود نرخ یا قوت کردن بنگ
 بہ از گشتن بس طمع داشتن
 چو پیش خاشاک بر م کمر بہا است
 کہ قیمت کند گوہرے راختے
 نہ بندند تعویذ در گردش
 کریم ارچہ ناداں بود ہم نامد
 بہ از تنگ چشمان باریک ہیں
 مرا بخشش از طبع بخشہاں
 خزینہ مرا سینہ من بست
 چہ سجد ترا زوے در خاک د
 کہ تا چند دریا ست در گوہر
 چہ روشن کند قیمت کار من
 بمشت دغل سنج ابلہ فریب
 ہلیلہ نہ نام خرابے تر
 دروں ہیں کہیں ہر آن شکرت
 ولی ہنرمست این اشاخ قند

دلم کزد و صد گنج دار و شگفت
 بخشک آفرینش نتوان فریفت
 نه زیباست نزدیک را گها
 تجس شدن شاد چون ابله
 دمی خوردن و در تکتب شدن
 زبادی چو مشک تپ پاشدن
 چو پیش دکی نیست در مغز و پوست
 ز نفرین بدخواه و تحسین دوست
 ه ندامت حرام دم جنگ دل
 ازین شاد گرد و دوزاں تنگدل
 و لیک آگینه بود طبع تیز
 کز آسیب سنگی شود ریز ریز
 چو بزخوش بختی بار دگر گ
 پراکنده گرداندش بار دگر
 بر آن طعن کز کم عیاراں بود
 به پیرامن بایه داراں بود
 تو نگر ز رهن بود سناک
 تکی کیه از گره بر چه پاک
 ۱۰ هنرمند بر بے هنر کم زند
 هنرمند را رخسار محکم زند
 نگیرد کس خورده بر ناتمام
 که از آتش این بود عود خام
 مرا چند ازین هنر پیراستن
 بدر دیزه مجلس آراستن
 شدن گرد هر کوی هنگامه حب
 چو هنگامه گیران بیوده گوی
 مشعبه که خود را نداند عزیز
 صدافانه گوید بے نیل پیشیز
 ۱۵ سخن گر چه شکر فروش نیست
 امل چاشنی گیر نوش نیست
 دهن گر چه جان اگر امی نمود
 چو خود را گرامی ندانم چه سود

که از مردن این کم خویش را
 حریفان خود را فراموش کرد
 به اسکندر تشنه آبی نداد
 منش زنده کردم بدوران خویش
 ز مطلع به انوار دادم علم
 بشیرین و خسرو فروختیم
 بجنون و لیلی سرفروختیم
 کنم جلوه ملک اسکندری
 نشانم نوعی که دامن نشانند
 که گنج هنر داشت اندزه پیش
 تصافی دور در بر گذاشت
 کجا با حسد لیاں برابر شوم
 رقم داشت از سکه راستا
 نخواند آن ورق که ز خرد طاق بود
 بسنجید و پس در تر از و نهاد
 که هر جا که باشد بود دلپذیر

شرابی رسانم دل ریش را
 خضر زان حقیقی که خود نوش کرد
 چو در چشمه زندگی در کشاد
 کنون بی که از آب حیوان خویش
 ۵ چو در باز کردم نخست از قلم
 و زان انگبین شربت انجشم
 و ز انجافرس بشیرت خشم
 کنون بر سر برهنه بروری
 ز دانا سر آن در که هفت ماند
 ۱۰ هنر پرور گنج گویا پیش
 نظر چون برین جام صبا گشت
 من ارچه بدان می گران سر شوم
 خیالی که در شرح این استا
 چه گویا حسن در مندا آفاق بود
 ۱۵ چو این مهره در عقد باز و نهاد
 همه پیکر جلوه کرد از سریر

چو در بینی آں خود نباشد بدہر
 تہی کیسہ تر باشد از من بے
 چہ میوہ دہد دیگری را ز شاخ
 کہ ہر شش ہنریش دوزی کیم
 کہ نزد خود ہست عیب تمام
 شب من در افسانہ گفتن گذشت
 نہ زیں ہرن گوئی زبان گشتیہ
 کہ خفاش ابا ضیا کا نیست
 نباشد گراں نیز بس چوں زیم
 بدیں سر کہ باری دہانچش کنم
 زمین این جہاں اکہ آرد ربو
 چرا کم ز نم سکے خویش را
 دل از حرص و تسل از طمع دنیا
 ز در ویزہ ہمت خویش تن
 کشیدہ بدامان اندیشہ پا
 دُرافشام از کلک یافشاں
 برو حایان و سگانی دہم

مرا چوں منی دانند این دہر
 و گر باشد از ملک عالم کے
 ہنرمند کش برگ نہ بود فراخ
 بشہر این مثل شہرہ عالم است
 ہ مرصہ فغاں زیں ہنر ہای خام
 ہمہ روز عمرم بختن گذشت
 نہ دل گشت بیدار از خواب
 چو در عالم دل مرا بار نیست
 زبانی کز دوزخوی خون زیم
 ۱۰ چو زان می نیارم کہ جان خوش کنم
 اگر د دولت آن حبسانم نہ بود
 چو نو کردہ ام سکے پیش را
 من و کنج تنہائی و کنج راز
 بر آراستہ توشہ جان و تن
 ۱۵ ز خاشاک خوش رفتہ صحن ہر
 بدستوری طبع دریا نشان
 از ان می کہ جاں انسانی دہم

چو ایں سکہ در دین دست است راست
 رہی کایزدی گشت بازار داد
 کسی کاید از بر کالے پدید
 جهان بادشہ کایزدش یار گشت
 همه زیر شس آں توسنی گشت ام
 جنگی پیش اخضر پاش دشت
 و گرش کرش ناندی طعم و نوش
 و خست نظمت دایمیش داد
 و شش چاہ مشکل افتاد پیش
 و گرشد بر یار و اں رگرالے
 و گرهقه ز اختر آں گشت سخت
 و گرجابت آمد بدیو و پری
 سران زمین در تیر و امنش
 حکیمان دانا و پنبیبران
 کسی را که چنید خداداد دست
 عنان استواری کشن خطا
 شگفتی نه با شد نمودار داد
 بران قفل ناچار باید کلیه
 بعالم کشائی پدیدار گشت
 کہ آساں تواند رسیدن بکلام
 بہ تری گرایش بالیاس دشت
 بیک خوشه شد کار سازش سروا
 یکی بادبانی رہائیش داد
 حلش کرد ارسطوی فرزانه کش
 وکیل محیط آمدش رہنما
 کشاد از فراطون فرخنده بخت
 بلیناس نو کردش افزونگری
 سروشان بالابیر پیر امنش
 خردمندی خود زیادت بران
 عجب چون بود گر کند هر چه هست

۱- سہ عنان یافتن زہستواری خطابت ۱۰۰- م و سلا: بدیو و دون ۱۲۰

۱۵- آں: چنید سبب ادا دست ۱۲

که ناگفته باورشود گوش را
 کس در تم بلکہ در کس قلم
 بازیشہ گویندیشہ اسح
 نبشتن مشک ست دشام را
 بخندیدن مردمان خو کنند
 دلم چوں گزارد کہ نامم خموش
 چه نایاب در افسانہ و چه درست
 من از مهر هفت تن اندام گیر
 گنہ بر کس نہ کہ سبت اخیال
 محالات شمرست رسم قدیم
 فراوان بودیش و کم در سخن
 بفرخندگی خاص در گاہ بود
 گر بے نبشتند پیغمبرش
 درستی شدش بر ولایت دست
 اگر اعجاز نبود کرامات هست
 زند سکہ ز عجب از پیغمبری
 ز کشف و کرامات سر بر زند

ز رازی بر افکند سر پوش را
 سخن کر خندہ در بنیاد علم
 چو خواہی کہ کم کردہ انگشت چ
 طرز ہنر قصہ حسام را
 سیاہاں کہ کلگونہ بر رو کنند
 مرا کیس ہوس دل افکند جوش
 چو کردم بسنجیدن اندیشہ حبت
 چو گویم ہمہ ہفت گوہر پذیر
 ترا ہر چہ در فہم ناید محال
 ۱۰ درین نکتہ بر من شمار و حکیم
 در آئین تاریخیائے کمن
 سکندر کہ فسخ جہاں شاہ بود
 گر بے زدند از ولایت درش
 بتحقیق چوں کردہ شد باز حبت
 ۱۵ شگفتی کہ دانا برو باز بست
 گرفتہ بہ غمیہاں دوری
 و کہ قصہ با اولیاس سر زند

کہ آں راہ گم کردہ گم کرد راہ
 زماں اہمہ چاشت گمہ برقرار
 ز سر ساخت برگ سر انجام خویش
 بروں کرد ما خولیا را از مغز
 ولیکن پس از چند غدر زنی
 کہ اندیشہ را باز دارد ز شرع
 خرد را چہ یارے طیراں بود
 ز دریای معنی کے آید برون
 کہ شونید نقش خرد را بے
 جہان خرد را بحبام شمر آ
 کہ گرد زبانت دلت انسان
 کہ ایں صد خلل یابد از یک خیال
 گنہ را بیا مرزد آمرزگار
 کت از بہر دوزخ کند نخل موم
 خوشا وقت مستی و دیوانگی
 نیاری کہ یک شر بہ افزوخی
 ہم از خوردن پر گرانی بود

چو بندہاں اقلیس غسل گاہ
 سلاح و سلب ہچاں بر کنار
 نخل گشت از اندیشہ خام خویش
 بشرع اندر آویخت زین پای لغز
 ہ بمردی گرفت از ختر شش روشنی
 خرد نیست آں بل جنوس است صرع
 بلکی کہ کونین جیسارں بود
 خرد کرنیکے جرعہ گردد زبوں
 سرم خاکِ مستان فرخندہ پے
 ۱۰ فرد شمع چو من مست بکشم حرا
 خرد را کشت تا بحبای غماں
 چہ کار آید آں عقل چاہن سگال
 اگر نمی گنہ باشد از روی کار
 ولیکن مبین صنعت عت شوم
 ۱۵ چو فتنہ است فرہنگ فرزانگی
 ہر آبی کہ از اندازہ بیرون خوری
 و گر شربت زندگانی بود

اگر ماند عمری چو ماهی در آب بود یا در ره روان صواب
و گر یک نامش از ماهی ماه کرامت چو صدق است حجت محض

حکایت مردی که نزدیک غوطه دمشق بحوض فرو رفت
و مدت ده سال گشت و حمل زاد و اولاد کرد و روزی در
آبی غوطه زد و سر در غوطه گاه اول بر آورد

شنیدم که زندی گزاندیش همی زد بیای خرد تیش
از آنجا که در دل کجی میشد بمعراج پیغمبر اندیش
کز آن که فکرست سر اند گشت دی چون توان فتن با گشت
درین دهم ناخت گمان صبح بزم جگر خنچه کردی بسودا خام
مگر چاشت گاه ز پنهانی شست تماشا کنان سوے آبی گشت
به تن شونی جامه زتن دور کرد شب تیره در چشمه نور کرد
چو در آب زد غوطه آمد برون زنی دید خود را بشهری درون
یکی آمد و کار پر دختش بکد بانوی جفت خود خلتش
بر آن گونه در عقد فرخ جمال شدش هفت فرزند و هفت سال
یکی روز جسم قرار نخت همی بر لب جوے اندامست
چو باز از تیر آب سر بر گرفت تماشا بر جانے و گر گرفت

گس بہر آں دست مالہ بدرد
 از اں مار بر خویش چپہ بربخ
 ولیکن ہنوزش نظر تیز نیست
 خطے کش بزرگان ندانند باز
 ۵ دلی کش بوزنیہ بتواں فاخت
 تونہ شناسی ایں چاشنی ابکام
 باز گیری کو دکاں را براہ
 ترا کر پیئے شیر باید گرمیت
 چو بالارسانی بہ بالاسے من
 ۱۰ زیر لٹ من ہر چہ ماند بہ پس
 بدیں فوجانت گوانی دھم
 ورت غافل افتد دل از کار او
 گرا ز عشق کل زراغ را شو نیست
 تمنائے ہر کس بحیری دست
 ۱۵ ہمہ آدمی نے بیک فن بود
 زیک نخل شد خار و خرما پید
 ورق کاہل معنی سیاہش کند

کہ نارد ز صد کاسہ یک لقمہ خور
 کہ روزیش خاک ست بالای گنج
 چراغِ بصر بنیش آنیہ نیست
 چہ دانند طفلان پوشیدہ را
 نشاءِ مفرح چہ دانند شناخت
 کز انجیر نختہ رد مرغ خام
 نئے زرد بہتر ز عود سیاہ
 کجا دانی ایں آبِ حواں کھیت
 بود رشتنت نرخی کالاسے من
 بہیں یاد گارت ہمیں ست و بس
 گرت شمع دل و دشانی دھم
 جہانی پرست از خریدار او
 گل ست آخر ایں فاختہ کو نیست
 کہ ہر مرغ را میوہ درخوست
 کہ ایں باغبان آں تبرزن بود
 کہ ہم قفل از آہن بود ہم کلید
 ککہ دوز تو ی کلاہش کند

بجز می که بر بوسه بیهوشیش
 نه سیر چنداں که می نوشیش
 زمستی هم می پرستی بود
 چه حاجت بود می چوستی بود
 کجایا بم آن باده عفتل سوز
 که بے باده شب اندام زرد
 مگر بخندم ساقی شوق جام
 کز آن چاشنی بهره یایم بکام
 ۵ بیاساقی اندر فتح پی بر پی
 به عاشق نوازی فردریزی
 می گو به عشق آشنائی دهد
 ز تشویش خویشم رهائی دهد
 بیامطرب آن پده های حکم
 کز دگشت پوشیده عقل سلیم
 نوازشش چنان کن که جان نرزد
 شود رسته یس عقل ناسودند

هذا ما أسس من بنیان الموعظ لابن رکن الدین
 الحاجی بلغة الله مناسک الحقیقة واطال عمره

سخن بشنوائی گوهر کان من
 مشو غافل از گوهر نشان من
 متاع که از رونق کاراد
 همه وقت تیزست بازاراد
 بچشم شناسنده هر گوهری
 فزون از رزد از عبره کشوی
 ۱۵ ترار ایگان میدد وزگا
 چنین ضایعش چو گزاری بکار
 نشاید که مانند سنگ دیگا
 گد امانی و حسانه پر کیما
 بدست آب نوشنده با صد سفال
 ز بس ایلمه هندوان کلال

مروگرد هر در که نانت دهند
 ره ی روکت آنسو روانی دهند
 نخو اهی که انستی برنج دراز
 قدم کوشش تا در رهائی زنی
 ۵. بجهد صفت صفت سینه کن
 ورت دل سیه ماند و روت صفا
 برو مهره بر چسب تنبج خام
 نخو اهی دل از فتنه و کشاکش
 بدین توسته مرکب هولناک
 ۱۰. هر آن دل که بانفس یاری کند
 بر دوز جانی چو پیراں گراے
 ره ی که در نیکنامی کشد
 مریز از خود آن قطره سیل بار
 پندار کاں چنند قطره نم است
 ۱۵. نخو اهی که پیش آید اندیشه
 در کعبه زن تا امانت دهند
 و زان عالم روشنائی دهند
 مکن تکیه جز بر ستون نماز
 دم از سکه پارسائی زنی
 دل آئینه خود آینه کن
 چو آئینه از خود منائی مکن
 کزین دانه نایب شسته بدام
 گم از سر نفس سرکش کش
 غنائش مده تا نسیستی بخاک
 فرشته است کوسگ سواری کند
 به پیریت خج دتن نه جند زجای
 خیالی پیر کاں بنجامی کشد
 که شد غرق در وی چو تو صد هزار
 که هر قطره گرداب رنج و غم است
 باز دیش به پیش هر بشیر

۶- ق- ورت دل تبه ماند و در گشت صفا - ۸- نخو اهی تن از فتنه - ۱۰- م- هر آن کس - ۱۲-

۱۱- م- ق- ۱- بزور - ۱۲- ۱۳- گرداب صفا عالم است - ۱۲-

۱۴- س- ۲- شود عاقبت - ۱۲-

من این با جارا کہ بستم طراز
 گر از چشمش ننگا ہش کنی
 و گر نہ شیت ادر و نور نہیت
 ولیکن یقین اغم از لرے خویش
 ۵ گر از خوان من نبودت تو شہ
 چو یک جو یک سال گرد دمنو
 کنون ارم امید کیست نیم پاک
 اگر خوجہد ایزد ز نقد ہی
 منت کیست سبم بنگیں میکشم
 ۱۰ کہ چوں گردی از عقل اندہ شا
 درین استاں ہنمونئی تخت
 کنوں کز چہارت فنون نیستال
 چو در چارہ بدر گردی تمام
 ۱۵ خدائے کہ او مکہ و شام کرد
 کہ صبح و شامی کنی بگرفت
 حرم نشکنی در مقام دف
 چو تو پویہ بنفس ابد زنی
 ز بہرت بروں ادم از پردہا
 بیرزد کہ حسہ ز کلا ہش کنی
 دکان کلدوز ہم دوزیت
 کہ ہر زاد ماند بابائے خویش
 جوی باشد آخر ز حشر خوشہ
 پس از روز گاہے شود خرمی
 بے خوشہ تر بر آرد ز خاک
 جہاں پُر کنی و نہ گردی تہی
 بی پندار آن دزت ایں میکشم
 بدس یادگار از من آری بیاد
 ہماں شد کہ دیں اکئی باز بست
 چو سیاں خود نداری و بال
 ز نقصان کامل گنہ دار گام
 ترا حاجی از بہر آن نام کرد
 بہ پیر امن کعبہ دل طواف
 گراں سنگ باشی چو کوہ صف
 نہ حاجی کہ عسلی رہزنی

دہش کاں زابرے پُرسِ دہ
 کہ دندانِ نذر ترش روی تند
 برو تازی گریستانی نفس
 نیخکے کہ باشد خوش تازہ روی
 ۵ دگر با مطلق تمت دہی
 بہ نمت کساں اسرافکنہ کن
 چو شیراز خوش کامرانی کند
 چو گرہ نشاید شدن تنگنہ
 بہ بیکانہ بخش آنچہ داری ست
 ۱۰ نشاید جو امر د خواندن خردس
 بود لابد آن خوب د بند خویش
 بخویشان دل مردم افزودن کشد
 چو گردد می در می ریختہ
 بہ ارزن خوش بار دانی کنی
 ۱۵ دہل و ارت افغان بیودہ چند
 چو آب ز لب دیگ جوشد برد
 نخواہی زیرافتی از جای خویش

بود ز ہر اگر شمشیریں بود
 کزو باز گردد بدندان کند
 اگر پیچ ندہی ہماں وی بس
 بے بہ ز بخشندہ تلخ زوی
 دو نعمت بود کاں دو یکجا ہی
 بدیں خواجگی حلق را بندہ کن
 دو دودام را میہسانی کند
 کہ چون لقمیہ بد شود گوشہ
 کہ بخشد بفرزند وزن ہر کہ ہست
 کہ باشد جو امر دیش با عروس
 کہ مہشش بود سوی فرزند خویش
 کہ خون عاقبت جانبِ حق کشد
 جُدا کی شود چون شد آختہ
 کز آوان شادمانی کنی
 میان خالی دبانگ نام بلند
 بخاکستر اندر قدمہ نگوں
 از اندازہ بیرون منہ پای خویش

بہر کاری از راستی کن شمای
 بود گر چہ مردم بی کفر غلام
 اگر چہ باشد کماں سخت گیر
 ہم از راستان باشند استاں
 ۵ چو پی بفرآک نیک اختر
 بہر فن کہ نہایش آری بجائے
 و گر کماں از دین نہ تر بود
 در ان خانہ کردی جہائی دہشت
 بہر چہ آن زمانہ دم پسند را
 ۱۰ اچو پوئی بد نبال شکر کشاں
 بجائی اں تو سن حسنا را
 نبرد از پی نام و غارت مکن
 حرکت بہرہ سہلست و گریقیاس
 زہر تو شگلیہ ز روزی ساں
 ۱۵ گرہ ساز کردن دل باز کن
 مرن در کمانہ ابرو گرہ
 کہ ہم ستہ گردی ہم رنگ
 ہم آہن شود راستاں اعلام
 تواضع کند عاقبت پیش تیر
 کہ کس کثر زفت ست بارستاں
 بہ نیک اختر کی کشن چو پیکانی
 جہت انگہ اسوے خدا
 مکن گر چہ شمشیر بر سر بود
 ز سر سہریت سہزائی بہشت
 خدا را انگرہ نی خداوند را
 مہاشا شتم گیر چو سہر کشاں
 کہ دیراں کند کشت بجگاہ
 و گر چہ گردی جبارت مکن
 فراموش کاری مکن در پاس
 مرادی بہ بے توشہ میراں
 ولی ز ابرو اول گرہ باز کن
 کزیناں کمانی نیز ز دبزہ

ہنر کو مثل مہست در نار دود
 گدائے کہ مہست از ہنر بہرہ ور
 ترا آن ہنر جست باید بذات
 براں دل نہ ای مشعل جان من
 ہ برآں گونہ شو گوشتناک
 و لیک آنکہ آن نور بخش فراغ
 نظارہ کن ایں سلک گچ ہر زدور
 چنین کہ از بالغان بڑ ہوش
 چو بالغ شوی در ہنر ہائے من
 ۱۰ بہ از پند من دُر شہوار نیست
 مکن و ترش گر چہ تلخت پند
 ز خواب جوانی چو گردی خراب
 چو طفلان غم از گوشمالی ما
 مراں بردر قہارے دیگر قلم
 ۱۵ گیاہی کہ روید صبح از کوہ
 چو خواہی بشادی و تیار با ق
 منہ زین وصیت بردن میچکام
 ہنرمند را سرنیارد دست و د
 بہ از بادشا زاد ہائے ہنر
 کہ بخشی پس از مرگ آب حیات
 کہ شمع در آری در ایوان من
 کہ روشن کنی مندرل منجاک
 کزین سلک گوہر فردزی چراغ
 نہ سلک گہر ملکہ دریائے نور
 بطفلی ترا در کشیدم بگوش
 شناسی بہای گہر ہائے من
 ولی در درشت ست ہمواریت
 کہ تلخی بود غسل اسود مند
 بدیں گوشمال اندر آئی ز خواب
 ز پند پدر گوش شنائی ما
 ہمیں بس کہ از من بر آری علم
 بفرزند ہی ابردار دشکوہ
 صلاح خود اندر ہمہ کار با
 وصیت ہمیں ست و بس والسلام

سلامت بود گر جهانی جی
 قدم باید آنکه قدم را ثبات
 همه کارنا استوارش بود
 که پای سکونش نه جنبد جُست
 خس است آنکه بازیچه باد گشت
 به نرمی زند بوسه در پای کوه
 چو آتش نه گیسو در چاهت بخت
 مرغیان دله تا نرسد دلت
 پس آنکه کمر کن در آغاز چیت
 سر انجام پیش آید اندیشا
 نیندیشی و بد کنی بد بوئی
 مقدار اندیشه خویشتن
 که هر لحظه بیش آب و رنگ آورد
 سفالینه را در گره جای نیست
 که آن اهنر نام باشد نه عیب
 به از گنج بردن بغصب و وبال
 بکشت هنر آب ریزد ز خوی

بیک کام چوں زرد بانی جی
 تن آدمی را به نیرودی ذات
 کسی کا ستواری نه کارش بود
 درخت از پله آں شود دیر پائے
 ه گراں سنگ باید چو پولاد گشت
 ہراں باد کو سخت تر در شکوہ
 گہ خشم در بردباری شتاب
 چو بالغ ز یادش در دگلت
 بہر کاری انجام را میں نخست
 ۱۰ نیندیشی اول چو در پیش
 بیاندیش و بہر کن بحسنه ربوئی
 کند ہر کسی پیشہ خویشتن
 بکوشش متاعی بچنگ آورد
 کسی انفتد دغل ای نیست
 ۱۵ دود انگ خود از پیشہ نہ عیب
 جوی بہرہ کردن ز کسب حلال
 حلال آن کسی ادا حد بہر کہ و

مرا گریاری ز یک جرعه یاد کسی را که ساغدهی نوش باد
 بیا موز در من ره رودے تو کہ تا چوں توان آمدن سوعے تو
 مرا زیں ہوس بربا نفیس کہ سوی تو چیم عفتان ہوس
 ولی چوں تو نکشائی از قفل بند چه سود از ہوس ہائے ناسود
 ہ بخشش توں باتو کردن شست بکوشش کسی انیائی بست
 چو کوشش کند مدبر از ہوس گنج زیادہ کند بر تن خویش رنج
 خری کو سوی آسیارہ جست ہما نجا ز جاں بایش دست بست
 ولی جہد مانیز هست از شمار کہ بیکار کابل نیاید بکار
 چو کوشندہ را بخت باشد فروں بہنجا آں گردش رہنمویں
 کسی کو ز دولت کشاید قناع بدلالی بخت باشد متاع
 ستم کشن شد مقلد شاد کام کہ نتوان شد بخت دولت بلام
 نہ ہ پیڑی در خورد گاہی بود نہ ہ سر سرائے کلاہی بود
 سرائے بزرگی نہ شد ہر یکے بجز مردم آمانہ ہر دے کے
 ہمہ جانور سرنگوں شد باز بجز آدمی کو بود سر فراز
 ۱۵ سراز گوشت خود شود تاج ور کہ طاؤس تاج روید ز سر
 اگر مار را محمرہ تاج سرست ولی مہرہ آدمی کو ہرست

بیاسی قیاد در ده آں خونِ خام
 که شد قرۃ العینِ ستانش نام
 چنان گوشِ من پکن از بانگِ نوش
 که بیرونِ دد پندد اناز گوش
 بیا مطربِ آں حبّۃ طفلِ دوش
 چو طفلانِ بر گیر و بنواز خوش
 نوای که تسلیم کرد از نخست
 بزن چوبِ تابا ز گوید درست
 گفتار در وصفِ آفتابِ دولت که چون پرتو گرم کند
 سنگِ سیاه را یا قوتِ سبز و لعلِ آتشین گرداند و اگر
 روی بتابد و دود از گوهر شب چراغ بر آرد صبحِ حُسنِ الله
 لمقتبین من نور الی صبح الساعۃ

کھیدی ده لے دولت کا ساز
 کہ سوی تو بتواں دے کرد باز
 بباغ تو منزل گئے ساختن
 می آوردن و مجلس آراستن
 گلچیدن از وی ہر شیوہ
 چشیدن و حشر شاخ تر میوہ
 خوش آن میوہ کن شاخارت بود
 گرامی گلے کنز بہارت بود
 چو در خانہ بر سر زری چراغ
 کنی یکدش گس چہ زندہ است باغ
 دراز کوی کس باز تابا بی لکام
 رسانی دمِ صبح گاہش بشام
 بہ پیشانی مردم از دست نور
 کہ از نور تو چشم ہم باد دور

کسی کش بدیں مایہ آسود دل غمیں ماند امر و دست در انجمل
 بود گرچہ غم بیش چون زر کم است اگر زر بود بیشتر از غم است
 کماں گرچہ بہ شد چو بی آب گشت و گریافت آبی خود از تاب گشت
 مراد دولت نیستی شد پسند کہ این جاؤ آن جا بوم بے گزند
 ۵ چہ کار آید آن ہستی بے صفا کہ بیش از دور روزی ندارد وفا
 چرانیستی را نگیرم بزور کہ ہمراہ من خواست بودن بگور
 سگان ابردار باشند قرار کند آدمی قوت خود را شکار
 نہ ترسد چنان غم از فوٹال کہ از فوٹ درویش اہل کمال
 حکایت دیشی کہ خر قہ را سوی آسمان اندخت و آسمان
 ۱۰ بہو اگر فوٹ او خر قہ را در ہوانہ گزاشت

یکی روز محمود عنازی پکا بنیبت برون راند در صید گا
 خروش نقیباں جہاں در گرفت جہاں در جہاں موج لشکر گرفت
 خشن پوشے از خاصگان حصو ہی کرد مظان او ز دور
 ۱۵ ز غیرت چو صفر اش در تاب کرد بسوی چو ہنر قہ پر تاب کرد
 چو کرد آن سلب پار سارادرو مسلح چنان شد کہ نامد فردو

اگر گوہر ت نیست سرگو مباحش
 چو آزادہ را خوش بود زنگا
 چو گوہر بود تاج زرگو مباحش
 بہ آزادیش گردد آموزگا
 ز آزادہ کن زخمِ دشمن بخورد
 کہ کس خائے از سر و سوسن خورد
 چو مکرم سبکدلاہ آورد
 فرومایہ را در پناہ آورد
 ہ چو مستی دہ طفل را دور باش
 کند ہمیشہ خود را خراش
 ہر آں شعلہ کز آتش تیز رست
 بہ پیرامن خویش گیرد خنث
 کسی کو بخت کز اندیش تر
 بدولت کز اندیشیش بیشتر
 شتر اچہ مست است دکش نیست
 سر و خوش و قص از ان خوشتر
 ولی کش بخوں رہنمونے بود
 توخوں کن بقہرش کہ خونے بود
 ۱۰ چو ببادشاہ جور لازم شود
 گرش تختِ عودست ہمزم شود
 حلال ست فرماں و انراخراج
 چو در غصب کوشد حرام ست براج
 شبان بہ کہ از شیر شوید زباں
 چو خون خورد قصاب شد فی ثباں
 چو در سیم زرنج و لما بسی ست
 کسی کین ندارد چہ خوشدل گشت
 دلاکار دولت نہ امکانِ بست
 بخت در آویز کین ان بست
 ۱۵ بہ زانغ و زغن شو فریب آما
 کہ در دام کس در نیاید ہما
 بنزد ہمہ دولت آن ست دلس
 کہ بر مال ہستی بود دسترس

در عدل را کرد زانگونه باز
 که سخنو ابه بکشد چهره باز
 چو پرداخت از دشمنان زبونم
 به کشور کشتی روان شد ز روم
 نخست از سر تیغ آئینه رنگ
 ز آئینه رنگ بزد و دزد رنگ
 دز آن پس بیازوی آفاق گیر
 ز دارای آفاق بستر سریر
 ه دز آنجا بزرگشتیان دست بود
 بر آورد ز آتش بر پتنده دود
 دز آنجا در اسطوخ رایت خست
 به بخشش فرومایه را برگ خست
 چو زان ناحیت مرگش گشت دور
 بنو ثابئه بر وع افگند نور
 چو چندی بر آن خاک شد جبر عیز
 سوی تازیان بارگی کرد تیز
 بر آمد ز افج مین چون سبیل
 ز دریای مغرب تهی کرد سبیل
 ۱۰ علم بردر مکه بر پائے کرد
 سمران عرب از مین سای کرد
 زمین بوسه زد و کعبه پاک را
 به نوک مژه روفت آن خاک را
 از آن جابسه در سواحل کشید
 عیان در طر فمائه مشکل کشید
 مساحت کنان که ه دریا بود
 ز خاک عدن سوی کرمان گشت
 دز آن عرصه رکامه دستان
 زان به تندی شتابنده شد سوی کید
 ۱۵ ز کید گرانمایه چون گشت دور
 در آمد به اقصای هندوستان
 بسی پیل هندوستان کرد صید
 ربود افسر دولت از فرق فود

نمودنش از غیب کای ناپاس
 بمخت مکن عاقبت اقیاس
 درین بود کاسبِ شاهِ تمام
 زد نبالِ شکست و سونشِ خرام
 ملک پیشش آورد تاج و سیر
 ز درویشِ میکس بر آنفسیر
 حمایت ز درویش را از حبست
 نبراری همان حسرت را با حبست
 ۵ بدیده بے رفت خاکِ نیاز
 که تا زن رفته را یافت باز
 چه پنداری ای کت بصرِ دست
 که درویشی از خسروی کمترست
 نظاره بدل کن درین هر دو دست
 که تا فرق در هر دو دانی کمیت

داستانِ اول در آغاز روشنی آئینهای اسکندری و
 فرستادنِ سکندر لشکروچون ابرو باران و سناها چون قطره
 آبِ پولاد پوشانِ خاقانِ دن و جلگی آئینهای چین را
 تیره و تاریک گردانیدن

قلم را این نامم چون شبت
 چنین کرد دنیا چپ را نثر شبت
 ۵ که چون شد خجاک اختر فلقوس
 بیای سکندر جهان داد بوس
 شد آراسته تختِ شاهِ بدو
 شرف یافت مهتابهای بدو
 زمانه زبیدادی آزاد گشت
 زداد و دوش عالم آباد گشت

دگر بارہ کز روم رایتِ نخت
 بنشکی چون بود جولاں گری
 عجب ہائے دریا چون نطق کرد
 جہاں گر کنی در تیرے پلے خویش
 ۵ ہ دروغ ست کاں بادشہ را بدت
 ز عمری کزیں گو نہ اندک بود
 چنان خاندنم از قصہ شان او
 بشرح آنچه زد کرد گویند یاد
 ہر آنچه از وی آمد بد و را خویش
 ۱۰ دلم چونکہ در بند این کار بود
 مثالی کہ بود از خطِ راستاں
 دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از نخت
 نخت آرم از رزمِ قاتل سخن
 نظامی کہ کرد آں جریدہ نگاہ
 ۱۵ دگر گو نہ خواندم من این از را
 و گر نہ لطافت ندارد بے

نوعی دگر گردِ ساق نہت
 رواں شد چو آبِ رواں تری
 بر آمدنِ مرگ را چاہان کرد
 بخشی بر انجمنِ برجای خویش
 نویندہ نئی سال گوید حیات
 در روستخِ آفاق دژ شک بود
 کہ پانصد فزوں بود جولاں او
 نہ کرد از کیومرث و از کعباد
 نوشت ست نامہ دیوانِ خویش
 بایجا ز گفتِ آنچه ناچار بود
 نہفتم بہ یک بیت یک داستان
 کنوں یک یک گفتِ جوہرِ ہست
 کہ دیدم بتاریخِ ہائے کمن
 در آشتی زد میانِ دوشاہ
 دگر گونِ دم لا بُد این ساز را
 کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

چو بر شد ز طادوس هند و سراسر
 شدش سهر دولت تیز بین
 دوال کمر چست کرد و فکند
 چو خاقان بفرماں بری سر نهاد
 ه ز اقصای چین د رختن سر کشید
 برید از حد ترک پیوند را
 از اں پس کشش سوخی از رم کرد
 بنجاک خر ز گشت منزل شناس
 نواحی شناسان آن کارگاه
 ۱۰ چو فرماں گزاری برایشان گماشت
 براں سرکشان نیز شد چهره دست
 از اں جا بآمد به آلاں و روس
 چو آن نایت امرعات کرد
 از اں آب لب تشنه چون با گشت
 ۱۵ چو ز اں خند سید سکندر کشید
 بدیں گونه مکره ز شمشیر جام
 ز آهوی چین گشت نافه کشاکش
 ز پایان هند و ستاں سوی چین
 نه چین بلکه خاقان پس آید بند
 قدم بر سر ملک دیگر نهاد
 بسر حد اتراک لشکر کشید
 بنا کرد شهر سر قند را
 شکبان شد پیشتر عنرم کرد
 در و کرد شهر چو بلغاریا
 نهادند گردن به بنان شاه
 عیاں سوی خنچاق دخی گزشت
 بتدبیرشان کرد خسرو پست
 بشای زبوں کرد شاپور خور
 از اں جاسفر سوی ظلمات کرد
 بنخو نیز زیاجوج دم گشت
 بر حجت سوی روم لشکر کشید
 جهان قاف تا قاف بست تمام

کم سبت بر ضبط جاے چناں
 بہ اندیشہ انا بگفتن دُ رست
 پیامی کہ پولاد را کرد موم
 در کار سازی و اقبال باز
 ز بدخواہ خوں بر زمین بختیم
 بخون دی از تیغ شستیم زنگ
 ز دارای دولت سزاند ختم
 دل منکران عرب خستم
 گل فتح چیدم ازیں بوستان
 بہ بستیم بر پسین خاقان چین
 بہ آزادی از تیغ ماجاں بری
 بر آرم ز ترکانِ پسینی دمار
 بدیں تیغ یکشت ہندی نگر
 من از تیغ سر می شکافتم ہو
 می صاف بے میماں خوردہ
 حرفیانہ پیش آئے باچوں منے
 بخاقاں رسانید پیغام شاہ

ملکِ آخوش آمد ہو اے چناں
 طلب کردم دی خردمند حست
 بخاقان چین داد ز او زنگ دم
 کہ بر ما چو کردایزد کار ساز
 ہ ہر سو کہ تو سن برگنجستم
 چو بر خسر و زنگ بستیم تنگ
 دگر سوی ایران فرس تا ختم
 دگر در عرب مشعل افروختم
 و را فتاد رغبت بہندوستان
 ۱۰ دریں دم کہ بندِ قبار اکیس
 اگر سرد در آری بغرماں بری
 و گرنہ بدیں ہندی ابدار
 تو ز اں تیر نہ مشقتِ ترکاں مہر
 بہ تیر ار ترا مو شگافی ست خو
 ۱۵ افراد اب تنہا جہاں خوردہ
 کنوں کت حرفیت شیر انگلے
 نیوشندہ بشند بدشت راہ

بتاریخِ شاهانِ پیشینِ د حال
 که دولت چو رود در سکنه نما
 در آفاقِ نامِ طعن زنده کرد
 چو بر بشیرِ خسرواں چیره گشت
 ۵ رہا کرد بر دیگرانِ راه را
 بر آهنگِ چرخِ شدلِ شاد کام
 چو قلبش در اں کشور افکند جوش
 گردوی بهر درِ حصار می شد
 خبر شد بخاقانِ دریا شکوه
 ۱۰ بر سید و در دل شد اندیشناک
 بملکِ ارچه خاقانِ جهان شاه بود
 چو لشکرِ آمدِ صبحِ بصره رسید
 بسر حِداں عرصه جانِ شتر
 سکونت گئی فتح آرام دید
 ۱۵ همه کوه پر آهوی نافه در
 زمین بسکه پر نافه مشک بود
 چنان خواندم این حرفِ دیرین را
 سراں ایدر گاهِ اوسر نما
 بزرگانِ آفاقِ ابنده کرد
 بشاهی و لشکر کشتی خیر گشت
 بخاقانِ چین اند بنگاه را
 ہی کرد منزل بمنزلِ خرام
 برآمد ز کشورِ شیناں خروش
 گردوی پئے زیناں شد
 که سیلابِ دریا در آمد کوه
 طلب کرد عصمت زیند اپانک
 ز اقبالِ سکنه رسا گاه بود
 پُر از چرخِ شدلِ لعلِ اسپان
 سرا پرده ز دشاہِ کشور کفا
 طربخانه در خور کام دید
 همه دشتِ او گلشنِ لاله زار
 گل از بوئے خوشِ صندلِ مشک بود

حدیثی که آن سودمندست و راست
 هراں طفل گش تلخی امن فرود
 طیبی چه خوش گفت در خاک بچ
 شنیدم که این شاه نو خاسته
 ه بهر سو که لشکر به تاراج بُرد
 کسی کشت ترا ز دهر ابر نهاد
 همین ست ما را نمودار بخت
 حریفی به است ارچه در کار زار
 سیزده نه زیباست باز درمند
 ۱۰ نشاید شدن با تو انا بزور
 فرستاده باید فرستاده
 که در یابد این درد مار اعلاج
 دل آهنا ساری دارای روم
 گرش باشد اندیشه آشتی
 ۱۵ در لطف را چاره ساز نمی سیم
 ترش گشتن ارتلج باشد خطاست
 به پیری شود در شنش کاه چو بود
 که آب حیات ست در وی تلخ
 سری دارد از دولت آراسته
 هم او رنگ بر بود و هم تاج بُرد
 ز هم سنگیش بر زین سر نهاد
 که با بخت یاران نکو شیم سخت
 ولیکن حریف آزمائی ست کاه
 که بپیل نتوان شکنند کند
 که پولادنگین ترست از بلور
 درون نقش بندی بر و سادّه
 دل خصم را باز جوید مزاج
 بر دغن زبانی کند چه موم
 نیایم ما هم ز هم دشتی
 همه برگ همان فو از می سیم

۲- ق: انهام - ایضا - سن: چو طفل گش از تلخی

۶- سن: بر زمین افتاد - ۱۲- ق: بول خسته - ۱۳- م: - نتایم

جهاندارِ خاقانِ فرخنده بخت
 دل آزرده شد زان نمودارِ
 همه روز با سینہ پُر ہراس
 رہ ایمنی را ہی دشتِ پاس
 چو آہوی صیٰں شد ز گشتن ستوہ
 شکم برد و بہناد بر تیغِ کوہ
 شکم ناگہاں گشتش از تیغِ چاک
 پُر از نافہ مشک شد نافِ خاک
 ہ طلب کرد فرزانہ را دہنفت
 کہ تاد از گرہ قفلِ گنجینہ
 کہ تا این زمان آسمانِ بلند
 کنوں کا دابر نے دریائے روم
 دریں عرصہ رسمِ چنانِ نیرِ آب
 ۱۰ دلت کر خدیافت نام آوری
 کہ دشمن چو با ما شود کینہ جوی
 جہان دیدہ کار آ آزمائے کمین
 دعا کرد اول کہ بادتِ رغیب
 جہاں نیرِ فرمانِ راے تو باد
 ۱۵ از من باز پرسے کہ فرمود شاہ
 بشرطیکہ ز اندیشہ حرفِ سنج
 زباں بند کردن بعد قفلِ بند
 بے بہ ز گھٹارِ ناسودمند
 بے بہ از رز و ہائے عالمِ عجیب
 فلک چون میں خاکِ کائے تو باد
 جوابے کہ دامنِ دارم نگاہ
 سخن ہرچہ گویم نیائی برنج
 بے بہ ز گھٹارِ ناسودمند

سکنر کہ می نازد از تختِ سر
 شد از سختِ رایان چنان سخت تر
 چو کارش نیفاذ با چوں منے
 ز آہن دلی گشت روئیں تنے
 چنان انمش در صفِ کارا
 کہ زیں سوے عالم گیر قرار
 سرِ خار چندان نڈد و رباش
 کہ آتش شود بر سرش فورِ پاش
 خرد سی کہ مردی کذبِ خرد
 بچنگالِ شہباز گرد و دعوں
 چو زینگو نہ نخے بدستور گفت
 دلِ پیر با اینی گشت جفت
 نیوشندہ چوں گوش نہ بند بند
 خورد گوشتِ مال از سپہر بند
 بس آنکہ بہ آئندہ داد از سیز
 یکی مشتِ خاک و یکی تیغِ تیز
 بدو گفت کتاخبر ایں دیرِ خیر
 کہ ہست اندر ایں دورِ مرغی
 ۱۰ بگو آنچه گوئی خطا و صواب
 گر آہن ہوسد اری اینک بست
 چو زیں از پناش آگاہ کرد
 شتابان رخا قان و حمال از
 نمود اے آوردہ برد پیش
 رسولِ خودش نیز ہمراہ کرد
 رسید پیشِ سکنر منہ از
 نمودند رازِ آورد و خویش
 ۱۵ سکنر بخندید از اں داوری
 در اں مکہ دید از فلک داوری
 بہ آئندہ شاہِ پس باز گفت
 کہ تدبیرِ ما گشت با کامِ جفت

دوش دل شود نادک انداختن
 همه حال از بخت یاری چسب
 برآشت خاقان گفت رپر
 بد گفت کاس پر شوریدہ مغز
 ۵ چه کم دیدی از ما بخت زانگی
 که با خصم ناکرده دست آزمای
 اگر جنگ ناکرده طاعت کنیم
 چو ترساں بودش ز کیں خوشین
 عردی بودنی شمی آنکه شاه
 ۱۰ سناں بر پیکار کردیم تیسر
 زبردست ملک عالم عطاست
 کسی کو کلاہ کیاں می نہد
 بشای زده پای بر تخت عاج
 چو اسر نیارم بہ تیغ ہلاک
 ۱۵ چہ باشد یکے رومی خام و پست

ز دینار باید سپر سختن
 رضا بہتر از کیں بکاری چسب
 شد از غصہ گلگون رخس چو زریہ
 خلائی نہ دیدہ مکن پاس لغز
 در آئین مردی و مردانگی
 بسوی زبونی شوی رہنمای
 ز تلکے کنجی قناعت کنیم
 چرا باید شش لشکر آرستین
 کشد گرد تخت از عروساں سپاہ
 نہ بہزنگوں کردن اندر گریز
 بشای زبونی نمودن خطاست
 سرخویش ادر میاں می نہد
 پس آنکہ دہم چوں زبوناں خراج
 کہ نام بزرگاں در آرم بجاک
 کہ با بختہ کاراں شود دہم شست

بنجم آزمای علم بکشید
 بشیر انگنی قصد بدخواه کرد
 شتابان دوشه از دوسوی نگ
 چنین تازین در میان تنگ ماند
 ه اجل فتنه را کار سازی نمود
 فرو آمدند از دو جانب دوشا
 چومه شکر آرای شد بر سپهر
 بر آورده شب چتر عجايبان
 طلايه برد آمد از هر دوسوی
 ۱۰ فرو ماند غوغای لشکر ز جوش
 سکند ر جهاندار لشکر شکن
 همی کرد ز احسان سکندری
 بهر شکر آرای دهر مرزبان
 فرو رفت هر سز سودا خویش
 ۱۵ زیاد دناں سینہ می شنید حراش
 یکی رخت می بست بهر گریز
 همه دشت در زیر لشکر کشید
 چو شیر ی که آهنگ و باه کرد
 دل هر دو جشاں ز صفرای خنگ
 میان دوشکر دو فرسنگ ماند
 یزک بر یزک دست بازی نمود
 کشیدند تا آسمان بارگاه
 زمین در میان کرد شمشیر مهر
 نگوں کرد رایات شمشیر
 بجاسوسی یکدیگر گرم پوی
 بگردون شد از پاسبانان خوش
 همه شب چومه بود در انجمن
 بمقدار هر کس نوازش گری
 گمے تیغ میداد گاهی زبان
 در اندیشه کار فردا خویش
 همیزد مژه خواب ادورباش
 یکی تیغ و پیکان همی کرد تیز

زخا قباں لکس دو کلا رسید
 نموداری از سنج واکرید
 چو دشمن مبیاع خود خود سپرد
 کنوں کے تو اند سر از تیغ برد
 دگر آں کہ بر ما فرستاد خاک
 نشان خود از خاک چس کر پاک
 گرفت بغال ایں کہ بختم و کس
 زمیں امن د اذخا قباں چس
 ہ قوی شد دل دولت اندیش ایں
 چہ باشد نشان ظن شبیش ایں
 فرستادہ زان پاسخ غنہ
 سر ہای کم کردہ بی معنہ
 ہر اسان برگاہ خاقان سافت
 فرو رخت پیش جوابی کفایت
 بخوشید خاقان و شد خمناک
 خیال محاباز دل کرد پاک
 فرستاد فرمان کہ بر عزم کا
 فرحتم شود لشکر از ہر دیا
 ۱۰ در اقلیم ترکان د افتاد جوش
 بر آمد ز بازار عالم خروش
 ز آب التی تا بدریا چس
 چو دریای چس شد ز لشکر زمیں
 چو گشت بختن گرد خاقان سپا
 بدانگونه کا جسم بود گرد ماہ
 برا فراخت ایت بر آہنگ زم
 بکین سکندر قوی کرد عزم
 بجنید با قلب رزم آزمیے
 چو سیلاب طوفان کہ جذبے
 ۱۵ سکندر خبر یافت زان اژدہا
 غناں کرد یکبار بروے رہا
 بیارہست قلب جہاں سوز را
 کہ از دین منجوہست آن بیز را

گفتار در دواد و توسن فتح که عنانش در قبضه
 قدرت فتح مطلق مقید ست تا در طنی که جوا نشود
 مجال سپر چیدن باشد و بعد مجا ہا تا و جہا و شمشیر
 ہندی احرابی کند و ذوالفقار ہندی را تیغ

حطب سازند

چو فیروزی مرد گردد پدید	در چارہ را زد و یاد کلید
فرس ابر سو کہ چید عنان	گل فتح چید ز خار سناس
۱۰ ابر جا کہ شمشیر بر دل کشد	سر خیم ز آب رخسار کشد
بچشم بد اندیش در کارزار	یکی صد نمایند بل صد ہزار
ولی مرد باید بجولان خویش	کہ بر گیرہ داؤل دل از جانیش
چو مردم ز سرنہا ہر اسان بود	سر افکندن دشمن اسان بود
کسی کز سر خویش ترسد بجنگ	سر گیری کے در آرد بجنگ
۱۵ کسی کہ دل شہر دی دلیل	اگر پشہ باشد خورد خون پیل
نہ بیش از کلنگ ست شایہ بزد	کہ سیلی ز زانہش رساند بگور

یکی امن از عالم افشاندہ بود
 بسی مرد و نامردیابی بختگ
 ہمہ کسب باز جوید نبرد
 نہ در کوی جنگ سواراں بود
 ۵ شہ چس در سوی باہل راز
 خرنیہ ز گنجینہ پردختہ
 ز زر تودہا بر فلک برد سر
 ہمی جست مردان پولاد سنج
 چو از زر گراں شد ترازوی سنا
 ۱۰ بدینگونہ از شام تا صبح گاہ
 حشم از زر ساخت باید زرہ
 چو تو فضل خود را ندانی کشاد
 بیاسائی آن جام شادی فرا
 ۱۵ بمن دہ کہ راحت بجانم دہد
 بیا مطرباں بر لب خوشنوا
 بزن تا کہ بر باید از مغز ہوش
 یکی در غم جان خود مانده بود
 کہ ہمایہ موش باشد پلنگ
 ولی گاہ مردے شناسند مرد
 کہ ہنگامہ مشت خواراں بود
 بہ تدبیر فردا شدہ کار ساز
 در بار کہ را بر انداختہ
 بیک سوی آہن بیک سوی زر
 باندان مرد میر سخت گنج
 بہ آہن قوی کرد بازوی سنا
 بزر آہنیں کرد پشت سپاہ
 کہ اول بود مال مستح گزہ
 در دیگری کے توانی کشاد
 کہ بنیادِ حشم ادر آرد پا
 زخون نابہ حشر نامنم دہد
 کہ بے مغزیش معنہ تراشد و
 بدل جان تو ریزد از راہِ گوش

دلیری بہ ہنجر کردن نکوست
 ہنجر کن سازِ حشرِ بیشہ
 بجای کہ ہنجر باید نہ زو
 نہ آسان تو آن رفت پیش دلیر
 ہ شائبہ کش نہ باشد درنگ
 درنگی کہ آن نیز بجای نیست
 شائبہ درنگی بہن گام خویش
 دلاور کہ نہ بود سلاح آزمای
 چو کوشندہ در کیں بود خشمِ نیر
 ۱۰ چہ ابا بد آں ترکش و تیغ بست
 بزرگی چہ بینی بشنخ گوزن
 چو لشکر بود نصرتِ افروں بود
 چو دستت سبک نیست در ادوی
 سپہ ابو تیغ و جوشنِ سپاہ
 ۱۵ فردزاں شود گرچہ آتش ز باد
 یکی تیر کا سانش دانی شکست
 چو کارا و قد کار کردن نکوست
 کہ ناید فن سوزن از تیشہ
 شود شیر بجای در دستِ مو
 کہ دشوار دیدن تو آن وی شیر
 ز بے سنگیش پا در آید سنگ
 عدو را قوی کردن از رائیست
 سلامت دہ مزد انجام خویش
 ز بے دستی خود در آید ز پای
 بود تا زیانہ بکفت تیغ تینہ
 کہ دشمن بیلے سازد ز دست
 کہ شیرش بناخن کند پست وزن
 بہ تنہا کی پیشِ صد چوں بود
 کند تیغ تو خصم را یادوی
 بود جوشن و تیغ شاہاں سپاہ
 چو یک شعلہ باشد نیار دتا
 چو بادہ شود چوں توانی شکست

ولی کز عدو گشت در خون غرق
 غلیو از ازاں گشت مردار خوا
 چو از خون شد دست رنگین گنج
 تو گر بر عدو دست پائے نمی
 ه سر آنگه توان ز آب بریکانه شست
 چو در خیل بدخواه لعین ببری
 نه زیباست بر مرد با ترس بیم
 خرمایه کز ریش نالان بود
 چو کاهل بود ناقه در خاستن
 ۱۰ بسا خود نمایان پیوده گوی
 کسی که مردی بود اندک
 ز نیروی می لاف کردن زنی
 چو در کرد گهستن خجالت بود
 چو تنیغ ندارد زبان در مصا
 ۱۵ بتمشیر پولاد به دست برد
 نگردد ز پئے خود نمائی و نام
 که گنج پر میز باید نزل
 مگر اندانند ز سیم رخ فرق
 که شکل بود زنده کردن شکار
 به آب خنابایدش کرد رنگ
 نه هست او هم از دست پائی تپی
 که از خون خود دست شوخی شست
 گر از جاں هر اسی چه کالابری
 زن کوز زرباش دفعتاں بسیم
 چو سودار ز دیباش پالان بود
 نشاید نخلش آراستن
 که باشند در بزم که رزم جوی
 اگر صد کند زان بگوید کی
 زنی داں به نزدیک می داں نی
 بنا کرده گهستن چه حالت بود
 مکن رنج به تیغ زبان ابله
 که از خنجر گو سپس کس نه مرد
 نگردی بخونریز خود تیز گام
 ولیکن نخبداں که مانی زبوں

رسید از صفِ بنجر سخت کوش	خردشیدنِ نادانش بگوش
شبه رویان داشت فحلی بر زیر	دندنه چو آهو جسته چو شیر
به تندی در و ل اندکی سرخپا	که کوشنده را ابتدا ز کف غل
بیک چشم ز دنا کارش برد	به بنگاه خشم اشکارش برد
چو بنجر ز بختِ برومند خویش	بد اندیش ادید در بند خویش
از آن فتح از بس که دل شاد کرد	بشکرانه فتحش آزاد کرد
تو مردانه کن رخِ همت و آن	گرت فتح باشد خود آید دوان
گرت هست باز دی همت را	در آغوش تست آنچه داری نیا
و گر همت بر شکستن نشست	خود افکندی اند صفِ خودت

کنند افکندنِ سکنه در خرگاهِ کره شمس یعنی کنیزک

چینی را طویله طویلش بسته در بارگاهِ همت خویش
 آوردن و کشادنِ سلاح نازکیش معلوم گردانیدن
 و نوازش کردن میدان یافتن آن ماهِ لطافت جولان
 خویش اوست پانهادن حیران شدنِ اسکنه در نزار

دلیکن ہم کوشش از قتل
 مٹوشیر گیر از کند و کمان
 بر زم از ز فیروزی آید شمار
 و گریار نہ بود ظفر بستے
 ۵ دلیری کہ نصرت بود یار او
 از ان وی شیرست ہیبت ذرا
 نہ ترسد ز پنجیگر ہو کے
 نہ ہے دولت مرد فرخندہ غم
 نیاید ز جدایں سعادت بحیب
 کہ فیروز زند آفریدش خدا
 نر ہم شوندار چہ کجا بے
 کہ نصرت بود یار او و فرزم
 کہ ناگہ پدیدار گرد و ز غیب

حکایت بادشاہی کہ بنام سنجر کوس میزد و نوبت

بہ نوبت گاہ سنجر رسانید

شنیدم کہ سنجر ز بخت بلند
 چو شد بر تپی ملک فیروز مند
 از انجا کہ رایت بر اختر کشید
 سوی خسرو در دم شکر کشید
 ۱۵ رسید او ہم از پیش بر غم جنگ
 مگر آئے اندر میاں بود تنگ
 برود اندر از گرمی آفتاب
 بدان آتش تیز میداد آب

نفسِ اور دینِ گلو راہ بست
 کہ سیارہ گم کرد خود را بجاک
 گلیں آسمان شد زیں آہنیں
 کہ بے بند عالمِ نگیسے چو مرغ
 ہماں آبِ بدخواہ را تا بسر
 چو دریا کہ بادش در آرد موج
 ہو اُپر ز مرغ و زیں پُر ز برق
 جہاں گشت پرسوسن و برگ و بید
 شدہ پُر صد آگنہ بید لا جورد
 تزلزل در افکنده در کوہ و دشت
 ز طوفانِ آتش رواں کرد آب
 ستارہ بروں ریخت از ماہ نو
 اجلِ اشدہ دستگاہے فرخ
 شدہ چاشنی گیر جانِ نہاں
 چو طفلانِ نرنے بارگی ساختہ
 زرہ بر زرہ پشتِ رویتناں
 شدہ چہرہ مرد بد زہرہ فوں
 فرد بستہ راہ سلامت بخار
 بیابانِ نیستان و گلزار بود

بخارِ زمیں کلّہ بر ماہ بست
 چہاں گشت دے ہوا گردناک
 ز موجِ سلاح و ز گردِ زمیں
 یلاں بند بر بست بر آبِ تیغ
 رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا مگر
 سپاہ از رہ موجِ میسر و بواج
 بدریا کے آہن جہاں گشت غوق
 ز زوین و پیکانِ سبز و سپید
 ز بانگِ حیوانِ گیتی نورد
 ۱۰ خرامیدنِ بادِ پایاں گشت
 عرق کردنِ توسناں در شبتا
 شرارہ کہ زد غسلِ ہنگامِ رو
 نمازہ اماں زیر پروزہ کاخ
 نفیرِ زہ از چاشنیِ تمکناں
 ۱۵ بلا زیں بناوک بر انداختہ
 گرہ بر گرہ دستِ پیکانِ زماں
 ز خشین خشتِ چہرہ آگول
 زہر سوسناں ہائے خار اگزار
 ز تیر و سیر ہا کہ بر کار بود

او و او را از برای خویش خوش کردن

چنین سخت از خامه دُرِ دری	گهر سنج تاریخ اسکندری
که باید بکوشش کمر کرده پُست	که چون گشت غمِ دو خسرو پُست
نمودند تار و ز تر قیبِ کار	همه شب در اندیشه کارزار
همه دامنِ چرخ در خو کشید	چو صبح از افق تیغ بر د کشید
پوشید خورشید خشتانِ لعل	در افکند شبِ ز ظلماتِ لعل
به آرایشِ لشکر آرد درای	سکندر جهانگرد کشور کُشای
باندیشه گشتند ساعتِ شانس	صطلابِ سنجانِ موزونِ تکیا
نظر با لُطالِع سزاوار بود	۱۰ بوقتیکه با فرخه یار بود
چو خورشید رنشنده بر پشتِ شیر	بر آمد بر آهوی توسنِ دلیر
بدریایِ لشکر در افتاد جوش	بگرد و شد از نایِ زینِ خوش
چو کوهی سرفراخت شد تیغِ بَر	دگر سوی خاقانِ لشکر شکن
روار و بر آمد بخورشید ماه	هنر اهرمز در آمد بهر د سپاه
سنانِ چشمِ سیان را بکشید	۱۵ علم سمرعیوق بر تر کشید
جهانی پراز تیر و شمشیر گشت	بیابان همه بشیبه شیر گشت
در اندامِ گاد آرد گشت استخوان	زلزل ز زمین زیر قَلبِ روان

سواری بگرمی چو سوزانِ دُخِش
 ز صفتِ سکندر بروں را ندِخِش
 فرمکش نامی کہ در دِارِ دیگر
 سپاہِ شکستے بیک چو بہ تیر
 کشانِ رزمیں نیزۂ ہر دہ بند
 بگوہمہ زدہ ہر دہ تیجِ کمند
 پلنگینہ پوشی کہ در روزِ جنگ
 نہ شیرش بچشمِ آمدی ذی پلنگ
 ہر آئینِ مردانِ نصیحتِ نبرد
 ہی کرد جولانِ میخوہست مرد
 نخست آفریں کرد بر کردگار
 کہ فیروزی از دستِ رحلہ کار
 پس انکہ دعایِ جہاندا گفت
 وزاں پس باں تیغِ فولاد کرد
 کہ از موکپِ لشکر آرای روم
 گرامی کشد دل بہمانِ خوش
 کسانیکہ ہستند ازین فنِ بلاں
 چورے بدیناں دید آتشے
 بتنگوی نامی چو عنترہ شیر
 بکلمہ سوی رومی آورد روی
 غناںِ رعناں ہر دو خستہند
 چو بودند ہمہ دہنر مندِ حُست
 ترا سکندر بروں را ندِخِش
 سپاہِ شکستے بیک چو بہ تیر
 بگوہمہ زدہ ہر دہ تیجِ کمند
 نہ شیرش بچشمِ آمدی ذی پلنگ
 ہی کرد جولانِ میخوہست مرد
 کہ فیروزی از دستِ رحلہ کار
 کہ شمشیر او باد بستِ جفت
 ز پولادِ ہندی سخن یاد کرد
 سوائے غریبم دریں مرز بوم
 کہ نزلِ غریبی کند جانِ خوش
 در آیند بسم اللہ انکاست
 بردن آمد از حسیناں سر کشتے
 نہنگی بدستِ اژدہاے بزریر
 تبر سید از درومی کیستہ جوی
 سنا نہا بیک دیگر اندختہند
 خراشے نیامد کے را دُست

بزیر سپر تیغ رخسارِ تباب
 درخنده شمشیرِ بکے تیغش
 خردشیدنِ کوسِ ردِ مینہ کاس
 سپہ از علما شدہ سایہ دار
 ہر سینہ نوشہ کیسنا
 جدا گشتہ دہما ز پیوندِ خویش
 دوش کرنگویم کہ دو کوہ قاف
 سوئے یمینہ در صفِ رو میاں
 قباد از سوئے میسرہ گرم پے
 دوالِ ملکِ ریزک پیشِ رو
 برو از خیلِ ننگ از جناح
 بقلب اندر اسکندر نامدار
 گر ہے ز پیوند از خویشِ او
 صفِ چینیاں نیز بر غم کیں
 ریزکِ اردر پیشِ تاریاں
 سوئے راستاں کردِ دفعو رخواست
 قراخاں با قہ شدہ سخت ساق
 بقلب اندروں شاہِ تورانِ گروہ
 چو گشت از دو جانب صفِ آراستہ

چناں کز تہ برگِ نیلو فر آب
 ز دیدہ بصری ربود از درفش
 فلکِ اپرا ز رخسارِ کردہ طاق
 دلیراں بر شفتہ دیوانہ دار
 گریزاں شدہ رحمت از سینہا
 پدر شنے خونِ نسر ز ندخویش
 رسیدند در سبلو گاہِ مصاف
 ز ریوند گلی کمر بر میاں
 بر آوردہ یک رویہ تیغِ دورے
 دوالِ عنانِ کردہ درخوں گرو
 با قہ شدہ خونِ مصری مباح
 شدہ گردش از خشتِ آہنِ حصا
 بجاں ایستادہ پس پیشِ او
 بجوش آمدہ ہچو دریائے چین
 بخونِ شنے چوں چشمِ فرخاریاں
 امیر ختن سوئے چپ گشت راست
 تبتِ ابسوئے جناحِ اتفاق
 بگردش صفِ بستہ ترکاں چو کوہ
 سلامت شد از راہِ برخاستہ

چو آشفته دیو بے بدوانگی
 خدا را چو در دل نیایش نمود
 بس از پیش دستی سخن پیش کرد
 که لشکر شکن طرد روی منم
 ۵ هم دوزم از شست پیکانهای
 که دار دسمن بکین گتری
 چو زین گفتن پرستی گشت مرد
 فرس اند بر طرد چون از دها
 بیک ضربتش در عدم راه کرد
 ۱۰ اگر چینی تاخت مرد بجهنگ
 به تندی بر آورد دبالای دش
 چو بر طرد شد تا شود مرد کوب
 بشمشیر تا دست یار و شتاب
 بر دین تاخت دیگر سواری دلیر
 ۱۵ قلم کردش از تیغ سرتاز بن
 بر نیگونه تا هفده ترک دلیر
 در آمد میدان فرزانگی
 خداوند خود را ستایش نمود
 حدیث تو مندی خویش کرد
 که در حمله لشکری بشکنم
 بسی چینیان را چو چینی قباوی
 که تا بے سری بید از هم سری
 سر اندازی از چینیان گشت فرد
 دلاور نکردش سیدن ها
 اجل ابد و راه کوتاه کرد
 بد انسان که بر صید ماهی نهنگ
 یکی گزشتش پیلو و هفت جوش
 که کوبش آهن برو شد خوب
 ز شمشیر طردش گشت از سرب
 برو نیز شد طرد بازنده چیر
 نبشتش زخون حدی لم یکن
 ز پولاد هندی در آمد بزییر

نمودند بسیار جولاں گری
 ز نیزه به شمشیر بر بند دست
 بدشمن فریبی یل روم زاد
 بدنبال احسینی گرم کین
 ه چو نزد یک شد تا تیغ چو برق
 در انداخت و می کیانے کند
 چنان کنش از بازوی زوناک
 همی رفت پلایاں یل شیر گیر
 به اسکندر آمد سوار دلیسر
 ۱۰ ملک اخو دآن فال مستخ نمود
 بسی گنج دادش بفرزندگی
 چو لشکر بدید آن نوازش گری
 بر دامن از میمنه بر پدلے
 بهر جو شنه سبز چون نو بهار
 ۱۵ حامل در افکنده تیغه بدوش
 کماں بسته و ترکش آراسته
 کسی را نبود از همنه برتری
 هم از هر دو تن تا بمی نخست
 گریزاں شد از پیش چینی چو باد
 ز گرمی با برود در آورده پس
 گریزنده را از حسم نیرد برق
 کماں گاه چینی در آمد به بند
 که بر بود از باد و داذش خاک
 به خاک اندرون شیر جنگی اسیر
 شکار خود افکند در پیش شیر
 که فتح اول از سوی او رخ نمود
 غنی کردش از گنج بخشندگی
 بکین لشکر و گشت هر لشکری
 پُر از آتش و بادش آب گلے
 بزیر بلطه تند چون روزگار
 حریرش بر سر چو پر سر دوش
 جواں شیر از نیتاں خاسته

ز شب سایه بر چرخ و الارسید
 و لشکر ز کوشش غنا فتهند
 طلایه بروں شد ز هر دو سپاه
 سکندر که ز انگونه فیروز بود
 ه که فردا اگر پیش اند بکنگ
 عرفان در آن بازی اندیشه مند
 و زان سوی خاقان بس چیرگی
 همی کرد خجسته سر انداز را
 اگر خفته و گر چه بیدار بود
 ۱۰ چو در گنبد آمد براق سپهر
 چنان خورشید بر ظلمات دم
 و گر بارشیران بجوش آمدند
 کشیدند از قاف تا قاف صف
 ۱۵ دو خسر میان دو قلب سپاه
 همان پُر دل دینه بر عزم کار
 علم زیر ش سایه بالا رسید
 سوی جنگ خورشش نشافتند
 شب بخون بدخواه را بست راه
 همه شب در اندیشه روز بود
 که پیلو زنده باد و در ننگ
 که بر پیل بایست بسزای فکند
 نشاند و ز خون لبه خیرگی
 همی داد دل مرد جان باز را
 همه شب در اندیشه کار بود
 بهر آذریں بیار است چهر
 که نعلش مفت و مسمار سم
 بشیرا فکنی در خروش آمدند
 بکوشش نهادند جانما بکف
 چپ راست گردان لشکر نپاه
 بر انگشت از صحن میدان غبار

۴- س: خیرگی- ۴- ق: نشاند و در کس

۴- س: بصدیرگی

دگر چینی تا گه نیم روز
 فرستاد خاقان به نیروی خویش
 نبرد آزمانی کینفو بنام
 برون آمد آزاد سردی چو بید
 ۵ ز بهر هنر تبه نه از هبلان
 بخشمش نیاورد و دلیر
 ننگند تیر و نه بر جبار رسید
 یل صینی از جوش صفرائیش
 چنان دسان رتی گاه طرد
 ۱۰ رواں شد یکی دیگر از قلب دم
 بیک ضربت نیزه سینه دو
 دلیر انگنی دیگرش گشت جفت
 چنین تا چهل دی سخت کوش
 دگر پنج کس ایامد هوس
 ۱۵ سکند که دید آن چنان دست بُرد
 چو شمشیر خورشید شد در نیام
 نیامد برون تا شود کیس نه توز
 دلاور سواری ز پهلوی خویش
 کز آسیب او کوه کردی خرام
 چو بر پشت طاؤس باز سفید
 سلاجی که کار آید اندر مصاف
 کشیده کماں سوی او شد چو شیر
 ز پولاد جبت و جبار رسید
 برون اندر رخسبک پاشیش
 که از باد پایا و فلندش بگرد
 چو سردی ز پولاد کلی ز موم
 براو نیز شب گشت رخساره دو
 بیک جنبش او نیز در خاک خفت
 ز یک مرد صینی تپی شد ز هوش
 که در معرکه پیش اندر رخس
 چو آتش بر افروخت چون رخ نثر
 برون تا آمد هم پیدار شام

گرا زیکہ باشیر دندان کشد
 چو بازوی کوشندگان گشت سُست
 بہ تندی بردنِ حبت کاردِ تائب
 سر آن سپہ پورش انگیند
 ۵ بصدغذ گفتند کی تاج بخش
 بے دشمن دُ دست اندر سپاہ
 بود بادشاہم چو کوہ از شکوہ
 اگر صد سراز پایفتہ ز جاے
 و گرمی از فرق تو کم شود
 ۱۰ ایک مرد ز بنای در کین رنگ
 بدین دُ اوری شاہ را دہند
 چو در پردہ خواب افت آفتاب
 مکل شد ایں نطع نیلوفری
 ددشکر سے خانہ گشتند باز
 ۱۵ طلایہ رواں شد بگردِ سپاہ
 دل از سینہ شیر خداں کشد
 مہین سواراں غماں کرد حبت
 بر آں موج آتش چو دیے آب
 ہمہ رعناش در آنگیند
 تو خورشیدِ ملکی محبت و خوش
 بدین دُ دست روئے ز دشمن بکا
 قیامت شود چون بخت بید کوہ
 تو داری جہاں ابکی سر پے
 خرابی بہ بنیادِ عالم شود
 کہ فردا شود برعد و کار رنگ
 عنانِ دی از دست نگذشتند
 رواں کرد شبِ پردہ از خواب
 چو دیبا بر او رنگِ اسکندری
 بساطِ وفار انوشتند باز
 بتاقی بہ پیرامن بار گاہ

۹- س: اگر صد سراز پایفتہ ز جاے + تو داری سر اسر جہاں اپاے

۱۵- س: بادشاہ

سانش ز خونیر پیشینه لعل
 چو خود را و خاتانِ حج در استود
 سواری بروں آمد از رویاں
 بگرمی بر آیهخت چوں برق تیغ
 ه نگاهداریا ہی بزیرش چو دود
 بگردن زنی تاخت بر هم ستیز
 کیفی تو تا زنده خم خود و جست
 گذاراشد از پشتِ دمی سنان
 دگر خنفتانی بخون جوش کرد
 ۱۰ نبرد آری که در حمله بُرد
 چنین تا دید آن هنر بر جواں
 دگر در سر کین نیفتاد پیش
 سکندر بر آشت زان داری
 ز شکر دل بشکند خوں بود
 ۱۵ حریت ارب به شطرنج شد چیره دست
 بساطِ دلیری که بے رنج نیست
 به پولاد غرق از کله تا به نعل
 بر دی مبارز طلب که دزد
 سپر بسته پس جست کوه میاں
 که برق از نفس آب گشتی چو میخ
 بر آورد سر بر سپهر کبود
 بیداخت برگردش تیغ تیز
 بزوزینه و پهلوش شکست
 زدش بر وفت یکسر غناں
 همان شربتِ اَدلیس نوش کرد
 هم از مردی مرد مردانه مُرد
 بنه حمله پهلوی نه پهلواں
 که با همسر خود نند پای خویش
 که کم گشتش از یاد راں یادی
 دل شکری بشکند چوں بود
 بیازنده چاکب آرد شکست
 بازی کم از نطعِ شطرنج نیست

ز پولاد چسبنا چنجه ده منی
 بگردن بر از بهر گردن زنی
 در آمد بیدان و جلاں نمود
 نمودار دعویٰ فراوان نمود
 بروں آمد از قلب دمی یله
 بر آورده تا آسمان بیگله
 بزور و توانائی آهر منی
 بیازدی پولاد روئیس تنی
 ه یکی حربه در دست خار اشکان
 که بکشدی از نسیه کوه ناف
 رسید و زوآل حربه نامدا
 بسر ناخچی نینر خورد استوا
 هم اورا سر از پنجاه آمد بگرد
 هم این خفت بر جای کال حربه خورد
 فتاده بیک جادو رزم آزمای
 بجای بوده و حربه و رفته جای
 ز رومی دگر حربه ساز کرد
 بصحرای کینفت و پرواز کرد
 ۱۰ عمودی بگردون بر نهشته
 که بے ستون بر ستون داشته
 بر او تاخت چینی سواری چو پیل
 زده جامه در ماتم خود به نیل
 قزاقندی از رت کشید بتن
 که هجمنش بودی هم کهن
 یک نيزه بید برگ سپید
 سناں بر سرشسته چون برگ بید
 چو بر یکد گردن برسد آمدند
 ۱۵ به سختی که ز رومی سخت زور
 ز لرز زمین زیر گرد آمدند
 بر اینگونه ده چینی تیز کیس
 سرش را در حنر گش کرد گور
 ز جاں پاک گشتند چون نقشین

بمه بر شد از پاسبان نفیس
 همه شب سکن در بچش اندر
 همی گشت زان دشمن خیره چنگ
 ز گرمی برانگونه کز برق میسنگ
 ۵ ز خجالت لیران درگاه نرسد
 بران دل که فتنه را چه ساز آورند
 چو اسکندر صبح بر شد بلند
 شد از رنگ سرخی سر کو همار
 یکم ز سپیدار چین از عنبر
 ۱۰ بغری که بر فتح گشتش دلیل
 سوی رزم گاه آمد آراسته
 در گرجان با سکن در شیر زور
 نه بیم از خدنگ نه باک از نشان
 بختیبه و آمد بسوی مصاف
 ۱۵ چو شد هر دو شکر بر تیب بست
 برون دیکه چینی سخت کوش
 خرد پیر بود و مهاباز جوان

شد از گوشت گیری فلک گشته گیر
 ز خشم بد اندیش میخورد و دل
 بسودا و صفا از رنگی برنگ
 همی کرد آتش در وین و تیغ
 طمع برگرفته ز جان عزیز
 که بدخواه را سه بجای آورد
 در انداخت بکینگر مکنند
 چو پشانی پیل شگرت وار
 زمیں کرد چون عرصه گاه نشو
 شد از خانه زمیں بصدق پیل
 نهیب حرین از دشمن جسته
 به تندی چو شیران بنچیر گور
 قضا را به سلیم داد ده غل
 به سختی پے افشرد چو کوفت
 حرین از دد سو یکدگر مرد و بست
 سپر در پس درج چینی بدوش
 فرس نخچه و خام برگستوان

بیتنی که بروی زرد از زور دست
 چنان دمی انداخت قلاب
 بزخمی گریبان گمش چاک زد
 قرار اچود در خود تیر ری نه
 ۵ ازاں است زخم کز انگینحه
 دگر رهنری کرد زان سوشتاب
 برینگونه تا سینه پیل مست
 دگر راست بازی نکرد ایستاد
 چو قلاب سیم از کیس زد دهل
 ۱۰ شهاب از سر سینه دیو سوز
 دوشکرمزل شدند از مصا
 همه شب غنودند تا صبح دم
 جان چنین فتنه با هر سریت
 بط ازیم چون سازد آواز
 ۱۵ به تشویش جان دهب استرا
 دگر روز کا شتر بر و تان خیمه
 قزاقند برید و اندام خست
 که چون بزد را بخت قصاب
 بیالابر آورد بر خاک زد
 دگر به تیری فرسایش اند
 شد و نیز بر کمر آویخت
 شد و نیز زان خنجر کز بخت
 بزخم کزک است در خوش است
 که کز باز را کز تو اند نهاد
 بخون غرق شد ترک چینی جمال
 شد آتش فگن در سیلیمان وز
 گروهی بجلت گروهی بلاف
 ازیں سو شادی ازاں سو غم
 که رنج یکی راحت دیگر است
 نوای پچادک بود باز را
 ملک آماشا سگان را سکار
 یکا سپه روان شد بروی سپهر

دگر تاشبا از چپینان بول
 بر آدمی سوائے سیاه برون
 سپر چوں بر آب و فگند آفتاب
 بر آورد دمه نایق حج خود ز آب
 شب تیره در صحن زنگار گون
 چونند وی نایق حج زن آمد برون
 دوشکریه بشکر که آمد فراز
 یکی سنگون دیگری سرفراز
 ۵ سکنه را از آن خیر گهای بیش
 شکیبا شد و نخته آمد به خویش
 چو شب پر سپم خویش در خون کشید
 زمین طاس خورشید برون کشید
 شعاعی که رفت از افق تاب دور
 بزدنیزه بالا سنانهای نور
 دو در یاد دگر باره جوشده گشت
 بهر سوی سیله خروشنده گشت
 از آن سیل کافاق را در گرفت
 کراں تا کراں فوج و لشکر گرفت
 ۱۰ ز جو لانگه رویاں بید زنگ
 کراں تا کراں فوج و لشکر گرفت
 بیدار شد چالش آغاز کرد
 چو شکر سکنه ربه آواز گفت
 ۱۵ قرانام چینی یله پرستیز
 همی خورد بر جان و می دینغ
 بگردش را آمد چو بارنده میغ
 بگردش را آمد چو بارنده میغ

بخوابش گری نماند ارانِ عمد
 که شاہا تو شمعِ مجھ چوں شراب
 چو باشد بے با شہرِ پردازا
 گرازا مبر آرد جہاں رستخیز
 ۵ و گر جامہ دشمنِ فتنہ بے نیل
 بے زینِ غلط گردانِ سپاہ
 چو بود آتشِ لفظ را شعلہ تیز
 غناں بستہ داد پونیدہ را
 چو شیرانِ بہمختِ سلطنتِ لیر
 ۱۰ تبارک ز پولادِ سبزش کلاہ
 بقامتِ یکی جوشنِ بے بہا
 جو اندرِ چینی کہ معنہ در بود
 نہ کرد اتفاقی برانِ شیر تیز
 بگردش در آمد سکنہ ربحار
 ۱۵ کند آں چاں کرد بر تابخت
 کشانش سوی شکر خویش بُرد
 غناںش گرفتند کردند جہد
 بہ پردانگی کار بر ما گذار
 چرا بخبہ باید شدن باز را
 ازاں پس تو دانی و شیر تیز
 بہ فیروزِ شاہ باشد دلیل
 سخن بان کردند از اخلاصِ شاہ
 فروزندہ برگشت از آں آبِ یز
 قدم پیش نہ در راہ جویندہ
 دلِ خصم را دادہ ز آں موثر
 فرسِ جنگِ برگشتو اش سہا
 کمندی بکف کردہ چوں از دما
 شکستِ خود از خاطرش دُور بود
 کہ جوشِ دلش اقصا کرد کند
 بگردنگی گشت چوں دُرِ کار
 کہ کند از بِنِ آں خسروانی دخت
 نہ میتِ قلبِ بد اندیشِ برد

کمان مه نو که شد خفت تیر
 د و خسرو دگر باره گشتند تیر
 کشیدند صفا بر دافکنی
 ه ماں پیل جنگی بخت ابون کرد
 ه بدستش ه ماں مع قلاب دار
 ه ماں سر فلک تاخت از چنیاں
 به بندی فرس بر کتابون فکند
 کتابون در افکند قلاب را
 چاں تیغ زد چسپنی تیز گرد
 ۱۰ چو قلاب اقلب ز چاں
 بزد بر کتابون چاں برق تیغ
 رگ گردش موج زد بر منش
 کتابون گلوی ز شمشیر چاک
 خروش از صف چسپن آبد بند
 ۱۵ مه و میاں چپ چاں دید حال
 بدل د ادن لشکر ناشکیب

کشیدن نیار است گردون پیر
 سلامت شد از چار سودر گریز
 ز روئین تنان شد زمین آهنی
 غمان نبرد اژدها را سپرد
 بخونریز هم ششم هم آبدار
 که سپیش از ان و پیشینیاں
 ز حمله ترزلزل به ما مون فکند
 که بریل آتش ز ند آب را
 که خطه قلم گشت در دست مرد
 که هم نیره بیکار شد هم نساں
 که ز خون د اں شید باران ریغ
 همه خون او کرد در گردش
 ز توسن بغلطید و خون خاک
 دل و میاں خسته گشت از گزند
 که لشکر هرانده شد از خیال
 گراں کرد بر خنک خلی رکیب

سبک مرگ مہماں شد از یکدش
 ز شمشیر چاک دنگن تاناک
 طراق سراز گرز فولاد بند
 مشک شد سینہ از نال
 ز غلیظدن کشتگان در مصاف
 سر اسر شده ردی صحرای پس
 بہر سوز آواز زان کماں
 ز تنہای صد پارہ و شاخ شاخ
 ہر اسندگان ادراس تیغ
 ۱۰ بکوشش دیران شمشیر گیر
 سکندرخود شفت چون اژدہا
 بہر حملہ کز خشم بر زد سری
 بران تن کہ ز ذخیر کینہ کوش
 بہر سو کہ شمشیر او کار کرد
 ۱۵ چون دشمن دوی در غریب داشت
 چو خاقان نگہ کرد کان پسیل زو
 بروں رفت جان از در دیگرش
 برآمد ز ہر جانی چاک چاک
 بھی خواند اجل را بہ باتگ بند
 بلا زان مشک تماشکن
 شدہ پستہ پرستہ چون کہ فنا
 ز بس نقش بجای چو دیبای پس
 شتابان شدہ کرگان آسمان
 شدہ طعمہ گرگ در و فراخ
 شد از سیل خون بستہ اہ گریز
 بر غمت دوان پیش شمشیر تیر
 عنان کرد بر صید شیران ہا
 تنگانی در افکند در شکری
 روان شد سرش پای کوہان زو
 یکی را دو کرد و دو را چار کرد
 زمانہ سرش اہماں پیش داشت
 بسی شیر را کر ہمان گور

برآمد یکی غمعل از رویا
 چو خاقان چنان دید رفت از نگاه
 به بندی سوی رویا حمله برد
 سکنه چو بدخواه را گرم دید
 ۵ سیلماں شد باد را راند زود
 سیلماںش بی چو خجسته کشید
 صف دوم را نیز آواز داد
 دودریای جوشان بسم زخورد
 سواران غنا در غنا تافتند
 ۱۰ زبس یکدگر چاشن آنگفتند
 غوکو کس کا امش از دل بود
 دهل ان تہی مغزے کا نہ روت
 ز جوشش درون مردا پی بر پی
 ہراں تیر باران کہ آمد سرود
 ۱۵ ز باران تیر و ز تیراب تیغ
 دور وزن کہ پیکان نہ ہر تن کشا
 بخون حیت کردند ہر سویاں
 بجنبید باشکر چو کہ
 بخونیزی و کیں کشی پی فشرده
 بکوشش نہ ہنگام آزر م دید
 چہ بادیکہ ہم بود جسم دہ
 فرو رفت خورشید را بکشید
 فرس ابجولان غناں باز داد
 قیامت در فتنہ را باز کرد
 یلان و بر دینہ رشتافتند
 زمین و فلک با ہم متختند
 در افکند غمعل بچرخ کہ بود
 سخن گفت با فتنہ در زیر پوست
 زہر موی خون بست بر جای خوی
 پلارک ہی گشت و جاں می درود
 بناہای گل خنہ شد بی دروغ
 دودروازہ مرگ در تن کشا

چو کار افتد طجت آید بسیار
 هم روز تاشب را راستی خیز
 چو خورشید برقع بر خواره کرد
 کشید آسمان هب بطن بکود
 ه دوشکر ز خون یز باز آمدند
 یکی خسته را مر حسمیش کرد
 یکی شب زان شب غایت گذشت
 یکی پرش خسته را پے نشد
 سکندر چو باز آمد از رزم گاه
 ۱۰ ہر برے کے خود بتش اندر سکار
 جو انمدر ابستہ بردن پیش
 سلاش بہ فرمود تا بکشدند
 کشادہ چوں پوشش ابر فام
 ہشتی دشتے ز تنکِ علماں جور
 ۱۵ فریبندہ بازی گرے چوں بری
 ز زنجیر زلفِ سمن سائے خویش
 مر ابا تو چوں کار رفتہ سپہ کار
 دور دید ہمیں رفت شمشیر تیز
 فلک سرمہ در چشم ستارہ کرد
 حریر منبر ہو پیشید ز و د
 بہ تدبیر حیلہ ساز آمدند
 یکی نوحہ سرمہ دہ خویش کرد
 یکی در رہ غالبان چشم دہشت
 یکی زندہ باز آمد اما بہ مرد
 بخلوت گہ خسروی کرد راہ
 درون خواند تا پر سدش بہر کار
 سلاح و سلب ہم بر آئین خویش
 زرہ از تن و خودش از کمر کشند
 بزیرش سپہ بپنڈ ماہی تمام
 کہ درے نظر خیر و گشتی ز نو
 پری را ددشش ادہ رد لہری
 خود افگند زنجیر در پائے خویش

به تندی بران پیل تن اند پیل
 در انداخت خرطوم را پیل مست
 دو دیدند فوج دلیران دم
 کشتند از آن گونه باران تیر
 ۵ دوالی ملک نیزه ز چپان
 شد آزرده پیل شکن یافته
 در افتاد در شکر خوشتن
 چو دیدند روی سران حال شایان
 تعاقب نمودن نه از راه بود
 ۱۰ سکندر دران مطرح بی خلاص
 زیار آن گمشد نامی یادی
 چه کار آید آن یار ناسازگار
 بدشواریت یار شایان بود
 بهر کار بے یار مگذار کام
 ۱۵ نه بینی که در کار گاه حسرت
 چو ابری که آید بریای نیل
 که در شیر خگی بر آرد شکست
 چو طوفان آتش تباراج موم
 که از پیلانان بر آمد نفسیر
 که شد غرق در کوه آهن شان
 به آزر دگی راندر و تافته
 شکست آن شیر قلب خاشاک
 در افتاد شکست گردنبال شایان
 که مرد اندک روز بگناه بود
 بفریزی بخت رست از قصاص
 کجا رسته گشته در آن دای
 که هنگام سختی نیاید به کار
 به آسانیت خود مندان بود
 که بے یار کار نگرود تمام
 بیک سنگ تهاش علف کز دکان

۳- س: قوم ۵- ق: دانی

۴- س: آن همه ۱۲- س: مردی

۱۵- ق: نتوانی جو کرد اس

و گر زن شدی زن چنیں کر بود
 ہزار آئیں بر چہاں دادے
 کہ از تاب و شیر در خوی بود
 بوسیدن مسند خرداں
 کہ ز زاده شد چوں تو نیک اختر ہے
 پس از پستہ نخے شکر خند کرد
 بنفشہ شد آزاد سر و جواں
 ۵ کہ شاہ سرت زیور تاج باد
 بساط و عار اپرا ز قف کرد
 بہ فیروزی اقبال آراستہ
 فلک از تخت تو معراج باد
 ز سہم تو جان عدو کا ستہ
 زمین باجرائے کہ در خواستی
 جوابے ندانم بہ از راستی
 کہ در خاک چین قامت آستم
 من آں نازنین سر نو خاتم
 یگانہ بچندیں ہنر ہائے جنگ
 پدر دہشتم چوں دلاد رنگ
 ندیدہ کے پشت او در مصاف
 ۱۰ بر پیکان چوں موئے خاں اسگاف
 یکے صد کند زور بازوے مرد
 بر آں دست بردی کہ گاہ نبرد
 بہ تعلیم گوش مراد ادیب
 زرنیہ نہ بودش چو فرزند پیچ
 کہ چوں من نہ شد دیگرے کامگار
 چنانم در آموخت آئین کار
 مرا برد بہر تماشائے خویش
 بر زنے کہ شد پیش حمتائے خویش
 کہ حسن رنگ داشتہ جئے او
 ۱۵ چہاں کردم اول تماشائے او
 یکے راز صد بہرہ برداشتم
 طریقے کزد و نظر دہشتم

بنا گوش از برگ گل تازه تر
 رخ از مشتری عالی آوازه تر
 چو باغ شگفته فصل بهار
 پُر از لاله و سوسن و سیب نار
 غزل زہر غمزہ شیر انگلی
 ازیں شوخ چشم و چشمک زنی
 سر انداز چشم چو ترکانِ مست
 زہر غمزہ شورے نگینستہ
 ۵ کز شمع با غزلِ خوں کردنش
 دہن تنگ لبہاے یاقوتِ تنگ
 زہر خندہ شورے انگینستہ
 سکندر نگہ کرد چوں سوے او
 تماشای او دید و بخیوش گشت
 ۱۰ کہ از بخودی عمل خداں گزید
 عجب اندازانِ اوری تابدیر
 نہ آہو غمزہ زلی چو خورشید بود
 چو دریافت سر رشته عقل و ہوش
 بدو گفت کای شمع خوابانِ چین
 ۱۵ بگو تا کی دوزاد تو چسیت
 اگر مردی این حسن و زیب از کجاست
 کہ آہو چگونہ شد آن شتر غمزہ شیر
 کہ روشن تر از جام جمشید بود
 طلب کرد گوہر ز گوہر فروش
 غلط گفتہ ام کافاب زیں
 بدیں نیکوئی کار ساز تو کسیت
 بشاخ گلستار و سیب از کجاست

چو پند پر بود با گوهرم ق که بنده من بود شوهرم
 کنوں کایزد آں در بسک لتوت بسک گر چوں تواند نشست
 اگر در خورم خاص کن در نظر و گرنه تعینم بنید از سر
 و گرنه کس نه بیند مگر تیغ تیز و گرنه کس نه بیند مگر تیغ تیز
 ۵ دریں چارہ خاقان بے پی فشر میسر نشد بامش دست برد
 چور و زنی ترا بود حلوائے من که یار دکه گردد شکر خای من
 ہر آن لقمہ کش دور داری گان زرد زنی خوراں کہ تواند اشتبا
 چہ خوش گفت انا کہ دیرینہ بود کہ کس و زنی کس نیاید در بود
 اگر چہ کوشت نگہبان باغ خورد عاقبت میوه کنج شک و زاغ
 ۱۰ بسا چوزہ کز باز بودش خلاص بمہمانی گر بہ شب گشت خاص
 سکندر کہ ہم درختن نگاہ تمنائے دل بردہ بودش راہ
 برون ادا با ماہ ناکاستہ جوابے بصد پوزش آراستہ
 کہ اے نازنین میہمان عزیز ز رخ میزبان دلم گشتہ نینہ
 برینگونہ کار است یزدان ترا چرا دل نہ خواہد بصد جاں ترا
 ۱۵ نکوئی و چندین مسند در برت کہ یار و حسریدن بخرا سکندر
 بہ کدبانوی در شبتاں گراے کہ رے ترانہ شد کہ خدای

ز بس چہرہ کرد از دلِ سہ افگنی
 چو من آہوے را بشیر افگنی
 بہ اندر ز فرود کائے نیک نخت
 ترا جلوہ گے رخس زید نہ تخت
 تو مردی نہ زن تا زو سو اس دیو
 بخوے نہاں بر نیاری غریو
 بجائے کہ باشند مرداں دلیر
 دلاور نرا ز نو بومان شیر
 ہ گرت خواست گار آید از ہمسے ق
 اگر شاہ باشد اگر چاکمے
 نخوہم کہ ناکردہ دست آزا
 کئی گوہ خورشید دست سا
 کہے کت بردی ز بوں آورد
 بہ نزدیک خوشت دروں آورد
 من از پند آں کار دان کمن
 جز از شیر مردے نگفتم سخن
 چو اورفت دوران روشن گزشت
 ہنر ہائے میراث بر من گزشت
 ۱۱ بسا نامور گزمتے من
 بجالش گری گشت ہمتے من
 غر دش خاں کہ با خاک جفت
 کز آسیب ہنوا بہ در خاک خفت
 کے بر من از کینہ نہ خمت
 و گر رخت یا کشتہ شد یا گزشت
 ملک نیز دیدست در رزم گاہ
 تو خود چوں بہ پیکار من تا ختی
 کہ از چند تارک بود دم کلاہ
 ۱۵ چناں بانگ زد بر من اقبالِ خاص
 کمندم بگردن در انداختی
 مرا میں چسہ فرخندہ نختی ست نیز
 کہ جز جاں سپردن ندیمِ خلاص
 کہ گشتم چو تو خسروے را کینز

بیامطربا برکش آوازتر دماغ مرا تر کن از سازتر
 رواں کن که خشک ست دوزبا از آن دست چون ایرباران آت
 در فضیلت فرو خوردنِ خار خشم که لذت کا طین العینط
 به کام رساند و تسایشِ حمولات که زبوں نفس گسته مها
 نشوند و چون نایقه صالح از سنگ نه جنبند

زد دلاپ چرخ آن کسان است که آسان نماند در خول شتاب
 چو دشمن نبوی گردد احسان کنند بقدرت جو انفرادی جان کنند
 ۱۰ چو مجسم بخواری شود غدر خواه بر حمت کشند استی بر گناه
 توانا چو پیش تو شد ناتوان مزن گر چه دشمن بود تا توان
 کرم کن چو دست تو بال اتراست که بنشایش از خشم دالاتراست
 بگاه گننه غصه را خننه بند که خود بگننه این ست از گزند
 تو امر دز آن کن چو سودا رود که به پسندی ابر بر تو فردا رود
 ۱۵ بامرزش مجرمان کن شوا گر امید داری به آموزگار
 ترا چون زیر دامن بزرگی عطا بتجیل رسم سیاست خطاست

بگفت این دگر مودت میسماں
 شد از بار گه سوی خر گه رواں
 صراحی طلب کرد و در می نشست
 صنم ساقی و شاه ساقی پست
 کے را کہ ساقی چناں مد بود
 گرازے عنایت باد ابلہ بود
 چو گردنہ شد چند دور شراب
 خروخت و رغبت در آمد خواب
 ۵ صنم غمزا را در افسون فکند
 طلسم خود از پرده بیدن فکند
 بر آہنگ امش طلب کہ جنگ
 بجاد و گرمی در بر آورد تنگ
 زہی زد کہ چون جابے ساز و بگا
 شود زندہ بہیوش مردہ بہوش
 چو زان نعمت شد شاہ را گوش تر
 در آن بہشتی گشت بہیوش تر
 ہزار آسیر کرد بر کردگار
 کہ می دہشت خود را با فسونگری
 چناں گشت دلدادہ آن پری
 ہمیشہ با فسون آن خوش نوا
 چناں دل سوی عیش امش نمود
 چناں ماند بروے گل نامیکب
 نصیبش ز چناں با طہوس
 ۱۰ بیاساقی آن بادہ تلخ دام
 بدہ تابشیرنی آرام بہ کار
 کہ می دہشت خود را با فسونگری
 ہی کرد اندوہ دل را دوا
 کہ رغبت سوی خواجگاہش نمود
 چناں ماند بروے گل نامیکب
 نصیبش ز چناں با طہوس
 ۱۵ بیاساقی آن بادہ تلخ دام
 بدہ تابشیرنی آرام بہ کار
 کہ تلخی بے دیدم از روزگار
 کہ یادش ناید ز خرا و سبب
 نشلے و نظاں بود و بس
 کہ شیرینی عیش ریزد بکام
 کہ تلخی بے دیدم از روزگار

زبوں گشته رایتغ و خج زدن
 بدن بال آہو چپہ یی چو تیر
 کہ غت اخصم خوارت نو
 عزیزاں کہ خشم ذلیلاں خو
 ۵ اگر چید مکرم بود غصہ سنج
 اگر خجہ آشد و دور باش
 چو مرد از ہنر بہت مطلق عنای
 چو مارے بہ بند آورد مار گیر
 تحمل ہنگام صفر اخوشست
 ۱۰ بلطف انگہ کوشش کا لی تبا
 بر آن سیکجیاں حسنہ آفریں
 ز رستم فزدوں بود سہل بگرد
 ستورے کہ در سہل پوید فراخ
 سکے کت بخوردن در آید شتاب
 ۱۵ ستور و سکے کو زبوں ہش بود
 بر آن تیغ نمن کو بود تیغ گیر
 چو در بند و زنجیہ باشد تنے

بود بر رگ مردہ شتر زدن
 اگر شیر مردی پئے شیر گیر
 چو شد خوار اگر خشم انی چو
 شتر و احسان مرغیلاں خورد
 بد اں کر فزدوں خوردن آمینج
 گلوئی مشعبدیہ بد خراش
 نہ ترسد ز نجاشش دشمنان
 نواز د چسپس خونے را بشیر
 کہ صفر ابروں بخشن ناخوشست
 چو آتش نگیر دچہ حاجت بہ آ
 کر آقا دگاں دوردارند کیس
 کہ در ماندہ را دست دزدون
 بر آقا دہ زخمیہ نیارد ز شاخ
 چو پیش نشینی شیند ز تاب
 بہ از مردے کو زبوں کش بود
 کہ زالی بود رستی بر اسیر
 زند گردن پہلوانے زنے

گراؤں تو توف کئی در قصاص
 تو اں کشتن آں اکہ ندی خالص
 لیکن چو قالب پراگندہ گشت
 نیار دہنن تو زندہ گشت
 چو از ہم شد این خاک رنگین دھیت
 نگردد دسفال شکستہ دست
 نگہ کن کہ تا مادہ مہر سنج
 براں طفل خود چند بردست رنج
 ہ کہ جلا دہونی بیک تیغ تیز
 بر آرد بیک لفظ زور ستیز
 کجا دید قصاب رنج شبان
 تبر زن چہ داند غم باغبان
 چہ باید بود از کس اے کینہ سنا
 متاع کہ دیدن نیاریش باز
 چہ باید چنپاں پیکر خواتن
 کہ نتوان از دموے آستن
 درختے کہ عمرے بر آید بلند
 تو اں دیکے لفظ از سنج کند
 گو مرد صد شتم اندر بند
 چو بر خود نداری رو نشترے
 یکی زندہ کن مات خوانند مرد
 سوز د کے راتپ دیگر اں
 کش تیغ برگردن دیگرے
 گمراشت دتے کہ ساید براں
 بہر جانور جسم جانی فرن
 کہ جانی کہ خود تا توانی فرن
 مکوش اندراں کرتے خون
 گمراشت دتے کہ ساید براں
 ترا نیز خلق مشوقند دوست
 کہ با ہمستیزے شود در ستیز
 ۱۵ بخون نیز خلق مشوقند دوست
 ۱۰ گو مرد صد شتم اندر بند
 ۵ ق و س: بشتر ترے - ق: ۱۱ دن ۸ - ق: ۱۲ کاستن ۱۲ - ق: ۱۳ باہجوترے شود در ستیز

ہزار آفریں بر چناں رہنمویں کہ پیش بزرگان نکو شہنویں
 گرفتن سکندر سمرغ خاقانِ اپوں مرغِ چینی شکست
 افگندن در جناح او و صید او در چنگال گرفته سوی
 دستگاہ شاہین باز شدن اُس بجو صلدِ منسراخ
 فارغ البال گردانیدن آزاد کردن

۱۰ خجستہ عمل رانِ این کار گاہ
 کہ سکندر از بختِ فیروز مند
 برویش لبِ عیش پر خندہ داشت
 چو زنگی شب دید رے سیاه
 زد آئینہ ماہ را بر زمیں
 رواں کرد شہ تختِ جمشید
 بجوالاں کہ آمد صف آراستہ
 ۱۵ و ز اں سوی خاقانِ شوریدہ مغز
 ہمہ شب نیاسودہ جانش تبین
 دریں غم کہ تا کہ شب آید برو
 چہ چوں شمع خود را را ہنڈ سوز
 چہیں پردہ بردارد از بار گاہ
 چو آورد صیدی چناں در کند
 براں زندگانی شبِ زندہ داشت
 در آئینہ عالم آراے ماہ
 بخندید ناگاہ صبح از زمیں
 بمنزل ہا کرد خورشید را
 بکوشش چو خورشید شد خاستہ
 ز نا آمدنِ شمع در پائے لغز
 ز سوداے گم گشتہ غلٹین
 کہ چوں شمع خود را را ہنڈ سوز

نہ در شیر باں از دلیری ست شو
 کہ با شیر ز بخیری آید بہ زو
 اسیرے کہ در بندت افگندہ تر
 چو آزاد کردی شود بستہ تر
 اگر صوہ را گذاری بہ کام
 از اں بہ کہ سیرغ آری بلام
 چو ز رختی آمد ہمیس حد زیت
 بہ بی حد بخشیدن جان کہ چیت
 حکایت دوزیر کہ یکی آتش خشم بادشاہ را بدہم تنیز کرد
 و دیگری باب دہاں نہ نشاندہ

یکے را ز شاہان صاحب میر
 قوی سے از دشمنان شد اسیر
 بہ تدبیر گفت پنج پہ ہشیار تر
 کہ دشمن بکشتن سزاوار تر
 ۱۰ چو دستوری از رے دستوریت
 نہ شد خفتش بر سیاست درست
 بر غنم دل فتنہ ز رے ہمہ
 سخن گفت بر عکس رے ہمہ
 کہ در رسم شاہان بامید و بیم
 قصاص عدد سے شد قدیم
 اگر خسرو ایں حکم دارد در دال
 بود خسروے چوں دگر خسرواں
 و گرز آفتہ دار ہند سرے
 نہ باشد ز شاہاں چو او دگر کہ
 ۱۵ خردمند کیں دستاں یاد کرد
 بدیں یک سگالش ہنجار کار
 ہم ایں رستہ گشت ہم دستار

ز ما ہر دو تن جس کہ ماند بجا
 چو نزد سکن در رسید ای پیام
 بروں اند چو گانی خاص را
 سوے حرب گے تاخت باز جنگ
 ۵ میا بخی بخاقان خبر گفت باز
 دلش بود گر چہ ز اندیش پاک
 ولیکن چو خود خواندہ بود تن پیش
 رواں شد بچو لاں گری ساختہ
 چو پیلان جنگی در اں لب گاہ
 ۱۰ نخست از کماں ناوک انداختند
 چو بودند ہر دو ہنرمند و چیت
 ز ناوک سوی نیزہ بردند دست
 بشمشیر گشتند دست آزمای
 دد بخی بدست آزمای شگرفت
 ۱۵ چو کردند چنداں کہ بود از ہنر
 بہ نیزہ بازوے پولاد کشت
 بود بر سر دوم دھیں کہ خدا
 در اں کا جوئی دشمن یافت کام
 شتابندہ شبنم رنگ رقص را
 بر آناں کہ پیخیر جوید پلنگ
 کہ اینک بزم آمد اں بزم سا
 از اں پیش دستی شد اندیشناک
 چگونہ غنائ تا بد از گفت خویش
 ز رخت بقا خانہ پرداختہ
 در آمد بہ شطرنج بازی دوشاہ
 ز یکد گیر آماج گے ساختند
 نیامد بر آماج تیرے درست
 ز ہر دو در اں نیز موئے نخست
 در اں حسم شد قابے زخم سا
 ہمہ زندگانی دیں کردہ صرف
 نگشتند فیروز بر یک دگر
 دواں کمر حاکم رفتند سخت

بزد کو کس دہشتِ ملکِ نشت
 رسوے دستِ سدا و بر شاہِ رُم
 چنیں تا بجے صبح دم تا بشام
 دو تا گشتِ پشتِ ہسیوناں با
 ۵ بخوردن بود سیری از شہد و شیر
 دو تا گشت در کشتِ دہقانِ گیاہ
 رعیتِ برون شد دلائتِ خراب
 زبردستِ چوں سہر آرد بجنگ
 چو آشوبِ شمشیر گیسوں بود
 ۱۰ بجائے کہ کوشند پسیاں بزد
 دو تو سن چو گیرند با جسمِ تیز
 تو ای تاجور کا دی در بند
 بہ پیکار اگر با منی کینہِ سنج
 چو کاری میانِ من دستِ بس
 ۱۵ بیا تا ہم دستِ بیدار کنیم
 بکشیم تا بخششِ کردگار

بصرے رزم آمد از پوئیست
 کہ تنگ آمد از دستِ این مژبوم
 سپہ و زرہ بارگی در لگام
 فروماندہ باز دے مردانِ نکار
 خصوصاً کہ از تیغ و پیکان و تیر
 گریزندہ شد کار و داناں از راہ
 نہ آسودگی ماند کس از خواب
 سہر زیرِ دستانِ در آید بنگ
 فروماندہ را حسانہ ویران بود
 غبارِ محنتِ جابر آید ز مور
 گیارا بود بر زینِ رستخیز
 بمردی کن این داری فی ہر
 سپہ را چہ بہودہ داری برنج
 چہ جویم نہ یاد فریاد رس
 زرہ درخوی و تیغ درخون کنیم
 کراہ بر سر در سہرا انجام کار

پس از شستن شخص خورشید تاب
 چو گرد سوارى ز تن دُور شد
 ملک دست گرفت ببالاش خند
 دلش داد و سوگند با خود چند
 ۵ همه روز با برگ سازندگی
 چو آمد شب تیره مهسان روز
 فلک میزبان از از جیب پُر
 بفرمود فرمانده روم و شام
 جهاندار خاقان بیدار بخت
 ۱۰ بخواب خوش آسوده شد بپای
 چو شب بسی خفت و لاش خفت
 شب روز با خسر و مهر تو ز
 سپاه سکندر بر آسان که خواست
 در آن ه که لغیم اسر قیاج بُد
 ۱۵ همه شکر چینی از بے سری
 گرد به خورشید تیغ و تیر
 کشیدند بروی چو بر گل گلاب
 تن خاکی آینه نور شد
 بهم زانوی بر سر پیرش نشاند
 که از جان او دور دارد و گزند
 همی کرد مهران نوازندگی
 بر افروخت مه شمع گیتی فروز
 بد امان مهران فرو ریخت دُر
 که مهران کند سوی بستر خرام
 بخرخانه خواب آمد از اوج تخت
 که بودش امان سکند بیاب
 بامید آزادی آزاد خفت
 ز عشرت ندانست شب را بر دُر
 بغارت همی تاخت پیر چپ دست
 سپه تاد و هفتت بت راج بود
 در آمد بخت را اسکندری
 گرد به برنجیه خجاری ایبر

چوپایاں کہ خرطوم درسم زنند
 بہ پیچہ خرطوم را حسم زنند
 تباہ توں درسم امیختند
 قیامت ز یکدیگر امیختند
 بسی دست بازی نمودند سخت
 دو جانب نخب بید زنج وخت
 ہم آخر قوی دست شد شاہ دم
 زجادور ربودش چونکے ز نوم
 ۵ فرس تاخت باز و برافراختہ
 ز ترکان چینی تہی گشت صبر
 خروش از صف و میاں شد بابر
 بر آرد در رمی تباران دست
 در افتاد و در قلب خاشاکست
 سلاح ہنگام انرا نذیع
 سکندر لعنہ نمود تا بسید یغ
 براں زمینار استواری کنند
 بہ پیمان شہ نہاری کنند
 نکوشند کز تیغ بے سر شود
 ۱۰ و گر کس مبردی برابر شود
 چو در ناید آماج تیرش کنند
 بہ نیزنگ دھنجا را سیرش کنند
 سپہ نامزد کرد و خود باز گشت
 چو را این بینگو نہ دمساز گشت
 بدام افکنده شکار چناں
 سرفراز گشتہ بکار چناں
 بغیر وزی آمد سوے بارگاہ
 بغیرود تا جامہ داراں برار
 قزاقانہ کشتاں دند باز
 گرامی یکے جامہ شاہوار ق
 کہ نے پودا و بود پیدانہ مار

طلب کرد خاقانِ آفاق را
 چو آمد بر او رنگِ لاشِ حُت
 بفرمود تا هر چه در روزِ کس
 که دُومہ سوی بارگہ آوردند
 ۵ کسی کو کند رشته تابی نہاں
 چو فرمانِ شہ سوی شکر رسید
 ز کالای دازم مردم و چارِ پا
 چو ظاہر شد اسبابِ چس ہر جہ بود
 نوازش ز غایتِ فزوں کہ دیشا
 ۱۰ بفرمود تا شکر بے قیاس
 دیدند جویندگانِ تن بہ تن
 ز ہر جانب از بختِ الٰہی خویش
 ہمہ چنیاں با ہم بے گسار
 چو شد بر سرِ رختِ خود ہر یکے
 ۱۵ پڑو ہندہ در پیشِ فرمانِ شاہ
 متاعِ زہر جنسِ بیش از شمار ق
 گرہ باز کرد ابرو طاق را
 دوسرہ دازیکی پنج شمشادِ سُبُت
 غنیمت بدست آمد از شاہِ چس
 کم و بیش در پیشِ شہ آوردند
 رسن در گلویش بر نواز جہاں
 غنیمت ز حہ جانبے درید
 بقدرِ سہ فرنگِ پر گشت جا
 اسیرانِ چس را طلب کرد ز دُ
 رسن ہا ز گردن بردن کرد شا
 دہد رخت و کالایکا لاشناس
 طلبگارِ سرمانیہ خویشتن
 بدست آوردند کالای خویش
 بدرگاہِ شہ میر سیدند باز
 شد ہیچ ضایع مگر اندکے
 شد از خاصہ شاہ چس غنچو
 متاعِ زہر جنسِ بیش از شمار ق
 کہ در دفتر آورد دفتہ رنگا

بُنِ بَگاہِ رومی کراں تا کراں
 ز بیاری رختِ اسپ و شتر
 کسی کو بجانہ فقاع نہشت
 زمیں خیر چین چسپہایِ غریب
 ۵ ز سیف و دیبا و حسن و حسیب
 گر انامیہ ہائے زغایت بردن
 زدہ تودہ بر تودہ در ہر وطن
 نہ سرمایہ چنداں در آمدِ بار
 جدا گانہ گنجینہ شاہِ چسپ
 ۱۰ بہ گنجِ سکندر نہ و بخت نہ
 چو آہستہ شد شکر از ترکِ تاز
 سکندر ہیں روزے از باداد
 ز فرخندہ رایانِ مسترخِ بیاں
 ستادِ منشاں براں رو برد
 ۱۵ خروشِ قیباں بر آمدِ باہ
 جو گشتِ انجمن ز انجمن آراستہ
 زمیں شد ز بارِ غنیمت گراں
 دل دودہ مغلماں گشت پُر
 نہا سخا نہ بے متاعِ نہشت
 کہ دل ادا دقتِ جاں ریا ب
 ز کافور و عنبر ز مشک و عنبر
 بیدار زیا بقیمتِ فزوں
 طرائفِ بحرِ من جو جسمِ من
 کہ در یاد آں را مہندس شمار
 کہ خم شد از اں بارِ پشتِ زمیں
 دو عالم بیک دیگر آیت نہ
 کے را بختِ نسیا میناز
 برا و رنگ شد چون جم و کیتاب
 بر آراست بائے برسم کیل
 بز رنگاں کشید نہ صف و سبب
 زمیں سائے شد خرداں کلاہ
 فرو زدہ شد ماہِ ناکاستہ

کہ از کیں بہت دانی دہد
 زمین دُور بودے گرایں دوی
 بس کھش و بدشواری ست
 کجا باز داند چو شپای بہت
 ۵ چو بہتہ شود پیل تر سد ز مات
 دور دئے کہ آزدی انجخت
 چو من چیں کشادم ز ابروی کیں
 بگفت این فرمود کار ندیش
 گر انما ہماے کہ شایاں بود ق
 ۱۰ بیک چشم زد خازن گرم خیر
 چو شہ دید جمع آنچه بایستہ بود
 بخاقاں کی تاج زریں سپرد
 ز کوہر مکتل یکے تخت عاج
 سزاواراں مایہ گنج شکر ف
 ۱۵ تگاور ہزار اسپ تازی نژاد
 بہاد زنگہات آشنائی دہد
 ترا کی شدے با من ایس دوی
 چو بئی زد دولت بردیاری ست
 کہ خواہد ابر دست سلطان نشست
 نذا ند کہ روغن خوردیانیات
 بپاداش و ایامی تخت خود
 مبارک ز سر بات اقلیم حص
 سلب مای شاہانہ ز اندازہ پیش
 سزاوار کشورندایاں بود
 جہاں رہاں کرد گنجینہ نیر
 رواں کرد جای کہ شایستہ بود
 کہ خورشید از اں روشنی شکست
 بہاے وی اقلیم حصی اخراج
 کہ عمری در اند دقتش گشت صر
 بیای دواں دست بردہ باد

۱۱- ق: چو شہ جمع دید- ۱۱- س: پر شد جمع گرد آنچه شایستہ بود

۱۱- س: بایستہ بود

بنحاصانِ خاقانِ اشارت نمود
 که بر هم نط باز جویم زود
 دود دیدند سبیل پیرانِ با
 نط های گم گشته کردند یاد
 جدا گانه اسباب کارگاه
 همه باز کردند از بارگاه
 زے کان تلف شد بغارتگری
 فرودندش از گنج اسکندری
 ۵ اگر افسای از تو سگشت گم
 فرس بود تا دان آن بسته دم
 چو زان مرد میهای مردم برب
 ریمده دلاں را در آید سکیب
 جهاندار بر خاست از جای خود
 بتعظیم شد پیش تمهای خود
 ز مہماں نوازی شمارش گرفت
 نوازش کنان در کنارش گرفت
 پس آنکه دهن چیم نوش کرد
 ز لعلِ خودش حلقه در گونش کرد
 بدو گفت کایمن شوائے تا جدا
 که رام تو شد گردش دژگا
 اگر ناگه از دور ایں سبِ طاق
 گرفتار شد اخترت در محاق
 مدد خور که نوریت پیوست نشان
 گرفتاری عاقبت هست نشان
 دگر روشن آنکه مبنی جمال
 هم امین نیندا ز مہبوط و زوال
 کسی اور آفاق صورت مہند
 که دریابد آسایش در گزند
 ۱۵ جفا گر چہ سیرِ افلاک نیست
 چو من مشتری با شمت باک نیست
 زمانہ کہ دادت چنیں پایے لغز
 دریں تعبسیہ بازے دشت لغز

اگر برد لے داغ داند نہاد
 بہ چشم ارپشیرے ستاند زکس
 وگر ملے از تاجدارے ر بود
 چو دشمن قوی شد ز بول سازش
 ہ ہ ساراه زن شیر مردم ربا
 نباشد چو توشاہ در مہر دکیں
 کجا خسرے جز تو باشد چنان
 دگر شاہ را در عدو سونستن
 رہی کر تو در بندگی شاد گشت
 ۱۰ چنانم گلو بستی از طوقِ خاص
 چو بستی بقیدِ عطاکرد غم
 ہر آن مرغ کا سودہ گشت از فراغ
 چو آہوے وحشی ز جو گشت ام
 چو طاؤسِ احنانہ شد بوٹا
 ۱۵ دگر تو بٹاہی نخوانی مرا
 ز بنیاد برکنده بود خسترم
 برد مرہی حسم تواند نہاد
 بہ احسانش گنجے دہد باز پس
 دو چند انش بخشہ بنگام جود
 دلی چوں بوں کرد بنوازش
 کہ گم گشت گاہ را بود رہما
 بکوش چنان دہ بخشش خنیں
 کہ کوشد بہ جاں بخشی دشمنان
 ز تو باید این بخشش آہوستن
 کنوں بندہ تر گشت کا ز اگشت
 کہ تار و ز محشر نیام خلاص
 چہ حاجت رسن دگر گلو کرد غم
 دلش افس خوشتر آید ز باغ
 دگر آہواں را در آرد بلام
 دگر یاد نارد ز مہند و ستا
 یکے بندہ خاص دانی مرا
 دگر رہ تو کردی نمال از سرم

ہزارِ دگر شتر سرخ موے سبق بُردہ ز اندیشہ گرم پوے
 غلامانِ دمی و قیاقِ دوس کنیزانِ آہستہ چو دس
 ز جنسِ حبش خادمانِ سرے ملونِ سیاہانِ قیمتِ فزائے
 ہر اے ز ہر نوعِ زیبا و پست کہ در حیرتِ آن خرد گشت بست
 ہمہ پیشِ فرمانِ چیں کشید سرش از رعبِ پریں کشید
 بزرگانِ چیں از پاتا بفرق ز خلعتِ میانِ گھر کرد غرق
 جدا گانہ بر ہر گرامنِ یے کرم کرد بر قدرِ حیرت پائیے
 بفرمود تا پس بیاںِ عشرتِ ناز رود میہماںِ جانبِ خانہ باز
 سپہدارِ چیں ز ان نو از ندگی ز سرافیتِ سرمایہ ز ندگی
 چنان گشت شرمندہ احساںِ چیں کز ان بگی خوش نبودش خلایک
 فراوانِ درانِ رختش بوج چہ از بارِ منت چہ از بارِ گنج
 ز بس کا نذرانِ ادبی شاد شد دلش صید گشت ارتنِ آزاد شد
 ز بختِ شایس و بختِ بے شمار ز بانش ز پوزش نمیکرد کار
 بصد شرمناکی و خجالتِ گرمی بغلطیہ بر نطعِ اسکندری
 نو از ندہ را معذرت ساز کرد بشکرِ نوازشِ نیاں باز کرد
 سزا بابد و وارثِ ملکِ جم کہ ویراں کند عالمِ آباد ہم

چو ابرست فرمانده کامیاب که بار دگی آتش دگاہ آب
 بیاساتی آں شربت خوشگوار کز دوزم گرد و چو خورم بہار
 بدہ تا چو در تن در آرد توان گل ز دمن زد شود ارغوان
 بیامربا بساب می کن کام بدان رغنوں ساز طنبور نام
 ۵ کہ گرچوں عروسانش در بر بنی می پردہ سازد کدوی تہی

نصیحت قوی از وان کہ ز رستاں بقوت پنجہ
 نگاہ اند و مجروحی کہ خوابہ او از شگی بیرون او دبر حرا

آں از سر لطف مہم نہند

کسی کو بہ گیتی بود ہوشمند نیابد ز آسب گیتی گزند
 ۱۰ باندیشہ بنیاد کارے کند کز آن خویش ادھ صاے کند
 بہ پیولہ در کند جابے خویش کہ داد و د پاس کا لے خویش
 گرتش نیست کارے زیوتدگان گرفتہ برد نیست از خستگان
 ولیکن گرتش قے اندر پست بہرنیک بد بعد شاں بردیست
 چو صد سر با سائیت زیر پاست بسختی سر خویش گیری خطاست
 ۱۵ غم دیگران خور چو دتیت ہست غم خوشتن خود خور دہر کہ ہست

درختے نشاندی بہ نیک انہر قی
 ازیں پس من خونِ خصمانِ شاہ
 کسی را کہ باشد چمن چاکرے
 مخالف چو کیس آوِ شاہد باش
 گرم زندگانی و حد کردگار
 چو زینگو نہ خاقانِ حسینِ عزت
 بیایے سکندر بے دایوں
 برآمد بغیر خندگی بہمند
 ز سر ملکِ ارایت افزا گشت
 سکندر بغیر مودتِ اہمستہاں
 بتعظیمِ دیباچہ شاہدیش
 کے کیس کرم دیدیا خود شنید
 چو زان ناحیت صحل آمد فراغ
 ستودہ جہاں - داد و نیکنام
 تزلزل در استلیم دیگر فکند
 چو در ملک قافا بود بادشاہ
 کہ امید باشد کز اں بخوری
 کز ایشاں نہ سہ نام و نی کلاہ
 بخشمش چہ حاجت دگر لشکرے
 حوالہ بہ من کن تو آزاد باش
 کم روشن اخلاص باشہر یار
 بر آہنگِ فتنِ عنانِ کردار
 پس آنکہ رواں گشت بایل دوس
 گر ایندہ از بختِ فیروز بند
 سوئے دولت آبادِ چین باز گشت
 ز فرماں دایان و فرماں راں
 گر ایندے تختے بہمستہاں
 تعجب کنان لب بندان گزید
 شد از مشکِ حسین خلقِ مشکین
 بنام نکو کرد و بختِ خرام
 گئی تاج بر بود دگر سر فکند
 گئی سر زندگاہ بخشہ کلاہ

میں درختِ بارِ بسیار
 تو بر گردنِ خوابِ بارِ ادا
 چو پشتِ شتر گرد داز کز نگار
 دلِ سارِ باں اکنہ خار
 زرے خرد مت آں پسند
 کہ از کمتر اں باز دار دگر زند
 گرا ز فتنہ یک پائے بخت نیست
 چو داد و ر قومی باشد اندیشہ نیست
 ۵ اگر میش دھس گرگاں بود
 نر نجد چو زانِ بزرگاں بود
 چو سر سبزیِ خواجہ باشد بجائے
 چہ اندیشہ از دشمنِ سبزی پائے
 سگے خور و راد اں شبانے بزرگ
 کہ بزغالہ راد اں ماند زگرگ
 جہانداری آں را مسلم بود
 کز درختِ فتنہ محکم بود
 بہنگامِ فتنہ مکن بے غمی
 کہ باشد سر انجامِ او در ہی
 ۱۰ چرانے کہ در خرمنے بر کنی
 بکشد ورنہ خرمن در اں سر کنی
 چو سیلابِ تند آید از بزر نے
 ز سوراخِ موے کند روز نے
 بغوغا و شور اہماں خوش بوند
 دے کار داناں شوش بوند
 دہل کار دشِ نوبی در نفسیر
 بو دسادِ کو دک درنجِ پیسر
 مکن تکیہ بر حنا طرِ شہمند
 کہ زیرک تر از قستِ چرخِ بلند
 ۱۵ بود پاسبانِ گر چہ بیدار تر
 ہمہ حال از دزدِ دُشیار تر
 ز جو رہاں گرتوئی تنگِ نحوے
 جہاں کارِ خود کے گداز دیکوے

بزرگی کے اودھ دسگاہ کہ دار دپناہندہ را پناہ
 نہ زان مایاں کتری در شمار کہ برچوڑگاں ساز داز پڑھا
 بزرگاں کہ کمتر نوازی کند نہ رسم بزرگی بیازی کند
 سرِ مرد بہر سہی کردن ست چونو دسری بار بر گردن ست
 ۵ دلیکن سراں اتواں کرد فرد کہ بازیر دستان لود پلے مرد
 کے بر سرِ خلق زید امیر کہ افتادگاں را بود دنگیر
 شرف کردن مردم از مہمی و گرنہ ہم آرمی آدمی ست
 شد از بے خوش نافہ مشک دو و گرنہ فراواں بود خون دپو
 بہ تمنانہ باشد کے سر سراز سر آں شد کہ باشد رعیت نوا
 ۱۰ بزرگے کرو خور دبیہوں شود و گرنہ فریدوں بود دوشو
 عطاے کہ از بے پری شد بول ستونہ کند لیک ہم بر ستوں
 بزرگ رچہ طاؤس باغے بود گرش دم بریزد کلاغے بود
 چنگے کہ بکت پایش بنگ سرش ابرقن مناند زنگ
 پرستار کش خدمت کردنی ست ترانیز تیار ادخوردنی ست
 ۱۵ ز سر گرچہ پایر بار اندر ست چومی بنگری بار پا بر سر ست
 بود پا بجاتا بود سب بجای چوسریت پا اندر آید زبای

شترچوں نکر دآں نصیحت گویش
 دکان بست موٹن نصیحت فرویش
 بسو رانخ رفت ایس غبار افکن
 شداد سوے دیگر ہمارا افکن
 بہ شاخ خائے کہ شد سرفراز
 ہمی گشت شاخ افکن و خار کن
 ۵ دور و زود و شب باندہیوں تہا
 چو دل ان زبونی بریش آتش
 بدگفت چونی و زان کہ
 شترگفت دریاب کان تو ام
 بہ اربندہ خویش خوانی مرا
 ۱۰ چو عجر خیاں دید چارہ گال
 دریں ہ کہ در سر کھای ترست
 پناہندہ بے پناہے ترست
 بعا جز رہائی بریدش دال

غمیت کردن سکندر سوے دیو لاج یا جوح و ماجوح
 و بعض را بتغ کو تہ سگاف و غار کشتن و در آں خنہ ہلا
 ۱۵ را از آہن گہر ان سنگ و خشت پلا و بستن

گزارشس گر نفس دیر نیہ ساز
 چناں بند دایں پیناں اطراز

غنی کو بغارت بہ بند میاں
 بد اندیش کو باتو بد میسکند
 کدیور زباغ ارند زد و ترج
 کسں گرگ ناشاد از خونِ میش
 چناں باید اندر جہاں بستی
 اگر بر سرِ کہتہاں سردی
 چون خوش خُشد اندر پناہت کے
 و گر کہتری در پناہے گریز
 زد ہر زبوں گیر چوں آگہی
 رہانندہ جوئے تا دار ہی

حکایت فریاد کردنِ اشتر دہاں بستہ و بفریاد رسیدنِ
 موش بر سرِ وقتِ او

شکرِ نِ اُشترے اہنگامِ گشت
 بد گفت کاے ہر دُردِ بار
 کیس ہاست اینجا بے ز آسماں
 شتر باگ بر زد کہ خاموش کن
 ننگہ کرد موشے بہ پناہے دشت
 رسن چیت کن چوں گستی مہا
 از آن کسے شو کہ یابی اماں
 بمقدارِ خود گفت باید سخن
 مشو با بزرگے چو من خردہ گیر
 وجود تو زینگو نہ خورد و حقیر

در اں ه که نطے نہ ہوا ر دشت
 ز کوہ دور بیشہ سنگلاخ
 علف اچان بر عدم شد برات
 فراخی ز بطنخ بردوں بردنگ
 ه کسے را کہ صد گنج و دینار بود
 بجائے کہ باید شکم کرد پُر
 تو نگہ کہ ماش جہانے بود
 چوبے تو شکی در تن آرد سکت
 اگر آدمی بادشایا رہی ست
 ۱۰ بمجلس مے و میوہ حالی بود
 دل شاہ رنج از ہمہ بیش دشت
 از اں غم کہ کارش نہ سختی فدا
 شبے شد ز ہمہ صحبتاں گوشہ گیر
 بخوابش نظر سوائے بخشہ دشت
 ۱۵ چو بامنم خود بے راز گفت
 سکنہ زشتہ چوبے تو شہ
 سپہ از روش رنج بسیار دشت
 سیم باد پایاں شدہ شاخ شاخ
 کہ نایاب شدناں چو آب حیات
 زنگی دل ہنگناں گشت تنگ
 شکم خالی و دل گرانبار بود
 یکی دانہ جو بہ ز انبار دُر
 چوبیش محتاج مانے بود
 تو انا ترے را کند زیر دست
 دلش پُر مہاں گر تہیکہ تہی ست
 فتح بشکن ایشہ خالی بود
 کہ بار ہمہ بردل خویش دشت
 رہانندہ خویش را کرد یاد
 بہ پوزش گمی پیش پوزش پذیر
 شب بندگی را بجاں زندہ دشت
 سر دشتے پیدا رگشت از نہفت
 کہ دادش ز انکوہ نو خوشہ

کہ چوں چہرہ شد کار فرمایم
 از آن دل کہ دولت مگال آیدش
 گرفت آن طرف نیز مکیسر زبور
 ز طاعات بالانیاں تاج داد
 ۵ چو بر عرصہ روشنی دست یافت
 چو زان چشمہ عمر لب تشنه ماند
 سوئے چشمہ از روشنی کرد روی
 سخنگوئے پیشینہ جادوئے پیش
 بشر حکم بست این رتق را طراز
 ۱۰ چو زین کتہ راہ معانی کشاد
 از آن چشمہ ماسیای گزاشت
 چون گدازشت ادعای بیشہ دروں
 چو تاراج شد زلہ بر خوان میر
 چو دہتاں کند خرم از دانه پاک
 ۱۵ گل از بوتاس بادہ نوشاں برند
 چو آمد جاندار دریا دروں
 بشرق دروں بر بے مرز بوم
 غنیمت بسوئے شمال آمدش
 بدریاے خزران در افکنہ شور
 سر و سیاں را بتاراج داد
 بتاریکی آب حیواں شتافت
 جنبت ز ظلمات بیرون جہاند
 بر بے آبی از خوشن دست شوی
 کہ جادوگری کرد ز اندازہ پیش
 ازین بیش بیرون نفیگند از
 نم از چشمہ زندگانی کشاد
 گم رفتہ دگوش باہی گزاشت
 من اریشہ شویم چه آید بروں
 من از ریزہ چینی ندارم گزیر
 بود عاقبت قوت موران بنجاک
 خن و خار ہمیرم فردشاں برند
 ز تاریکی آب حیواں بروں

جہاندار ازاں دُزیئے بقیہ کیا
 بے گفت دُزی رساں اسپا
 چو خورشید خستہ نمود تاج
 برآمد چو خورشید بر تختِ عاج
 برائین اسکندری داد بار
 بفرمود تمام دم از خاص عام
 ۵ نوائے نوازش بصر رسید
 طلبکارِ گوہر بد ریا رسید
 بدرگاہ راند آدمی فوج فوج
 سپاہ چو دریا در آمد بموج
 زمین زان فویدے کہ خوشک دگوا
 چو صحرائے محشر درآمد بہ جوش
 کسے کا د از پیرد برناؤ خورد
 بدان انہ خلق شکم خست
 ۱۰ کسے را کہ نوبت سیدے فرا
 بدردیزہ نفس دوزخ شربت
 ز پیر مردگی زندہ گشتے تنش
 چو شمعے کہ افزوں کند روشنش
 جہاندار تا ہفت روز تمام
 سپہ اکہ در نالہ دواے بود
 ۱۵ چو شکم ہمہ گیر گشت از خورش
 گرفت از غذا سینہ پادش
 ز آرمش مہدہ دلنا گشت
 ز دایم شکم گردن از ادگشت

بدگفت کا زاد بپاش از گزند کہ بردشت دولت نکار تو بند
 ز باران اشکے کہ چمت کشاد بے داد زینگو نہ شاخ مراد
 نادمی چو در چشمہ عمرے شدی آب نادیدہ زو دست شو
 بے رنج دیدی بہ پوسندگی بے حیلہ کردی بہ جویندگی
 ۵ خدے کہ در کار گاہ مراد نہ کردست رنج کے را بباد
 چو بر قسمت رزق پر دانہ دُ بپاداش آیت اس دانہ دُ
 گرت چاشنی بخشد این سبیل کنی چشمہ زندگانی سبیل
 یکے خضر زان چشمہ شد زندہ نام تو زین عالمی زندہ گرداں تمام
 ہمہ عمرت این توشہ یاری رست ترا وہمہ لشکرت را بست
 ۱۰ صلادہ بریں میوہ ہر جا کہ ہست کہ ہم نقل ہم بادہ داری بہت
 درون تن این تحفہ جاں نواز بود تا بیک سال مہماں نواز
 نہ از خوردنش باشد این دانہ فرد نہ سائے خوش جوید آں کس کہ خورد
 تنومند را تازہ گرد در داں تو انا شود مردم نا تو اں
 ۱۵ چوں سپہ یافت خورند نیے در آید بدہماں تنومند نیے
 چنانست فرمانِ نیردان پاک کہ ساکن نمائی دریں تیرہ خاک
 ازین جا بگنجی چو دریاے آب سوے کوہ یا جوج را نی شتاب

خبر شد باقصائے آن مرزبوم کہ بگذشت بر کوہ دریای دم
 نواحی شیس مر دم آن یار کہ بود ز پنہاں بہر کنج و غار
 زیاجوج وحشی جہاں آمدہ زبیدادشاں در فغاں آمدہ
 چو دیدند کاہد پیداز نوی ستم دیدہ راداد بختے قوی
 ۵ ازاں گوشہ گیری برہ آئند تظلم کنان پیش شہ آمدند
 بفریاد گفتند کائے دستگیر زبیدادیا جوج ظالم نفیر
 بروں می گریند ازین تنگنائے بہ تندی چو گرگان مر دم بے
 بچنگال شاں ہر چہ افتد کم ست اگر چاہا پست گر مر دم ست
 کہ یازد کہ شاں اکند ز جت جزا بقال فرماندہ تاج و تخت
 ۱۰ مگر بخت بیدارت آرد شتاب کہ آن فتنہ اچشم بند و جوا
 چنیں کار نبود بہ بازوے کس جز اندازہ بازوے تست دس
 بہ سیمائے تست ایں سعادت پڑ کہ سدے بر ایں رتوانی کشید
 بے زین نمط بازی نگینختند سرشکے بزاری فرد بخشتند
 زبس زارنا لیسدین آن گرو بہانگ صدانالہ می کرد کوہ
 ۱۵ دل آزرده شد خسرو در دم را نوازش بے کرد مظلوم را
 بامید شاں کرد چوں تندست خبر بے آن وحشاں باز جست

شہ مہرباں طبع - پاکیزہ خوے
 بفرمود تا مردم و چار پائے
 خرامان آہستہ زیں مرز بوم
 خود از کوچک کہ کرہ بیرون جہاند
 ۵ بدشت بیابان و کوہ دورہ
 دران ہ کہ شد رخ صد چاشنیخ
 پس از چار ماہہ گزند سفر
 چہ بیند محنت تانے درشت
 زمینے ز دوزخ عنم لکیر تر
 ۱۰ علم برد کورہ براوج میسن
 سراندا ز دوزخ گاہ ستیز
 بہر کوہ و غائے چو دریائے زرت
 چنان خاک دان عفونت شربت
 چو شاہ اندران دوری پے فترد
 ۱۵ بفرمود تا خیمہ ہر گرودہ
 بر آورد دہلیز و بر زد سریر
 بہ تیمار در ماندگاں کرد رے
 کہ از ماندگی ماندہ باشد بجائے
 گر آیند منزل مہنزل بر دم
 جریدہ سوے کوہ یا جوج راند
 ہنجار می شد سپہ یک سرہ
 خضر شیر و بود الیاس نیز
 کشیدند در کوہ یا جوج سر
 کہ بیندہ راز و دوتا گشت پست
 گلشن خار و خار از نساں تیز تر
 ز ابر سیہ آب دادہ بر تیغ
 کدہ می ر بود از سر آں تیغ تیز
 بہر غار در اثر دہائے شگرف
 شد از موکب خسروے چو شبت
 علم برد عنار یا جوج برد
 بدوزند امن بدامان کوہ
 از انجا بقدر دد پرتاب تیر

قباشانِ بستانِ بختِ جوشنِ ہماں
 شکنِ بختِ چینِ بڑے شاں
 گلے ز مئےِ خشنِ برد جو د
 برد آمدہ پشتِ شاں چوں گز
 ۵ برہنہ بیکہ گیر آئینہ گرم
 ز بے دشتی ہیچ خوش و خرم
 بشہوتِ شبِ روز با ہم بکار
 دراں کوہِ بے میوہِ جلے شوم
 نباشد چو خیرے دگر قوتِ شاں
 ۱۰ شہ کارواں کاں حکایتِ شنید
 ہو س گرم شد طبعِ شیدہ
 ز شکر گزین کرد مرد ہزار
 ز گور اں سبقِ بردہ ہنگامِ گشت
 ز گرمیِ جہنہ برابرش جو برق
 ۱۵ بہ پیکانِ چوں مئےِ خاراں گمان

حریرِ سر و حلہ تن ہماں
 کشاں لیش تازی رزانو شاں
 قرہ زرد و سور و سنج دیدہ کبود
 شکمِ پینِ پاخرد و ناخنِ دراز
 ز فرزند و مادرِ نزارند شرم
 بخواہر نے گشتہ مادرِ عدوس
 نمیردیکے تانزاید حسرتِ زار
 کہ درے ہمایوں تو اں گفت بوم
 بود بہتریں طعمِ خمر قوتِ شاں
 عجب نازد لبِ لہذاں گزید
 کہ بند تماشای پوشیدہ را
 شتابندہ چوں باد در وقتِ کار
 گرفتہ بہ تنگ آہواں از دست
 ز سر تا بہ پایرِ نولا و عنق
 ندیدہ کے پشتِ شاں در صفا

۱۔ بر۔ ۳۔ س۔: گلے ز مئےِ خشن برد جو د۔ قرہ سر و سنج زرد و دیدہ کبود

۸۔ س۔: ہماں تو اں

۱۴۔ ق۔ و س۔: قدم

کہ چونند و چندست مقدارِ شان
 شناسندہ رازاں کار گاہ
 چو برداشت سرزاں سرانگندگی
 کہ گیتی پناہا ہماں اربابش
 ہ جہاں در پناہ تو آسودہ باد
 چراغِ جہاں از روی تو نور
 از اں دیو خیاں چہ را غم سخن
 گردی بہر سو چو دیوان گشت
 فرزد از شمر دن گرد ہا گرو
 ۱۰ مثل گرد بریا کنسند آب خود
 بہر سو کہ در پیش گیرند راہ
 بکو تاہ چشی سگ جیفہ جوے
 نہ شرمی دے بنیش دل نواز
 تہ پا چو دامن فرہشتہ گوش
 ۱۵ ہنگامِ خفقن بخسند سیر
 چہرہ دارد اندیشہ کارِ شان
 جہیں سود بہر فرسش بار گاہ
 سخن گفت بہر قد دانندگی
 شب روز چوں بخت بیدار با
 بداندیش ز اندیشہ فرسودہ با
 دم سر دِ خیم از چراغ تو دور
 کہ دیوانہ گرد سپہر کہن
 کرہ برد در تنگ ز غولانِ دشت
 چو ریک بیابانِ خاشاک کوہ
 بیکدم ز دریا بر آرنڈ گرد
 نہ گل ماند از رزمی نے گیہ
 بگوش دراز از خراں بدہ گے
 در اں چشم کوتاہ و گوش درآ
 نہ زان دامن کو بود عیب پوش
 یکی گوش بالا و دیگر بزریر

۱- ق:۔ چونند۔ ایضاً۔ س:۔ چونت۔ ۲- بر فرسش آں

۱۴- س:۔ بہ آواز دارند چوں حسہ خروش

۱۵- س:۔ یکے گوش زیر

بدندان ہمہ حلقہائے زره
 ہمہ شب ہنر بران جنگی سپاہ
 چو گھمائے سیارگان بُربا
 درخندہ شد چشمہ آفتاب
 ۵ ز زنبورکِ مردِ کامل بزور
 بجوش آمدند آن سنگاں صد ہزار
 بر غبت نشاندہ سوئے ہلاک
 رداں سوئے شیر و خجہ بر لاغ
 بہر حملہ صد دشتِ نگینتند
 ۱۰ یلانے کہ رستم نشان آمدند
 باندان زور بازوئے مرد
 ولیکن چو موجِ بلا بود سخت
 یکے تن کہ در پیشِ صد تن
 بسا بچہ شیر بر رے خاک
 ۱۵ ز چندان نبرد آزمائے سر
 دگر جملہ خفتند بر نعلِ جنگ
 بریدند یک یک گرہ بر گرہ
 دران فتنہ بودند دست آزمائے
 پیر از سبزہ گشت این ہمایوں
 زہرے فتنہ بر آمد ز خواب
 بزنبور خانہ درافتاد شور
 چو مورانِ سوراخ مارانِ غار
 نہ از دشنہ ترس نہ از نیزہ باک
 چو پردانہ کو زند بر چسراغ
 بہر مرد صد تن در آنختند
 از اں دیو بازی بجائ آمدند
 نمودند بادیو مردِ نمِ سہر
 بسیلابِ طوفانِ رافتاد رخت
 اگر خود تہمتن بود زن شود
 کہ گرد ز غوغائے موراں ہلاک
 چہل تن بروں آمدند از درہ
 ز آسیبِ دندان و آزارِ چنگ

چو شیر درنده بشمشیر و تیر
 بفرمود تا هر همه یک سر
 بهر گوشه غار پنهان شدند
 چو بکر فلک رعماری نشست
 ۵ عروسان شب یور آراستند
 فلک ده زان لعلان باز کرد
 رسیدند بازی کنان فوج فوج
 چو طفلان همتاب بازی کنان
 نشستند در زیر هر خار بن
 ۱۰ چو دیدند پنج پیر سازان را
 کمانا کشیده بر آهنگ کیس
 در آن وحش صحرای میخند
 بگشتند چند به شمشیر و تیر
 ز چنگال آن قوم بیابک نیز
 ۱۵ سر اسیمه شد مرد از آن بزرگان
 بر آن گونه گفتند پولاد را
 بمردی و مردانگی بی نظیر
 کیس خستند از دردن ده
 بر آن فتنه افتنه جا شدند
 شب تیره در پرده داری نشست
 فلک ابگوهر بر آراستند
 جهان بازی لعبت آغاز کرد
 زد از دیو مردم همه شست موج
 لب از آب بینی نازی کنان
 بهم افسوس انجمن در سخن
 که تخیل بیرون دازیدگاه
 چو شیران بدون خستند از کیر
 گرفتند و گشتند و خون ریختند
 و گر زنده کردند نخته اسیر
 فروشد افراد آن جوان عزیز
 چو شیر که افتد میان گان
 که نگیلین پولاد بنیاد را

رسن بے بر شاہ بردن شاں
 سکندر ز نظارہ آں خیال
 بفرمود کہ بمطبخ آرد خورد
 فراد اں نشاند از اں جملہ خیر
 ۵ چو آمادہ شد نزلِ مہاں کام
 نمودند زانساں بخوردنِ شتا
 نہ چوں سگ بخوردنِ دیشہ
 کہ ایں رے اں ابا خن دید
 چہاں خواجہ پُر چشم ہستی
 ۱۰ براں گو نہ دندان ز دندان توں
 در آئین شاں خلقِ نظارگی
 چہاں خوردہ شد شاہِ مہاں نوا
 بفرمود تا ہمو گد آپ ز رت
 بد اں آبِ کان ش بر آرد مغز
 ۱۵ چہاں در کشیدند بیک د شرم
 چو در مغز شاں بادہ در کا گشت

بنجاصانِ در گہ سپردن شاں
 بحیرت ہی شد ز حالِ بحال
 ز بریانِ سرخ و ز حلوائے زرد
 بدلدارئے میہانِ عنبر
 دلِ میہاناں در آمد بدام
 کہ آتشِ بنجاشاک دتشد بہ آب
 نہ ز اں سبکی در دل اندیشہ
 کہ ادبست ایں ابدناں کزید
 بخوردند چوں چشمِ بر ہم نمی
 کز اں آسپا آرد گشت استخوان
 بحیرت فردماند یکبارگی
 بر بیانِ می گشت شاں حاب نوا
 نہادند پُرمے تغاری شگرف
 نمودند غبتِ حرفینانِ نغز
 کہ بارانِ باریک اریگِ کم
 ز سر فتنہ خفت بیدار گشت

ز پولاد پوشانِ خنجر گزار
 گر ہے کزاں در برون تاختند
 ز بس تیغ راندن چو آبِ دل
 زخوں غرق شد گرچہ کما رو
 ۵ ز بوں گشت شہ انداں دای
 در آئینہ رے بسیار دید
 بہ آخر براں یافت خاطر قرا
 بفرمود تا در گزر گاہِ تنگ
 برافر دخت آتشت تا سپہر
 ۱۰ رقیبان نشانند تا صبح و شام
 ہمہ مردم دچار پاؤ سپاہ
 چو دروازہٴ فتنہ شد ناپید
 جہاں بادشاہ بر سرِ برکیاں
 بزرگانِ درگاہ را بار داد
 ۱۵ اسیران یا حوج را بست پیش
 دویدند جمیع ز نظارہ گاہ
 در رخنہ را گشت ز آہن حصار
 سرخویش در دستِ خود باختند
 فرماند بازے مرد از تلوار
 ز دریائے شاں قطرہٴ کم گشت
 باندیشہٴ حبت از خرد یادری
 نقش صورتِ چارہ بر رو پدید
 کہ رخنہ بہ آتش کند استوار
 رہ از چوب کردند محکم چونک
 کہ از دود آں تیرہ شد ماہ دہر
 فروزندہ دازند آتشِ مدام
 بمانند از آں آتش اندر پناہ
 در چارہ را یافت دولت کلیہ
 برآمد باین منہ رخِ پیاں
 پناہندہ را رونق کار داد
 بدیدن ہوس کرد ز اندازہٴ بیش
 طلبکار آں آدمی خوار گاہ

از اں بوم خویِ فردا آمدند
 نشنند با هم گفت و شنید
 ز مے هر کلاغ شده بلبل
 ملک با دل حکمت انداخته
 ۵ بدشمن کز اں گونہ سچا ره بو
 چو در سده اسکندری رفت مهر
 فروزنده شد ماه ناکاسته
 همه شب ملک شیشه می بچک
 بهر جرعه گنجینه می فشاند
 ۱۰ نولے چکادک ز رود و در باب
 کرشمه کنان ساتی نیم مست
 چومی داد ساغر نشینده را
 ندیمان خوش طبع بیدار مغز
 از اں بیلان خوش دلفز گوے
 ۱۵ ز بس شمع کائنات عالم افروز بو
 چو اسپ سحرزین شده هفت پوا
 بکتر هماندا فریاد زمند
 چو زانغ دزغن در سده آمدند
 ز بانها و خند باراکلید
 فکندہ در اں بوستان غلغلے
 در اں تنگ چشماں نظر دوخته
 همه روز مشغول نظاره بود
 به یاجوج بازی در آمد سپهر
 چو اسکندرے موکب آراسته
 همه رخت گوهر به آواز چنگ
 غبارے زهر سینه می نشاند
 همی کرد خون در رگ زهر آب
 به خونریز متاساں پیاله بدست
 دل از دست می بردیننده را
 غزل خواں شده بر نمط های لغز
 شده بزم چوں بوستان تازه رفے
 شب تیر روشن تر از روز بو
 بر آورد پولاد رخشاں بدوش
 بر او رنگ تپاسی بر آمد بلند

یکی قفلِ شش بند بگنجیند بزنجرِ دہ گز در آویختند
 گزنی ہشت کردہ کلیدش پدید سہ گز چار دزدان ہلے کلید
 ہر آں طولِ عرضے کہ در کار بود باندازہ خود گراں بار بود
 چو سدِ سکندر شد آراستہ شد آشوبِ خصم از میان خاستہ
 ۵ سکندر ز توفیقِ کاہے چناں کہ برخاست از سینہ بار چناں
 دور و زود و شب و بے خاک و خداوندِ خود را پریش نمود
 سیوم روز کا سکندرِ صبح گاہ بر آورد دبر اوجِ گردوں کلاہ
 جہاندار بر تختِ زر بار داد بکشند گاہ گنجِ بسیار داد
 ۱۰ کسانیکہ از بازے چارہ سنج بہ بنیاد سنجی کشیدند رنج
 نمود از دیر برگ سازندگی بمقدارِ ہر کس نوازندگی
 چو پاداشِ رنج کسانِ آدہ شد بقدرِ عملِ قیمتِ آمادہ شد
 ز گردنِ سہ ازان لشکرِ سری نشانداراں عرصہ بالشکری
 کم و بیش آں کشوراں اسیر کہ نماید از فتنہ را دست برد
 بضبط آورد کشور از طوقِ ناج ز کشور نشیناں ستانہ خراج
 ۱۵ عمارت کند جملہ ویرہنہا زد ہتھاں کشت افگند و ہنہا
 شبِ روز در بانی سکنہ یکے سد بہ نیرے خود صد کند

خداوندِ فرماں لبسمِ درست
 پیہ جستِ حشرے بانوہ کرد
 پس دیش در کوشش آمد گرد
 چنان میشہ ز دم د پولاد چنگ
 ۵ ز بس کهنش سنگ آتہ اد
 ز کاویدن شکھا و شتاب
 ز گرمی سنگ آتہ بود تیز
 چو آتش چنان دید پولاد را
 بفرمود کاہن در آتش نهند
 ۱۰ اساسے کز انسان مکیں کنند
 رسید بنیاد سجاں چو باد
 بہرے فرستے کہ اینختند
 شنگانے کہ در عرض د طول بود
 نباش از کم دیش طرزے شبت
 ۱۵ نہانی بہ پیولہ آں اساس
 گرنے شصت پنج از فرشتہ ساز
 بہ بنیاد سنجی میاں کرد چست
 غمیت بہر دوازہ کوہ کرد
 چپ راست در کاوش افتادہ
 کہ آتش بروں آمد از نافِ سنگ
 ز تحت التری قیشہ را آب اد
 نخست آتش آمد بروں آنگہ آب
 شتاباں ترا از آب ر آب خیز
 کہ در آب حل کرد بنیاد
 چو پولاد کز آتش آتش دہند
 براں خشت پولاد سنگیں کنند
 اساسے نہادند محکم نہاد
 بہرے حل کردہ می یکند
 بجائے گلش روے مجلول بود
 چو پولاد یک تخت رزوی نہاد
 دری بر کشیدند عالی قیاس
 صد پنجہ اندر درازا دراز

کند نام زد مردم از روم و درد
 بخل در آرد کوس در آئے
 که کوئند بر در شب و روز کوس
 جہاں کر کنند از دم کرہ نائے
 بد اتنا در اں حصن بے فتح باب
 چو دانند کا نجاست خیل و سپاہ
 ہ چو زان کا رشہ رادل آسودہ گشت
 علم را سوئے روم پردازد
 بیاساتی آں بادہ چوں عقیق
 کہ ہم کو ترش نام شد ہم رحیق
 خراباتی از دے ہشتی شود
 بیامطرب آں چاشنی بخش روح
 کہ ہم صبح از دوش شود صبح
 دل جان میخوارگان تازہ کن
 ۱۰ فرد گوئے مجلس پادارہ کن

در نصیحت گر کنندگان دنیا و درم کہ چوں زخم تیر
 چرخ بخیطامی بنید این و رات ابدست خود سپر
 کنند دل گرہ ہم نہ بنند بلکہ اس مس قلب را
 ۱۵ دل گرہ زنند کہ ہیج سر قلب اگر نہ بنند
 نہی بخت بیدار آں نیک بخت
 کند ہد بزدان دین خانہ زنت

خزینه باند و ختن خاص نیست
 که در درخور گوشِ غواصیت
 بمنم نذاست روزی رسا
 مگر بہر آسایشِ مصلحت
 درختی کہ دور افکند برگِ دشاخ
 کند کشتِ دہقان چو بچہ شکی
 ۵ اگر ابر بارندہ گرد و خنیل
 کے کڑے سیم کاں می کند
 مگر تاجہ خوں خوردی از حرصِ آزار
 از اں بار صد کوہ برگردنت
 خرے را کہ بیکار خربندہ کشت
 ۱۰ بخور آں کت امر و ز باہم بود
 چو روزی خوری بہر فردا پیا
 اگر مایہ داری چہرا کم خوری
 چو روزی خواهی کم و بیش گشت
 براں تنگ و زی بیاید گسیت
 ۱۵ ازیں غم کہ بے توشہ ماندن سکت
 کہ روز دگر روزی ہم بود
 کہ نا اعتمادی بود برخداے
 چو بخشندہ داری چہرا غم خوری
 نشاید بہمت کم اندیش گشت
 کہ از بیم ننگی بود ننگ زیت
 ہمہ عمر بے توشہ بودن خطاے

حکایتِ حریصے کہ با صد ہزار دینار مغربی چوں خوشید

۱. بھی تازہ گرداں دلِ ریش را
 متاعِ کہ وہ روزِ مہمانِ تست
 ۲. درم در جہاں بہ خوش خوردنِ
 ز سے را کہ در گورِ کردی بُزود
 ۳. نہ بہتر ز تست آں گلِ و نمائے
 گرہ گرتی گشت بد خو مباش
 ۴. کسے بر سفائے چہ نالاں بود
 دودے کز دودہ دلِ ست آبی
 ۵. درم چوں تو اُن اُشت در دلِ گناہ
 ۱۰. دیرِ وضعِ تخمِ عملِ پیش کن
 بدلِ اُنہ حرصِ چند اُن مکار
 خود از بہرِ خودہ گرت ہست چیز
 ستانندہ ہر جا بے بنی بے
 جو اُمرد ازاں قبلہ نخلست
 ۱۵. خساں زہ ذرہ بکیب انہند
 ہم کردنِ تارِ جولاہِ راست
 برو گشتباں خوشہ خود بد اس

رہا کن حسابِ کم و بیش را
 بخور کا پنجہ خوردی ہماں اُن تست
 نہ از بہرِ زیرِ زمینِ کردنِ
 چو گورت کند سرِ برآرد ز گور
 کہ ادا ماند تو منانی بجائے
 سفالِ دوس در جہاں گو مباش
 کہ باز چپِ خور دس سالان بود
 بدہ تا پدید آیدت خور می
 کہ گرمشت بندی شود کفِ سیاہ
 کشاد رزی داند خویش کن
 کہ اُنہ پشیمانی اُرُب بار
 کہ نہد کے بہرِ تو یکِ پشیر
 رسانندہ دشواریاں کے
 کہ چیدنِ خوش و بختنِ مشکلست
 کساں تودہ تودہ بنیاد ہند
 چو دیبا شود بخششِ شاہِ راست
 دہد تنگ تنگِ سیاہانِ آس

کشیدہ نامتے اس سواد
 کہ چوں فرخ اسکندر سرفراز
 بر اس شد کہ فارغ دل نشاد کام
 ز چیں گر چه چنداں غنیمت بہ بُرد
 ہ ہیں وزی از موسمِ نوبہا
 ہم از اولِ بادِ آفتاب
 ز بادِ بہاری ہوا مشکبوے
 شدہ جلوہ گرنا ز نیانِ باغ
 بساطِ گل از سبزہ گلشن شد
 ۱۰ بہ لالہ ز فردوس جام آمدہ
 شدہ مشکبو غنچہ در زیرِ پوست
 بنفشہ سبز لعلِ اخسَم زدہ
 کشادہ گلِ لعلِ حبابِ نور
 ز بس تری اندامِ زیبایے گل
 ۱۵ شدہ سرخ گلِ منفرشِ بوتیا
 بردن کردہ سوسن ز بانِ جوش
 سرنافہ چیں بد نیاس کشاد
 بفیر وزی از ملک چیں گشت باز
 از اں کامِ دل کام گیر د تمام
 کینفوے چیں را غنیمت شمر د
 کہ گیتی شد از خورمی چوں نگار
 بفرخندہ طالع در آمد ز خواب
 عروسِ جہان آبِ گل شستہ د
 رُخ آراستہ ہر یکے چوں چراغ
 چراغِ گل از باد روشن شد
 ز رضواں نگلبن سلام آمدہ
 چو تعویذِ مشکیں بیازدے دست
 گرد در دلِ غنچہ محکم زدہ
 نظارہ کنان چشمِ نرگس زدو
 شدہ پارہ پارہ سراپے گل
 بصحر ابرود آمدہ دوستاں
 ہمیکر دم تقاضے نوش

ہمہ شب در آرزوے قرضِ خو رہوے باہد کہ تو
خو پیدا شد روی دید و حسرت میخوڑ تا چند آنکہ در آرزو

قرصِ حال داد

۵ در افتاد قحطی بشہرے دوس کہ می مردم مردم ز غایت فزون
حریصے کہ دینار بودش ہزار بدروزہ گردی در آن وزگا
رسیدش چو بڑاشت از جاں امید پس از فاقہ چند قرص سپید
ہمیکرد از دور در دے نگاہ بدانساں کہ مردم بخورشید ماہ
اگر چش تہی کہ پُر آزار بود تہی چشمیش مانع کار بود
۱۰ ہمہ روز از آن حسرت آزدہ نہ شب و مر د آں لقمہ ناخوردہ نہ
چو بے برزید مرد ہنگام برگ سبوسے نیز زد ہنگام مرگ

ساختن سکند برگ مجلس در باغ و از نامی نوشت لب
چلنی نوش دارے لبالب نوش کردن جنگ و
۱۵ آں شاہین شاہ سکا دل بودن از شاہ سیر کردن شاہ
اورا از خلاصہ سرخاب خون بطو گردن کلنگ

رسیدند شکر لبان در زماں
 چمن گشت خالی ز نامحسبان
 نماذ بخیه را ست گرد گلے
 و گر ماند ریحان دبا سنبله
 ز خوابان زین جنت آباد گشت
 گلستان پر از سرو آزاد گشت
 صنوبر قدانی چو گلزار تر
 برخساره خوں کرده گل راجگر
 ۵ بنا گوش شاں پر زیاتوت دور
 دہان لبان نیز از اں مایہ پُر
 لبے پُرمی و در خوئے نگینتہ
 گلاب و شکر با هم آمیختہ
 ہمہ ناز پرور و دنا زک خرام
 مہ نیمہ و آفتاب تمام
 زبیداری فتنہ خونخوار تر
 ز خواب جوانی ستگار تر
 مسلل بے دل بے گیوشاں
 معلق جہانی بے موشاں
 ۱۰ نفقہ مجب ز گل خوشاں
 نظر بستہ چشم بد اندیشاں
 بہ بازی از زگر سُر خار
 خدنگ افکنان فرشتہ شکار
 ہمہ ناپستان دنا رنج خے
 بہ بردہ ز نایج دنا رابرے
 سخن گوی بر بطازن خوش سرو
 چو آب و اں دست ایشان برد
 خرامان و خوش پیش شہ آمدند
 چو پرویں بہ ہمان مہ آمدند
 ۱۵ ز چنداں پری پیکران چو ماہ
 ہماں ترک ہیں بود مطوع شاہ
 کہ در جنگ خاں جنگ آتش
 خرد فتنہ چشم تنگ آمدش

ہوا بر سر سبزہ می رخت یسم
 بہر چشمہ منفست رابط آب گیر
 بہر شاخ مرغ ارغنون خستہ
 از ان نم کہ غارت ہوش کرد
 ۵ غزل خوانی بلبل صبح خیز
 ز آواز دراج و رقص تدر و
 ز نالیدن قسری خوشنوا
 برو چہیں خوب و عشرت فرا
 کس از ناداران در پیش دیش
 ۱۰ بفرمود اشارت ان در گاہ را
 گل دیوہ و قلعے خواستن
 ولیکن بشرطیکہ در بزم گاہ
 کس از جنس مردان نماند باغ
 کمر چیت کردند اشارت ان کار
 ۱۵ مرادی کہ اشارت زد در گاہ بود
 برآمد سر پرده بر اوج ماہ
 مرا غم ہمیکہ کرد بر گل نسیم
 چو مقراض زریں بقطع حریر
 بہر نم گلبن سر انداختہ
 معنی تر غم فراموش کرد
 تمنای میخوار گاہ کرد تیز
 سبک گشت در خاستن پایے سرو
 کہ تو تر مستحق زماں در ہوا
 سکندر سے ہوتاں کرد راک
 تنہ چند خاص از غلامان دیش
 زدن بر لب حجبے حنکرہ را
 ملوکانہ بزمے بر آراستن
 تہی کرد از خویش دیگانہ راہ
 بحر لعبان بر رخ شب چراغ
 بفرماں بری پیش فرماں گزارا
 بیک چشم زد در لطف گاہ بود
 سر نوبتی شد با بر سیاہ

بہر سَوگل و غنچہ نشخند
 ملک درمیاں ہچ سُر بلند
 ہنرم ارچہ لبر ز حدیش بود
 دلش ہمہراں دلبسہ خویش بود
 نشانہ صنم را بہ پہلوئے خود
 چو آئینہ نزدیک زانوئے خود
 بہر درش آساقی نیم خواب
 ز لب نقل میداد و از کف تنز
 ہ بعشرت نشستہ دوسر و جوان
 پیایی شدہ دوست گمانی دل
 ملک عاشقِ رویش از جان تن
 گمی گل ہی رخت اندر کنر
 برانساں کہ او عاشقِ خوشیتن
 چومی رغبتِ عاشقان تازہ کرد
 گمی دست می سود بر سبب نار
 چنان بادہ در نماز میں را یافت
 شکیب از میاں غم دروازہ کرد
 کز دشرم را دست کوتاہ یافت
 ہواے دلش قفلِ عصمت شکست
 بہ افسوں گری چنگ ابر گرفت
 عنانِ تکلف ر بودش ز دست
 از اں نمک نہ در پری خانہ شد
 بہ افسوں گری چنگ ابر گرفت
 از اں نمک نہ در پری خانہ شد
 برائین خواب ز شوخی و ناز
 برود تازہ بوداں گل مشکبوے
 ہ کہ از زنگ تر عثوہ بازی کند
 چو شکفت گل خوش بود بوستان
 چو آئینہ نزدیک زانوئے خود
 دلش ہمہراں دلبسہ خویش بود
 نشانہ صنم را بہ پہلوئے خود
 بہر درش آساقی نیم خواب
 ز لب نقل میداد و از کف تنز
 پیایی شدہ دوست گمانی دل
 ملک عاشقِ رویش از جان تن
 گمی گل ہی رخت اندر کنر
 برانساں کہ او عاشقِ خوشیتن
 چومی رغبتِ عاشقان تازہ کرد
 گمی دست می سود بر سبب نار
 چنان بادہ در نماز میں را یافت
 شکیب از میاں غم دروازہ کرد
 کز دشرم را دست کوتاہ یافت
 ہواے دلش قفلِ عصمت شکست
 بہ افسوں گری چنگ ابر گرفت
 عنانِ تکلف ر بودش ز دست
 از اں نمک نہ در پری خانہ شد
 بہ افسوں گری چنگ ابر گرفت
 از اں نمک نہ در پری خانہ شد
 برائین خواب ز شوخی و ناز
 برود تازہ بوداں گل مشکبوے
 ہ کہ از زنگ تر عثوہ بازی کند
 چو شکفت گل خوش بود بوستان

جہاں سوزے از مہ شب افروز تر ز خورشید دلش جہاں ز تر
 بیک طرہ صد شہر جسم زدہ بیک غمزہ بر ملک عالم زدہ
 در آمد خند منہ با ہمہ سراں چو مدد صفی مشتری پیکراں
 بطاعت گہ شاہ با صد نشاط زمیں بوسہ زد و ہمو نقش باط
 ہ ز فرمان فرنگ ارغیش بصد ناز بہشت بر جہاں خیش
 دگر ناز نیناں گہ پرہ نیز بدامن کشیدند پایے عزیز
 آشاقاں کہ بودند نزدیک دُور رمیدند یک یک چہ سایہ ز نور
 جہاں سن ماند و سر جواں یکی شیر دیک بشتہ آہواں
 از اں جو چہراں مردم شہرت شد آراستہ محلے چو شہرت
 ۱۱۔ نواے بر شہم بر آمد براوج ریح از صراحی بردن اوج
 ز نالیدن چنگ موزوں نوا فرشتہ در آمد چو مرغ از ہوا
 فروتن شدہ چنگ موزوں سرا سرافکندہ و استادہ بہ پای
 خوش آوازی ارغوان رباب بتاں ہمیداد دار و خواب
 بہ نغمہ جہاں بر کشیدند زیر کہ از زہرہ و مہ بر آمد نفیر
 ۱۵۔ کرشمہ کنایہ ساقی خوشخرام ہمیرخت خون صراحی بجام
 قرابہ جہاں خندہ زد سرنگوں کہ جہش بدان قوت از سینہ خو

پری گر چہ باشد دل آویز تر
 ہر آن جادوے کا ماند شمار
 نہ باشد ز من آفت انگیز تر
 ہر آن جادوے کا ماند شمار
 ہزار کند عالمے مشکبوی
 چون دمنخراش کنم ناز خوش
 ہنر برے کہ آمد بچہ پیسہ من
 سپہ آفتاب زمیں خواندم
 چورفتم ببا زار نیک اتھری
 دگر ماہ بیند ہمیں خواندم
 چورفتم ببا زار نیک اتھری
 منم قبلہ روم انجا جسم
 قصبہ چوز اندام بختم جلال
 کستم گردن ماہ را در دال
 دگر موشود موشگافم بہ تیر
 کہ دیدست کو موشگافد بوے
 لبش خشک بینی و چشمش پر آب
 پراز سیب بادام و نارنج و نار
 کہ جاں یزددم در سیم بارگی
 بازی ز خورشید و مہ گوے برد
 ہلاے ز خورشیدے آویختہ
 ہنر برے کہ آمد بچہ پیسہ من
 سپہ آفتاب زمیں خواندم
 چورفتم ببا زار نیک اتھری
 منم قبلہ روم انجا جسم
 قصبہ چوز اندام بختم جلال
 دگر موشود موشگافم بہ تیر
 کہ دیدست کو موشگافد بوے
 لبش خشک بینی و چشمش پر آب
 پراز سیب بادام و نارنج و نار
 کہ جاں یزددم در سیم بارگی
 بازی ز خورشید و مہ گوے برد
 ہلاے ز خورشیدے آویختہ

چوبے صحبتِ ارجمنداں بود
 چمن و ورازیں حبابے زنداں بُود
 کسے را کہ من بآشمن اندر کند
 چہ حاجت بہ بالاسے سر مُلبد
 چو سردِ جواں اکسَم غمِ شخرام
 شود خوابِ خور بر جواناں حرام
 بیک غمزہ بر پارسایاں زغم
 بدیگر رہ آشنایاں زغم
 ہ مشعبد کہ داند جہاں بختن
 زمین بایش باز ہی آموختن
 جہاں تنہ دے شرابی کُتم
 چو لب اکتم چاشنی گیرے
 ہمہ خونِ جواں بکشے خورم
 شکر بیش بیرون نیاید زرنے
 چو در ہم شود گیسوے من بروک
 دلی نوش باد م کہ خوش میخوم
 ۱۰ چو تانہ زغم زلفِ اشفتہ را
 بخیزد بر اندامِ خورشید موک
 برقص آدرم قندہ خفتہ را
 بشکلے کتم سے بتاں شتاب
 کہ خوں گرید ابر بہاری نہ آب
 رُخ ہر صنم ناپید از من ست
 صغم خانہ را اکلید از من ست
 تیرے کرین چشمِ مست افکنم
 صفِ تو بہارِ شکست افکنم
 کسے کش ہرمت ز بانے دہم
 بہر بوسہ تازہ جانے دہم
 دے کش سپارم بیا دہلاک
 کتم چوں گریبانِ گل چاک چاک
 چو کیو کتم مقنع از طرفِ گوش
 کلاہ از سر اندازم و سر دوش

گرا و حربہ ہر جسم نہراں زند
 گرا و اثر دہائے ست زین لیر
 گرا و گیتی ارش کرا دہ دام
 گرا و زنگ چیں است بیدار
 ۵ گرا و ہست بر تخت ز پائے بست
 گرا و راکلہ است بر آسمان
 گرا و باز خواہد ز شاہاں خراج
 گرا و گنج ز رنجت دار و تمام
 گرا و قبال دولت و رایا و رند
 ۱۰ گرا و جبریل ست با پیر نور
 گرا و تخت گیر دز کین چو شاہ
 گرا و دشمنان انجوں خوردن
 گرا و راکلہ آئینہ بر کف نشست
 علمہائے او گر چہ بالا رسست
 ۱۵ کمان دے ارشد شکار فکند
 کندے ارشد بند دام
 رخ من ہشیر مرداں زند
 من آرم ز زین اثر دہار ابریر
 خیالم بہ تنہا کیسہ تمام
 بہرے من بہت صد چہین دز
 مرا در دل دوست جانے نشست
 مرا صد کلاہ است بر آستان
 من از سردراں سر ستانم تاج
 مرا نیز گنجے ست از سیم خام
 مرا ہر دو چوں کمتیریں چاکر کند
 منم قبلہ خو بردیاں ز دور
 من از پازے مہر گیرم جہاں
 مرا خون صد دست در گردن
 دو آئینہ دارم من از پشت دست
 مرا یک علم ہم ز بالا بسست
 یکا برے من صد ہزار فکند
 من آنم کہ صیفا کیسم بدم

بشوخی چو گیرم در آغوش جنگ
 بستی چو خارہ شویم زخوے
 کسے را کہ من مست کردم جزا
 چو ساقی شوم با چنیں زلفِ دُخا
 ۵ گل از رنگِ رویم گلستاں شود
 سکندر کہ کرد آبِ حیواں ہوس
 چو در روشنی چوں منی را نہ دید
 چو باز آمد آں مے بہ پیمانہ یافت
 منہ نام آں چشمِ اس حوے را
 ۱۰ چو من کے بود آن کہ در ہر زن
 مگر شاہ زلفِ مراد رینافت
 چو در خلوتِ من نہانی رسید
 گرا ز چشمِ راجِ شدا و ابرات
 گرا اندازد اوشیر و آہو بہ تیر
 ۱۵ گرا دہست کینسر و جام جوے
 گرا از مجلسِ اوسمن میدد
 گرا اپیل بند و حبس ہم کند
 بزخمہ رگِ خوں کشایم ز سنگ
 دہم غسلِ پر ہیز گاراں ز مے
 نہ بنید و گر ہوشیاری بجو آب
 بود بادہ چوں خونِ مستاں حل
 می از دستِ من آبِ حیواں شود
 نظیرِ فاش بود مقصود و بس
 تباریکی آبِ حیواں دید
 بہ دیرانہ گم کردہ در خانہ یافت
 پختہ بست بمن آن سیہ روے را
 تو اشت از دستِ تو اں من
 کہ در عینِ ظلمات چندان شافت
 بچشمِ زندگانی رسید
 من اندر دہاں ارم آبِ حیات
 من آن آہوم کو بود شیر گیر
 مرا جامِ گنتی نہایت روے
 مرا لالہ و گل ز تن میدد
 من از تارِ موے کنم پیل بند

ز شاخِ گل و خنلِ خرماے تر گئے ابگیں چید و گاہے شکر
 گئے نار با سیب پیوستہ بود کہ از نار و اں سیبِ اختہ بود
 گرفتہ ز گلِ حسرتِ منے در کنار ہمیش نار بر دست و ہم آبِ نار
 ز ساعت کمر ساخت و خواہ را کشید از دو الِ قصبِ ماہ را
 ہ بگنجینہ آرزو دست برد کلیدِ حسرتِ نہ بخازن سپرد
 بکانِ گہر شاخِ مرجان نشاند گہر سفتِ یاقوتِ بیرونِ فشانَد
 چو خورشیدِ راحشم در خوابِ تر پیالہ فدا دے نابِ رفت
 بہ بر بلطنی زہرہ پرده ساز شد از پردہ تار بر بلطنی از
 بہ پردہ درونِ خسرو پردہ پوش بخاتونِ پردہ شینِ ادہوش
 ۱۰ درانِ ہ کہ ہر گامش از دلِ بر نشد ماندہ تابست منزلِ برت
 چو ز اں مے دلِ تشنہ سیراب کرد زمستی آسایشِ خجِ آب کرد
 چو شد و می صبحِ رخسارِ شو فروشت خالِ سیہ از رو
 عردسانہ خورشیدِ چینی خیال نمود از پسِ چادِ شبِ حال
 دگر رہِ میچینِ خورشیدِ دم نشست با ہم چو دو گلِ موم
 ۱۵ ہماں عشرتِ دے ز تر نازِ گشت ہماں ساز شبِ عالی آوازِ گشت
 رسیدند باز آں پری پیکراں کشیدند صفہا کراں تا کراں

نگین دے از لعلِ مانی ست نجمن دے از لعلِ مانی ست
 سرخس گر جہاں اُمبارک نمود سرخس گر جہاں اُمبارک نمود
 لجم بالِپ شاہ دُرخندہ باد لجم بالِپ شاہ دُرخندہ باد
 چوسازندہ ارغوانِ نوشِ نوش چوسازندہ ارغوانِ نوشِ نوش
 ۵ ز سر ہا خورد رفت سرست رفت ز سر ہا خورد رفت سرست رفت
 بخوبانِ دیگر شارت نمود بخوبانِ دیگر شارت نمود
 چو پرویں ز ہما ہی ماہ راند چو پرویں ز ہما ہی ماہ راند
 تہی گشت سگر گاہِ شاہنشہی تہی گشت سگر گاہِ شاہنشہی
 چونختے از اں بخودی باز گشت چونختے از اں بخودی باز گشت
 ۱۰ حکیم الہی طلب کرد شاہ حکیم الہی طلب کرد شاہ
 از اں مہ کہ مہمانِ جبریں بود از اں مہ کہ مہمانِ جبریں بود
 ملک سرخوش و نازنینِ نیمست ملک سرخوش و نازنینِ نیمست
 رسانیدہ ایں خضر صانی صفات رسانیدہ ایں خضر صانی صفات
 چو نوشیدن از دستِ جانِ بود چو نوشیدن از دستِ جانِ بود
 ۱۵ ز بس کاو ریشِ دِ آغوشِ تنگ ز بس کاو ریشِ دِ آغوشِ تنگ
 ہماے در افکند باز سپید ہماے در افکند باز سپید

زہو گیر کز ذوقِ آدازے حریفان نگرند محتاجے
 تسلیش جو ہر بانی کہ از فعلِ ایشان متاعِ افعال
 نیز زد کہ پیش از آن دیر کسبِ دیگران کم بُردہ بودند
 و چوں آن وضع ملکِ ایشان باشد بغیرِ مصاف
 نتوان کرد مثلاً کردہ کس در ملکیت ست آن سخن گویند
 از آن مقولات عشر جوہر ہاں کی تو انہا د موضوع د
 صنعت دہ و دیگران اکہ چوں اعراض اند چندان
 بقای نباشد

دل روشن آئینہ شد ز غیب	کہ ہر دم بر آرد خیالے ز حیب
بر پیشہ سپیکر نو کند	بہر پیکرے زیور نو کند
بہر صنعتے کا پیش در گرفت	مہواری از خود بر آرد گفت
چوبکاز نہ گزاری اندیشہ را	تراشے دہی عاقبت تیشہ را
ز خود قابلے باید نگھستن	نہ در قالبِ دیگران رخن

زرد و دوسرہ دو گل و نقل دے فرزندہ شد خور می پے پے
 بشادی ہمہ دز ساغز دند گے چنگ کہ بر بط تر ز دند
 بہنگام شب عاشق رفتہ ہوش بُت دوش را بست پیمان دوش
 بیک بُرج زینگونہ تا چپند گاہ تراں کردہ بودند خورشید ماہ
 ہمہ عمر از اس پس بُت سیم ساق نبودی از اس حُفّت شاستہ طاق
 سکندر کز اس ساں جاندار بود پرستار خود را پرستار بود
 بحر گاہ ذوق و طرب گاہ بزم بصحرے پنجر میدان زم
 حریفے بدانگونہ در خور داشت و گردشت باد برابر داشت
 جہاں خورد و خوش خورد پد و کرد بدین مایہ نام نکو سود کرد
 تو نیز ار تو انی ہمیں سود کن جہاں انجور شاد و پد و دکن
 کہ فردات چوں خوردند ہکے پشیمانیت خورد باید بے
 بنجاک اندرون لقمہ خور کر نہایت جز افسوس و حسرت دگر خور نہایت
 بجای طرب زندہ کن جان پاک کہ محتاج جرعت مرده بنجاک
 بیاساتی اں گنج دان نشاط ق کہ اندیشہ اد ر نور دو بباط
 بدہ تاشا سخن نکوسیم دز و مجلس آراے خسرو نسیم
 بیامطر با ساز کن چنگ را بنالش در آراں پر اینک ا

ہمہ خلق وضع گزینش کرد
 کہ تا ماند از گردش روزگار
 ز جمشید ماند آلت دار و گیر
 ز توران کله و زکیاں تختِ علاج
 ۵ ز کینہ و آں گیتی افروز جام
 صطراب آئینہ گوہری
 چنان کز سراں ماند ساز سراں
 و لے رختِ خاص ارچہ موز دست
 ہمیش کل غریب چیں بوست
 ۱۰ اگر آسیای ست اندر خراس
 در آندم کہ گرد شکم دام خواه
 جو ترک گرسنه خورش گم کند
 شنیدم کہ در روزگارِ نخت
 ۱۵ پلاں تیغ ترکاں کماں ساختند
 یکے پنبہ رشت از پے جامہ را
 متاع بانڈان خوش کرد
 نمودارے از ہر یکے یادگار
 سریر از سلیمان صاحب سریر
 درفش از فریدون ہوشنگ تاج
 کہ دیدے در دراز گیتی تمام
 نمودار آئین اسکندری
 دگر ساز ہا ماند از دیگراں
 بکالے کم حاجت افروز دست
 بس چنبار یک بنرے دست
 دقیقہ نگر چند دار و اساس
 گلین دیگ بہتر ز زرین کلاہ
 کله در تہ دیگ ہمیزم کند
 کہ انداز ہر تیشہ می شد دست
 ۲۰ ہم ساخت آہنگ ساز و گشت
 زماں دوک - مرداں سناں ساختند
 یکے بافت پوشیدن عامہ را

مثل گرتو آہن گری در ہنر
 ز آرایش تیغ و پیکان پیر
 چو ایں کمنہ آمد نو دیگر اں
 دریں فن توئی پس رو دیگر اں
 مثال دگر کن ہنجا ز خویش
 کہ خلقے کنی پس رو کا ز خویش
 چو ہر صنعت آید ز دانا بہ تو
 بہیں تاجہ فرق ست از دانا بہ تو
 ۵ در آگیزش ساخت فرق ست چہ
 کہ ایں نخل کار ست اں نخل بند
 بد لہا بنا ز اوستاد قوی ست
 کزو ہر زماں صنعتے انوی ست
 و گرنہ مبراں کہ تسلیم کرد
 کہ باید پناہ از پیے بیم کرد
 بموراں کہ آموخت صحرا کنی
 بے ہست کج شک باریک بان
 ۱۰ بزبوریں کر پیے خورد و خواب
 گس کا گنیں ست بگاہ دے
 بہر خانہ میں عنکبوتاں کہ چوں
 چراگاہ پوید بہر خانہ خوار
 از اں بنور ساخت کاشانہ
 ۱۵ ولیک آدمی را بجبہ خانہ نیز
 براں می گارد بنا چار ہوش
 کہ سازد ہر انچہ بدل کرد و جوش
 کہ در خس شکافی بود و مشکاف
 کند خانہ صندل از لعلاب
 کہ ہم خانہ قے کرد و ہم ختے
 کشد از شکم خانہ خود بردوں
 کہ او در شکم خانہ دارد ہنرا
 کہ حاجت ندارد بہر خانہ
 بہ خانہ است بایت بسیار چیز
 کہ سازد ہر انچہ بدل کرد و جوش

ازین نکتہ مقصود مآں ست پس کہ زاینده باید دل پر ہوس
 بسین تا بزرگاں چہا خستند کہ کار تو پیش از تو پر دستند
 توانی تو با این ہمہ سرکشی کہ یک ساز این ساں ز خود برکشی
 کساں کنر خود این جملہ فرمودہ نہ آخر چو ما آدمی بودہ اند
 چو انگیزش زیرک افزدن فتہ دم اندر دمش وضع منور دل فتہ
 عجب نبود از بے فسون فسون دماند برا علاج و گل انبوس
حکایت و تراشندہ کہ یکی برنج از استخوان برکشید
و دیگرے کنجد از شاخ برآورد

۱۰ تراشیدہ پیرے ز طبع جوان برنجی تراشیدہ از استخوان
 بہ ہچوں خودے برد و خواہش نمود کہ این نہ را پختہ پیش آرزو
 سد مرد در دیگر جہاں فشانند زمانی ز پامہاں نشانند
 چو کرد از پے چاشنی کام تر بد آن نہ ز اول بے خام تر
 زمانی دگر ماند چوں باز دید بزیر نہیں ہاں راز دید
 ۱۱ چو آن خام کارے گزشت از تیا ز صنعت شد آگاہ صنعت شناس

۱- س: - مقصود است - ۴ - (مترخی) ق: - از دندان ماہی - ۱۲ - شد آن مرد و

۱۳- س: - دگر چوں چشید آن ہاں راز دید

یکے بہر آبے سفالینہ ساخت	یکے بہر زپ خود ائینہ ساخت
یکے شیشہ ساخت بہر شراب	یکے شمع افروخت از بہر تاب
یکے تیشہ آراست از بہر چوب	یکے ٹنگ سنداں زد از بہر کو
یکے آسیارادو پایہ نہاد	یکے دستہ بر صلا یہ نہاد
یکے خوان کاسہ پدیدار کرد	ہ یکے گونہ گونہ بر انگشت خورد
ہمہ تختہ دیگر اں می خورد	کنوں ہر چہ ایں مردماں می خورد
کہ ترتیب عالم شد آراستہ	شد از ہر کس آرایش خاصہ
چو مہنی بکم خچے آید مسر از	برختے کہ باشد افراداں نیاز
لے پاس صد گنج دار دزدو	چراغے ہداں کے زند لاف نوز
کہ دہ خانہ را پاک دار و جنس	۱۰ بود نرخ جار و ب فلسے و بس
بجز بادشا کس نہ کردے چراغ	گر ایں ساز ہا بیش جتے فراغ
ہوس شد بکالائے افزون کار	چو کالائے و کار آمد اندر شمار
گر دے نقشب و نگار آمدند	گر دے ہزار و تار آمدند
گر دے کشیدند شطرنج نرد	گر دے ہنگامہ گشتند فرد
گر دے بازو کبوتر شدند	۱۵ گر دے بچوب و رسن بر شدند
ازاں بیشتر گشت بازیچہ سینہ	چناں کالت کار ہا شد عزیز

برہان و شن شد صورت حال آئینہ اردار و رومو

چنیں د اذ آئینہ بیرون خیال	نمائندہ صورتِ این جمال
چو در رفت رخسار کیخسروی	کہ اسکن از راہِ پنہاں دی
بہ کیخسرو دیگر آراست جاے	براد زنگ کیخسروی سود پے
تماشاے آں جامِ خشنده کرد	ستد جام بر دستِ بخشنده کرد
نہانِ جہاں آشکارا بدید	جہاں ادر و بے مدار ابدید
بے راز پنہانش گشت آشکار	بے حل شدش مثلِ وزگا
کز آنساں عجب یادگار گزشت	بے یاد آن شاہ در دل نگاشت
کز نیز ماندنش نے بہر	دلش خواست از رے پوشیدہ
فرد رختِ این قصہ بازیرکاں	چو گوہر بروں آمد از تیرکاں
چو کردم من این جام بے بادہ نوشا	کز ان در بینی کہ دارم بہوش
دریں جامِ خشنده دیدم تمام	نہاں ہے این جامِ آئینہ فام
براں جام و سازندہ جام نیز	در دے دمیدم ز جانِ عزیز
بزرگی ز مہ تابا ہی مراست	کنون کاں ہمہ بادشاہی مرہت
نہ کیخسرو آن شہت ہرگز نہ جم	حکیموں کہ من درم از پیشِ دم
نشانے ماندن من یادگار	چرا باید خسر کہ در روزگار

کمن کنجے داشت ناکاشته ز بہر جنس روز را داشته
 بیاریکی از شاخ بر کردہ ساز کہ از کنجش کس نہ انست با
 بہاں کفے داد کیں کن بکار دے تار سد قمے خوشگوار
 ہنرمند کردش چو در کام جاے نشد حیرہ دندان پولاد خاے
 ہر دے برد آں خوردہ دبارت کہ ایں کنجدا ز کشت زار کہ سرت
 بگفتش نیوشندہ بختہ کار کز اں کشت کا مد بر بخت بہار
 ہنر پر دہاں کز ہنرے پرند یکے از یکے در ہنر برتر اند

داستان دواتی کہ خداوندان مرونی از برے
 حال استقبال وضع کردند بنی براگہ اسم ایشان راں
 فعل در حرف تانہ و ذکر مصنوعاتیکہ اسکند بالہام
 الہی قوت طبعی صنعت یا صنایع خراع کردہ و باشار
 او بر قانون حکمت تمام گشتہ و مناظرہ چیناں و رومیاں
 کہ در نظر او بود قصہ سطرلاب کہ در آفتاب گردش

۱- ق: ۱- روزش آراستہ ۳- س: ۱- دگر- ۵- س: ۱- ہر دے کرد
 ۶- س: ۱- کہ مردان کہ گوے ہنرے برند- ۷- س: ۱- بہتر

از اں بہرہ کو دہت اندر سپھر
 براست نین ساں تر از مے ہر
 بر ایں گونہ ایں با جہرار اکہ ہست
 کند ہر کسے بر کسے باز بہت
 تحقیق چوں کردہ شد با جہت
 درستی شدش ہم ز رسطو دست
 غرض سالما خسر و کار سنج
 بکار رسطو لاب مے برد رنج
 ۵ کہ ما ہم بر آئین پیشینہ جام
 بفرہنگِ فرزانہ گرد تمام
 بخورشید سنجی چنان کمرشید
 کہ در تقبہ خورشید را بر کشید
 سما کو چو بر گیس تاب داد
 بُد آں عنکبوتِ رسطو لاب زاد
 از اں تنگ سوراخ بنیش فرو
 شدش از خورشید روشن چو رُو
 ز آگاہی آں چنان راز ہا
 ہوس بش گشتش در آں ساز ہا
 ۱۰ شنیدم ز گویندہ راست گوی
 کہ در چند گہ شاہِ فرزانہ خوی
 نشستے بفرزانگی با مہاں
 مثالی بر آراستی در نماں
 چو گشتی نموداری آراستہ
 شدی پردہ از پیش بر خاستہ
 در آں پیکر از پیکر آراے خویش
 عمل یافتی در عمل ہائے خویش
 ازین ساں بے ساز ہا کرد اسآ
 بنرخ اندک و در عمل بقیاس
 ۱۵ نشانما کہ امر دز ازاں مکرنت
 تر از وی فکیلِ کیاں گزست
 ہمیں رنجیت در طاس ساغر زلال
 ہمیں کو فت بر پنج نوبت دوا

زمیں بوس داندروشن دلاں
 نمودند کائے قبلہ مقبلاں
 چہ فرمود شاہ کفایت شناس
 کہ آں بر کفایت مکر دیم اساس
 ہر آں فن کہ محنت دار مردم بود
 نہ مردم بویم از ما گم بود
 بر آں گفتہ با ہم شستند را
 کہ تا او کند آنچه جویندہ خواست
 ہمہ فیلسوفان حشر پیشہ
 نہادند رے اندر اندیشہ
 ہمہ کس در آں از پوشیدہ حشر
 باندیش می کرد جبے شکر ف
 چو ہر کس مثلے زہر باب ساخت
 ارسطوے انا صطربا ساخت
 بیونانی اصطر تراز و بود
 دگر معنیم باز پرسی زلاب
 چو ایں نامہ باشد بہ پیوند راست
 پس آں کو مراد صطربا جبت
 دگر کار داناں راں دوری
 یکے گفت لابیست نام حکیم
 اگر چش بر اسکندر انداختند
 دگر گفت لابی کش ایں نور بود
 دگر گفت دیدم تباریخ عام
 نمودند کائے قبلہ مقبلاں
 کہ آں بر کفایت مکر دیم اساس
 نہ مردم بویم از ما گم بود
 کہ تا او کند آنچه جویندہ خواست
 نہادند رے اندر اندیشہ
 باندیش می کرد جبے شکر ف
 ارسطوے انا صطربا ساخت
 کہ در سکہ عدل سازا بود
 بود ہم بگفتار روم آفتاب
 بترکیب موزوں صطربا ساخت
 ترازوے خورشید باشد در دست
 دگر گوں نمودند نام آوری
 کہ او ساخت ایں پیکر مستقیم
 دلی پیش از اسکندر شختند
 ارسطوے فرزانه را پور بود
 کہ شد پورا دیریں الابیام

زہر ماجرا ہے چو بگزشت کار
 بھنٹ گریہ در آمد شمار
 زکار آزمانیان نو تائمن
 بھی گفت ہر کار نے سخن
 چو گفتند کس نہ ہو نہ چیز
 سخن گفت ارسطوے اندہ نیز
 کہ صنعت گر چند باریک ہیں
 بروم آمدست اندر اقصای ہیں
 ہ از اں جا کہ شد دعوی کا رشاں
 بدون ست اندازہ گفتا رشاں
 در ایوان شاں خواند باید برار
 کہ بر مان دعوی نمایند باز
 ملک گفت تا پیش خواند شاں
 تبرقیب صنعت نشانند شاں
 فرستادہ ملک د از بار گاہ
 سبک حاضر آورد شاں پیش شاہ
 طلب کرد ز ایشان شہنشاہ ہر
 کہ بیرون ہند انچہ دارند بہر
 ۱۰ ہماں نقش بندان انش پسند
 شدند از مرہ خاک ر نقش بند
 پس آنکہ کشادند کیس زباں
 کہ جاوید باد اسیر سرداں
 ہمیشہ جہاں زیر سرمانش باد
 ز شمع خرد نور در جانش باد
 ہنر مشہد چندیانی خیال
 ز چیں آید سیم صنعت سگال
 کہ تمثال حسنی چاں بر کشیم
 کہ بر حرف رومی تسلیم در کشیم
 ۱۵ کے آید ز رومی نمودار ما
 کہ گم گردد اندیشہ در کار ما
 ہراں نقش کز خامہ شد رو نما
 بدیوار ایوان بخشید زجاے

چو بنیادِ نوبت سکندر نہاد
 سہ از فے شد و پنج سحر نہاد
 ماند اینک از چرخ گردشِ ناع
 سہ و پنج شاں در سپنجی سرے
 سر پر دہ خمیہ از گاہِ جم
 زگر گیسندہ بود و پلنگی نہ ہم
 ازاں بختا کر پے عام ساخت
 ہمد سازاں اہم از جام ساخت
 ز فرہنگِ آں خسرو دم و زنگ
 بدل شد بکر پاسِ چرمِ پلنگ
 ہر آلت کہ بیش ست سوشِ نیا
 بدورانِ او بشتر یافت ساز
 نمطہاے شاہے کہ جاوید ماند
 ز آرائشِ اے جمشید ماند
 ز اسکندر آں ماند در روزگار
 کہ در حاجت و حکمت آید بکار
 ز بس کو فرود شد بے بیشہ
 خبر یافت ہر چاکب اندیشہ
 ہنر پیشہ مردم غرہ چار سو
 بسوے ہنر جو نہادند روے
 ہنر پیش می برد ہر کار سنج
 باندانِ کار می یافت گنج
 بفرخندہ روزی حنہ و دینج
 بفرخندگی بود بختِ علاج
 بزرگاں کمردر کمر یافتہ
 مسلسل چو پنجبیر زر یافتہ
 بہ کرسی نشستہ قوی پایگاں
 گراں کردہ جائے گراں مانگاں
 ندیمانِ دانش سخن کردہ ساز
 حکیمانِ ز حکمت بیاں کردہ راز
 ز ہر موہنمندی و دانشورے
 ہی رفت گفتاے از ہر ورے

چو شد حجت ہر دو دعوی تمام
 شہ کار داں بہر آن با حجت
 صنم خانہ دید خاطر فریب
 نگاہے بصد رنگ چوں نو بہار
 ہ بے و میاں استایش نمود
 چو در شد بہ ایوان سنش گشت
 ہمہ رے دیوار دید آہنی
 دران دشنی عکس دیدار ہا
 اگر پس نظر کرد و گر پیش دید
 ۱۰ جہت ہائے ایوان صورت پذیر
 کسے کو ہمراہی شاہ بود
 براں ساں کہ جنید ہر کس جاعے
 چو شد شہ دران عقب نظر رگی
 بہر سو کہ نظارہ در گرفت
 ۱۵ چو کم دیدہ بود آئینہ پیش ازان
 بر سپید کیں ساز آہن داسے
 سپر ز بند بر دست حاکم زمام
 بایوان دومی در آمد تخت
 رہوہ زار رنگ مانی سگیب
 خیالے بصد نقش چوں وزگار
 پس انگہ ہمہ پسینی گرایش نمود
 چہ بنید کہ خود تاب دیدن شدت
 سر اسر ز دود بصد روشنی
 نمودہ چو صورت بدیوار ہا
 بہر جانے سپیکر خوش دید
 دران بے نظیری نبودش نظیر
 بہر جانیالیش ہمراہ بود
 نمودار او بود جنبش نمائے
 شگفتی فرو ماند کیبارگی
 نیارست از ان بانظر برگرفت
 بدید آن شد دست حیرت گزناں
 نخست از پہ ساں شد بچیں و نمائے

دلی نقشِ ماکان از خامه رست
 بسیر و سکون ست چون ما درست
 مُقابل بود جملہ را و بروے
 مشابہ بود با ہمہ موبہوے
 کند ہر چہ در پیشِ ویش کند
 دہشت اگر شست سوش کند
 چنان مِشیت آید کہ پیشِ شیش
 دہشت اگر شست سوش کند
 ہماں نماید کہ ہماں مِش
 کہ بے جاں چنہا تو اند نمود
 ہ ازیناں خیالے کہ داند نمود
 نیاند اگر چند جویند چند
 بروم اندر ان نقش و نشاند
 شگفت آمدین باہر شاہ را
 ز ہر جے پیکر نگارے بروم
 بفرمود خاصانِ در گاہ را
 چنان در ہر نقش مینی کند
 رسیدنِ شہ از ہمہ مرزوم
 نگارندگان جملہ با ساز و رخت
 کہ ہر کس بجائے کند کار گاہ
 اشارت چنان آمد از بار گاہ
 کند رومی از نقشِ نو خاستہ
 جُدا گانہ ایوانے آراستہ
 بہ چینی ہم ایوانِ دیگر دہند
 کہ باختم سازش برابر ہند
 وکیلانِ ایوان نمودند جے
 دوار زنگ را در دایوانِ سحر
 ۱۵ گرفتند ہر قوم با ساز و خویش
 در ایوانِ خود پردہ را ز خویش
 خیالے کہ مردم ہنر پیشہ داشت
 ہی بہت از ان سال کہ اندیشہ داشت

چو مارا بدین جانب آمد حباب
 نمودند در کشتی ماشتاب
 رسید پیرامن ما سر از
 چو مجھے کہ در کشتی اقتد ز آب
 بانبوه در ما در آوختند
 گرفتند و خستند و خستند
 باز مینہ می کشیدیم بار
 بیاد اش سر حمله بگذاشتیم
 کسانیکہ کردند زور آوری
 سپردند کالاد سر سر سی
 کشتی ماز زنجیر گاہ
 کنوں ماؤ زنجیر دہلیز شاہ
 متاع کہ دزدان ما بردہ اند
 نہ از ما کہ از بادشاہ بردہ اند
 چو شمشیر بحر و بیاباں بود
 بتاراج ما بر کہ تاواں بود
 چو تو پاسبانے وغارت چنیں
 جہاں چوں پذیرد عمارت چنیں
 چو تاراج گشت اشتر سارباں
 چہ سود از توانائی کارباں
 اگر داد ما دادشہ ورنہ پیش
 ستانیم داد از خداوند خویش
 سکندر چو بشنید فرماؤ شاں
 فروشد باندیشہ داؤ شاں
 بخود گفت کائے بہ بیکاہ و گاہ
 پناہندہ را شاہ باید پناہ
 اگر چارہ شاں من نہ سازم برا
 دگر کمیت بیچارہ را چارہ سا
 بود واجب افتادہ را یارے
 ولی دار دایں کار دشوارے

۲۔ در کشتن ۱۔ ۴۔ ق ۲۔ کہ بار زمین۔ ۱۱۔ ق ۲۔ اشتر از کاواں ایضاً۔ ق ۲۔ پاسباں۔ ایضاً۔ ق ۲۔ بکار
 ۱۴۔ ق ۲۔ باشد

ہنر پروراں پاسخ آرہے تہند
 اساس ہنر ہر آں شد نخست
 از اں جابر دست گاہی تہست
 خروچ ب صاحب کلاہاں رسید
 ۵ سکندر چو بشنید کرد آفریں
 دریں صورت آئینہ در مرز بوم
 سخن کز دوستی بشرح اندرست
 ولیکن سکندر دریں داری
 نگارندہ ز اں گونہ بہت ایں نگا
 ۱۰ دل آزر دہ چند تار اراج راہ
 نمودند کے خسرو نام جوے
 گر ہے ز گرمی چو بادِ سموم
 جزیرہ کہ خواند قبرس بنام
 از اں جا بکشتی نشیند تہند
 ۱۵ پیایے بصد گونہ زشتی کنند
 ہزار از فرزند ست در اندکے
 کہ آں زیر کاں کیں ہنر خواہند
 کہ رے کز لقاوہ گرد دست
 عروسانِ حسین اشد افزا ز دست
 ز دست عروسانِ بشاہاں رسید
 چہ بر چیں چہ بر کارِ سنجان چیں
 ز چیں گشت صورت نامے بوم
 اساسش ز خاقان نہ ز اسکندرست
 بشانِ دگر یافت نام آوری
 کہ شہرِ برونے براوزنگاہ
 رسیدند پویندہ در بار گاہ
 نفیر از فرخانِ بیداد خوے
 بر آورد آتش ز دریائے روم
 شد ایں قوم بے عاقبت اہم
 بدنبالِ شاہِ بادر پوینہ کند
 و ز اں گونہ تار اراج کشتی کنند
 سلامت بسا عل نیاید یکے

باہے کشید میسے لبند
 منارہ چو اندر ہو اس کشید
 کہ در چشمِ انجم رساند گزند
 شہ آئینہ را بر سرش بر کشید
 در اں سطحِ روشن کہ برگشت
 بے عکس گیتی پدیدار گشت
 نمودند رو عکس دریا ز پیش
 ہ خبریرہ کہ بہست آں زمینِ فرنگ
 بفرمود صد کشتی انگہ شگرف
 چو جنبش کند مردِ قبرس نجاب
 بکشتی بود بدستِ ساخته
 براں اہکیراں زنند از کمین
 ۱۰ برینگونہ چون چپد کہ تا خند
 رہ امین شد از دزدِ بیداد
 چو انصافِ شہ زد بدریا رقم
 ہماں آں منارہ بے روزگار
 ۱۵ چو دورِ سکندر بپایاں رسید
 ہماں رسمِ پیشین نگہ داشتند
 کہ در چشمِ انجم رساند گزند
 شہ آئینہ را بر سرش بر کشید
 بے عکس گیتی پدیدار گشت
 باندا زہ شصت فرسنگ بیش
 نمایندہ گشت اندر آں آبِ ننگ
 کہ باشد میاں دریاے ژرف
 شود عکس از آئینہ پیکرِ نماے
 نشانندہ ز اں سوے پر ختہ
 بدریا بشویند از ایشان میں
 براں ہر نماں حسنِ نئی خند
 خراماں شدہ راہرو بے گزند
 سفینہ نہ گشت اتر از باد ہم
 شد از کشتی نوح بے بیم تر
 ہماں آئینہ نینر بر عکسِ کا
 جہاں برد گر کہ حنایاں سید
 بد اں آئینہ پاسِ ہ داشتند

گر ایں پو یہ بودے بھراؤ کوہ
 زمین گشتے از بارِ شکر ستوہ
 چو نتوان بدریا فرس تا خستن
 بپاید دگر چارہِ حسن
 مرادیر یا زست تا در دل است
 اساسے کہ ترتیب آں مشکل است
 ہاں گو نہ کا نہ سطرلاب ہا
 تو اُن دید افلاک را باب ہا
 ہمازیم شکلے دگر تا بناک
 کہ سنیم از ورا ز دریا و خاک
 شبے چند با فیلسوفانِ عمد
 بیاگیرشش تازہ می کرد جہد
 چو با خود خیالے گرفتند راست
 خیال آشکارا شد و پردہِ حجاب
 بفرمود شہ تا خداوند راے
 ہم آہن ساند ہم آہن زدائے
 چو سرمایہ کار شد ساختہ
 شد اندیشہ کار پر دختہ
 ۱۰ نمونہ کہ از چنیاں دیدہ بود
 بدانا نمود آنچہ بچہ چیدہ بود
 ہاں سہونی کہ فرمود شاہ
 نمونہ نہادند در کار گاہ
 تبدیری شکلے بر دختہ
 دہ اندردہ اُمیہ خستند
 طلسمے در آئینہ کردند ساز
 کہ روشن توان دید راہ دراز
 چو شد بد کرد روشنائی و تاب
 درخشاں شد آئینہ چون آفتاب
 ۱۵ بفرمود بر سطرلاب روم
 منارہ بر آرد چون شکلِ موم
 دویدند معماری و بنا بکار
 ز بنیاد گیتی بر آمد غبار

دعوش پوشی

خوشا گر گرم درماہ دے
ہم از تاب آتش ہم از تابِ دے
مے روشن دساتی چوں شکر
بریشم زنِ سادہ زانِ خوشتر
کبابی و نقلے و مسخوابہ
کہ جانے ستاند بہر لایہ
۵ کسے کس تمناش ہمہ بود
اگریش ازین جوید ابلہ بود
مشو ابلہ اے مردِ عشرت پسند
ز عشرت دے چند شو بہر مند
کبک گیر جامِ درفشندہ را
در و ریزیا قوتِ رخشندہ را
در آمد زمستان و شد تیرماہ
گرفتند ہر کس کنجے پناہ
دے آمد بدیوانگی چوں بہار
گست آب زنجیر و جوہار
۱۰ کفِ برستم کماں گشت باز
خزاں کرد بازوے بہمنِ راز
چناں آہباجاں نو از نگشت
کہ چوں الہ فداں گداز نگشت
بجوئے رواں دے چہ تعلیم کرد
کہ سیابِ لرزندہ را سیم کرد
حصاری شدہ ماہیاں زیرِ رود
بقعر زمین رفتہ راں فرود
گر ز زندہ شد مرغ از اں بوستان
ز سوے خراساں بہندستان
۱۵ بدشت آہو دوشِ مسکین شد
بخانہ زنِ مردِ پشیمین شد
نقک بر نقک جہہ گستاں
دشق بر دشق شقہ مہستاں

فرخخانِ حسن زبچارگی فروماندہ گشتند یک بارگی
 نہانی بر آئینہ داراں شدند بر آئین آئینہ داراں شدند
 چو شد دزد با پاسباناں یکے نماز اندر آئینہ بردن شکے
 شبے بر منارہ شدند از شتاب کشاوند و انداختنش در آب
 ہماں شور و ریاز سر تازہ گشت ہماں ہرنی بیش ز اندازہ گشت
 از اں پس چنان کاروانے سخت کہ داند چناں پیکرے کرد دست
 زمانہ کہ دزدیت کبریہا بے دید از نیکو نہ آئینہا
 بیاساقیا ز اں مے دلنواز دل آئینہ من آئینہ ساز
 مے صاف کاغذ چو مارا بہ تن تو اں دید جان اشکارا بہ تن
 ۱۰ بیامطر بنغمے خوش بر آں ہزارے یکے قول دکش بر آں
 بز ن زان باں اہ بالی رنگ کہ شد راہزن ہچو تیغِ فرنگ

صفت دے دیوانہ و آہنی گشتن زنجیر آب و بستہ شدن
 چشمہ از جنبش و ذکر روز بازار و خورد گری ہماں
 ۱۵ آتش و شور خلق و رمونہ و سوزن شدن مے برن
 پیراہناں گرم شدن پشت پوتیں لوشاں و تحریص

یکے منقل زرب آتش کند
 یکے با حریفان شود تو شہ گیر
 خورند کہ در بند خوش خوردن است
 نہ عشرت چنین مایہ داراں کند
 ہ گدائے درگوشہ دُردی کشت
 چہ فرخ شد آں مرد عشرت پسند
 بہ بسیار جوئی مشویشیں
 چو جو بصد کوشش آری بچنگ
 چو جو بشمرد آسیاباں در آس
 ۱۰ چو از نوک سوزن کند تشنہ چاہ
 چو کم را بخوردی بامیدیش
 یکے بہر سبکا زناں روزہ
 یکے ہم بچاشاک جانوش کند
 یکے بانگاہے بود گوشہ گیر
 نہ از بیش و کم در خوشی کردن است
 کہ نعمت بے بدل یاں کند
 بہمستی چوں خوفے ہم خست
 کہ از ہر چہ دارد شود بہرہ مند
 بکم خو کن بے غمی پیشیں
 فراخی کجا مینی از خوئے تنگ
 علف کے رسد تا بہ را از خراں
 بجاں کند نش مردہ باید براہ
 کت نیز ترسم گر نیز پیش
 چو ناخو رہ شد یک سبکا شکت

حکایت سکے کہ گرفتہ را بر امید نا گرفتہ بگزاشت

۱۵ سگ پیر، مرد اے اندر مہن
 مگر ہائے دیدختہ ز جوئے
 ہمیں بر لبِ حے شد پویہ زن
 تپیدہ برے زمیں سولہوے

جگر شیم شیم سر ما کہ چون
 ہمہ کس ز مویں نہ تن کردیم
 ز نوے شدہ برد پایندہ تر
 بر آں کس کہ باد مخالف زید
 ۵ ز باد مقام کش کینہ کش
 بر نہ تن آں از تن پوشش کم
 شب آں کو ندارد ز پوشش فراغ
 فرومایہ لرزندہ چوں بید میں
 چو چشم خساں روز کوتاہ باز
 ۱۰ شب از کوتاہی مرغ بے بال بود
 بر آتش ہمہ خلق ہنگامہ دار
 دریں موسم آں شمار آدمی
 بمقدار سرمایہ خوشتن
 یکے لعل روشن نشاند بجام
 ۱۵ یکے گوشہ آرد برود و رباب
 یکے ترہ و مرغ برخواں نند
 خرد شیر در چرم رو بہ دروں
 گلیمینہ را گشت بازار گرم
 پلاس از کتاں ہا خوش آئندہ تر
 مثل گرچہ کویہ است در موخرید
 مقام دواں دست کردہ کش
 دروں رفتہ انود درون شکم
 طلب کے و خورشید اور چراغ
 ہمہ جای کے پوشش خرید میں
 چو سوداے زرد و ستاں شب راز
 کنوں لہ گشت آں کہ اوجاں
 چو مرغان بتاں بے گل بے قرا
 کہ کالے ندارد دجسہ خرمی
 نند در طرب پایہ خوشتن
 یکے در سفال افگند در خام
 یکے بر لب و د نوشد شراب
 یکے ترہ و ترب بر نماں نند

بریشم نہاں در سر دآمدند
 چنان یرو بالاشد آواز زیر
 پری پیکران ترغم سرے
 ہر زخمہ راہ صبحاں زدند
 ہ خرامندہ شد ساقی انجن
 قح د ا د بر زندگانی برات
 دران وز ازین سپنج دولا گبند
 بکا فور پچاں شدہ قرص مہر
 بفرمود شاہ آتش افروختن
 ۱۰ فرو زندہ شد گوہر تاباک
 گل انگیز شد شعلہ چون بہار
 عجب میوہ رستہ از چوب ز
 ہم از شعلہ نعمت پری راگلاں
 ز لطف نہاں میزبان ہمہ
 ۱۵ بہر خانہ شمع مشعل فروز

در آزدون تار رود آمدند
 کہ از مرغ و ماہی برآمد نفیسہ
 ہر زخمہ شدند از درون لُبابے
 بہر غمزہ در سینہ پکیاں زدند
 چو کبک دری در میان چمن
 صراحی سخن گفت ز آب حیات
 ہولے نہاں زندگی بود سرد
 ہی کرد کا فور بار ی سپہر
 خطب چوں دل دشمنان سوختن
 چو خورشید کو سر بر آرد خاک
 ز خوبی بر آورد گلنار نار
 کہ ہم میوہ خوانی و ہم میوہ پز
 ہم از دو دغا ز ہمسایگان
 ز بانٹ صلا گوے خوان ہمہ
 کہ مشعل مشعل فروز کہ خانیو

۱- سس :- رقیبان باور :- ۷ - ق :- بادورمہ - ۸ - سس :- بنیری - ۱۰ - ق :- گشت آتش
 ۱۱ - سس :- گھماتے - ۱۵ - سس :- شعلہ

رہا کرد مردار و شد در شتاب
چو آن جاشد افتاد ماہی در آب
چو باز آمد و دیدہ واپس گشت
غلیب از برد آنچہ واپس گزاشت
بخور کم میا از پے بیش را
غنیمت شمار آں کم خویش را

مردے نمودن سکندر در عیش و عشرت و بشارت
حاجت نقدائے عین بر میل مئے و نعمت اہل الصبات
وز مرء خلافت ادن و بفقہ نارد ز مار با مخلصان چانی
مشغول شدن از مہوۃ النار لنا فاکتہ فی اشتا
"مژہ نارد اں نارد بر آشتن و تیرگی کش معان ازل با
آتش روشن گردانیدن دایے لشکر ابکشتن آتش
ز رشتیاں و اں گردن

ز آتش فروزان بازنند و زنند
روایت چنین می کند ہوشمند
۱۵ کہ رونے سکندر در ایام مے
نشاط بر آراست از مرغ مے
نشتند فرمانروایان دہر
کہ از خرمی باز یابند بہر

ز عنصرت جلیه برتر زده
 بدین اول علم بر زده
 مهین گوهری روشن اجزاشد
 گهر کو محیط رسیده
 سواد سیه نامه چند از و
 سیر روی زند و پازند از و
 مغش در خدای فرو زنده کرد
 خدای که خود گشت و خود زنده کرد
 ۵ برین همش در پرتش فروخت
 که فرجام از دوزخی گشت خست
 بر اہم را گشت بستان نور
 شد لاله موسی از کوہ طور
 چنیں کمنہ نورے بنو گوہری
 شدہ مجلس منور ز اسکندی
 سکندرز داندگان باز جبت
 کہ ایں آخیشج فرو زنده چیت
 کہ چون گشت بازار آتش درست
 ۱۰ بنیاد ایں جوہر تبار
 کہ از آب میرد ز خاشاک لبت
 چہ واجب کند کا بلے چند خام
 بجز بختن و سوختن هیچ کار
 چہ باید پرستیدن آن ابد
 برندش معبودی خویش نام
 مرا کا نیزد از بہر آن ادیتغ
 کہ مردم خودش گشت و خود زنده کرد
 براغم کہ در آذر آ بادگان
 کہ خورشید حق را بنوشتم بہ منغ
 ۱۵ کہ باہنیر بد زیر دستی کند
 چہ باید ایں رسم منغ را دگان
 گبر اہی آتش پرستی کند
 سیردہ عنان موبدے چند را
 کہ خورشی بدی را بنوشتم بہ منغ
 گزفتہ مکف زند و پازند را

پرندہ کز درخت بر تابان
 زکالے کہ درے درختاں شدہ
 دلش سوختہ لیک بزولشتن
 سیہ بود۔ لعل بدخشاں شدہ
 معے بر شے پر تو انداختہ
 زتابی کز آئین خویش آیدش
 اگر گشتہ شد در فرو زندہ گشت
 بلند افسرے کز خشاں ذریت
 نماندے زندہ بے آب کس
 فرو میرد از آب بیجاں بود
 مرا غم بروغن کف جان او
 از رنگ ز آہن بر آورد سر
 دبدل یاقوت کاں پدید
 زخارا و آہن شدہ گرم خیز
 گے از دخالے سحابے کند
 سرفرازے از تبریں دودماں
 ۱۵ ز گرمی کرہ در ہوا تاختہ
 کرہ کز گرمی شدہ بادہ پیے
 دلش سوختہ لیک بزولشتن
 سیہ بود۔ لعل بدخشاں شدہ
 سیہ رے را سمنخ رو ساختہ
 کند سچو خود ہر چہ پیش آیدش
 بمرد از دم و ہم دم زندہ گشت
 زباںے بمرد و ہم از باد ذریت
 مگر او۔ کہ مرگش در آب ست و
 و گر خود مثل آب حیواں بود
 کہ روغن بود آب حیوان او
 چو از سنگ یاقوت وز آہن گہ
 تنش جملہ جان چو جان ناپید
 دروں رفتہ ہر دوز آہنگین
 گے از دژہ آفتابے کند
 کلاہ دخالے بردہ بر آسماں
 ہوارا در آغوشن جاختہ
 ز جولاں برے ہوا کردہ جلے

چو زنده بہ آتش در خوش دُ
 ولیکن فرو سوز رختِ مغاں
 شہ از رے پاکاں دُ آزادگاں
 بفرمود مغ را بنا برکنند
 ہ بسوزند ناموس پاژند و ژند
 پس آبے بر آتش فشانند ز دُ
 دویند فرماں پذیراں بر پیش
 زدند آتشی در ہر آشکہ
 در آں آتشی تند کا فروختند
 ۱۰ در آتش چیاں سوخت آں قوم خس
 فشانند آں خاکماے خراب
 ز زرتشتیاں کس نماند آشکار
 رہائی ندیند آں دیگر اں
 ہمہ خلقِ عمد اندراں جستجوے
 ۱۵ چیاں سکہ رستی شد تمام
 بیاساقی آں بادۂ خوشگوار
 ہم از راہ آتش در آتش دُ
 کہ تا خود کنند از بت خود قفاں
 شد از روم در آذر آبادگاں
 بہر خانہ آتش آتش زنند
 کشایند ز تار ہا را ز بت بند
 زکانون آتش بر آزند دُود
 بدستوری کار فرمای خوش
 کہ گردوں شد از دُود آتش دُود
 مغ و ہنیر بد را ہی سوختند
 کہ خاکسترے ماند از ایشان بس
 ز طوفان آتش بدریے آب
 مگر در بیابان و در کوہ سار
 جز از راہ نیکاں و پغیمب ال
 بہ ایند پرستی نہادند رے
 کہ کس کیش کثر اندانست نام
 کہ تا اندہ و عنم نہم بر کنار

شنیدم کہ آتش در آتشکدہ
 چنان زندہ ماندہ است آتش دہاں
 سمندر کز آتش بود بچہ زائے
 براغم کہ آن جانب آرم شباب
 ۵ نہایم بہ آتشکدہ سوختن
 سرِ سیرید دیکِ مبطعِ کلسم
 بسوزد دلِ مرغِ ہم از دودِ او
 بیاسخِ بُزرگانِ پاکیزہ کیش
 نمودند کاسے اور روزگار
 ۱۰ درست ست کالِ قومِ ناہوشمند
 نہ از راہِ بنیشِ نظرِ کردہ اند
 زنوے و تابے کہ آتش نمود
 ندانند کس چوں پرستد کے
 دو قوم اند کز چشمِ کوتاہیں
 ۱۵ مرغِ دبرِ ہمیں کیں و راشدِ صواب
 بہر دو ترانیتِ حاجت گزار
 ہم از عہدِ زرتشتیاں شد زندہ
 کہ یکدم نہ مردہ ہست تا میں زماں
 تو ان یافت زماں آتشِ دیرپا
 فشانم بر آں نارِ دیرین آب
 کہ آتشِ نہیں باید افر و خن
 بر آں دوزخی خانہ دوزخِ کُسم
 بسوزانمش ہم ز مبعودِ او
 سرِ بندگی را خفا و ندیش
 بہر داشت دولت آموزگار
 نذار دزدانِ شہِ اے بلند
 کہ نظارہ از چشمِ سرِ کردہ اند
 نمودند در پیشِ آتشِ سجود
 کہ او زندہ گرد دچوبِ دُخے
 بخورشید و آتش شدہ راہیں
 پرستیدن آتش و آفتاب
 کہ او سوزشِ خویشِ خود کرمان

در آگاہی خود ز نوتا کُسن
 نگوید زت نونِ دانندگی
 ادبِ انگمدار داند ر سخن
 سخن جُز باند از هُ بندگی
 بسا نتماں که از خجے خام
 بدستِ ہوس باز داده عنای
 ہ کہ اثباتِ کلی بقولِ حکیم
 گئے در طبعی طبیعت کشائے
 کے را کہ چشمِ خرویش نیست
 دے چوں سخن در آہی فتاد
 چوزیں در کند فلسفے مکث است
 ۱۰ چہ ابلہ کے کا ندیں نہ حجب
 چہ نازی براں علمِ ماسود مند
 چو حقیقہ بدل ز حسن زار دتباہ
 مبین رنگِ پیرایہ خویش را
 چو طائوس شو پیکر آرائے خویش
 ۱۵ باندیشہ باید سخن گسترید
 سخن کز شریعت نویسد برات
 خور و زین نمطہائے رنگیں زیب
 کہ پیدا اگر ز دست و پناں گزند
 چہ مبنی رُخِ سُرخ و حالِ سیاہ
 شناسندہ شو مایہ خویش را
 ولیکن فراموش کن پائے خویش
 کزین پر بر افلاک تہواں پرید
 دمِ خوب تاشی زندہ تاحیات

بیاساقیا ارغانی شراب کہ محراب زرتشتیاں شذباب
 بدہ تا بمستی کنم خوابِ خوش گشتم آتشِ غمِ بد ایں آبِ خوش
 بیا مطرب آں جفتہ کز یک فغان کند ز اہاں را بکوئے مغاں
 چنان زن کہ آتشِ زندینہ را ز سر نو کند داغِ دیرینہ را
 نصیحت بہ اصحابِ میں کہ درِ معاشرتِ الہی
 کو بند و سر و تنِ بیدیانِ فلسفہ انیا میزند و دہراں
 را ہم بزمِ مرہ ایشان قفا زنند و بخر تر قضائے علمی
 ندانند و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمے
 چہ فتح کے کردلِ ترناک گرا ایش کند سوئے یزدانِ پاک
 بہرِ فرازی و انگندگی نہ پچید پس از رشتہ بندگی
 زیرِ ہمیز کاری بر آرد نفس کہ سرِ تہمتی این ست و بس
 بہرِ پیشہ کا پیش در شمار خدا را نکردد فراموش کار
 اگر ششم پیش آید و گرواخت شناسد ز جائے کہ باید شناخت
 چو او آفریدہ شد از خاکِ باد بعبرت کند ز آفرینندہ یاد

خدا کا آدمی را جانی نہاد در و آشکارا نہانی نہاد
 چہ روشن کہ در ہر ذلی راز بہر خاطر انجام و آغاز نصیبت
 نماند شناسے پچاس نہا نہا آدمی از قیاس
 نہاند چو کس ز آدمی راز را چہ روشن کن آدمی ساز را
 ہ جہانے ست گر چہ آدمی پیچ بدروازہ کبریا ہست پیچ
 چو ہر دہ ہزار اندر رہ گمست چہ اندازہ یک دل مردمست
 ولیک ایں سفیان بے رے و ہوا دل بخور در اماند گوش
 بحر دگستلخ روی کند بکار خدا نکست کوئی کنند
 کسے را کہ سرشتہ آمد بہت لبش بر سخن مہر جاوید بہت
 ۱۰ رقم بہ کہ بر حرف ابر کشند زہیو دہ کوئی زباں در کشند
 ادب را نگہدار کز ہیچ را خدا را نہاند کسے جز خداے

حکایت الے کہ ز الے را بخداے تعالیٰ راہ نمود

یکے راز ز الان پوشیدہ حرف بنزد خدا بود کاے شکر گف
 ۱۵ خبر یافت الے ز بازار او در آمد بظنارہ کار او
 ہی کردش از چشم خواری نظر کہ تاحیبت ایں بیوہ بے خبر

ازیں ہرزہ ہم بہ کہ سچی عیاں
 کہ غنصرِ خنیں کرد و نجہ خیاں
 سخن زیں زبوناں چکوید کے
 کہ ہند عجب تر از ما بے
 چہ بندی برو مہر و آزار خویش
 کہ باشد سر اسیمہ در کار خویش
 ہونمغے خود از دامِ نجبِ مدام
 دگر مرغِ را کے رہاند ز دام
 ہ گس کو بجلا بترگشت اسیر
 کجا چوں خودے اشود و تنگیر
 طبعیے کہ پیوستہ بیمار ماند
 شاید بیا لین بیمار خواند
 سبک گیر دآں دیدہ را آب شو
 کہ دار و ستاند ز کچال کو
 بیاید سے از رشتہ چرخ تافت
 کہ چرخِ این سے رشتہ را دریافت
 چو پردہ است ز آگاہی خود سہی
 ز پردہ نشیس کے دہد آگہی
 ۱۰ چو شد پردگی پردہ باز را
 چہ دار و نجب پردہ راز را
 بسا کس کزین پردہ گفتند
 کزین پردہ تائے مکر دند باز
 بدیں قلعہ بنگر کر خود رہ است
 کہ لنگر بلند و رسن کوتہ است
 چہ فردضہ مرغ در بیضیہ زسیت
 کجا داند از بیضیہ ہیروں کہ سیت
 کسے کو دانت رازِ جہاں
 جہاں آفریںِ اچہ دانند نہاں
 ۱۵ چہ پنداری لے ابلہ تیرہ را
 کہ گنج در اندیشہ تو خدائے
 چو صانع بود در صفاتِ کمال
 چہ مصنوع را گنجد اند خیاں

دست است لشکر آمار شست سہمناک سہمی
 برایشان ندو حرب کہ دن یونانیان از تیغ کوه و رو
 تافتن و میاں از زبانہ شمشیر ایشان رسکند زدن
 و گرم شدن سکند از آتش غصہ و از سر غضب
 کوه بریدن و دریا بر آں و زخیاں و سختی

طرازندہ قصہ روم و روس	چنین بہت پیرایہ این عروس
کہ چون شد سکند را لما غمیب	زہر خن مردم رقم شمع عیب
ہمہ گمراہ ابراہاں کہ نہایت	بہ شمشیر حجت ہی کرد راست
چو زان گونه شد مردم از ہر بلا	کہ یادیں پذیرفت یا جزئیہ داد
حمایت سوے نیک ایاں گھر	بہ خنجر رہ کتر گرایاں گرفت
بہ پیرایہ رایت چو متاب کرد	سر اپردہ در پردہ آب کرد
چو گشت اندراں نہایت جاگیر	نشیندہ را کرد منہاں پذیر
ازاں حالتبندہ با کوس و پیل	رواں کرد دریاے لشکر بہ نیل
بخشم افگنی چیست کردہ میاں	ستیزندہ در خون یونانیان

بہ پُرسید از وزاںِ الا گرائے کہ ہاں اری آگاہیے از خدائے
 بگفتا کہ اے کو ز پشتِ کمن نہ پرسید کس از چو من این سخن
 کہ در ذاتِ صانع ز لفظِ چو در شد از گفتِ من جملہ آفاق پُر
 بخندید فروتِ بگریت زار بدو گفت کای غافل از تیر کار
 دلت گر نشانی زے داشتے زباں دسخن زہرہ کے داشتے
 برائے کہ کو نینِ رے گمست چہ جائے سخن گفتنِ مردمست
 پرتابِ کمرِ کنند را ستِ وانِ کیشِ خود را کہ
 بالیستہ بودند بہر اسی پیکانِ سوئے نشانہ گاہِ یونانیان
 کہ درونِ ایشانِ روز و عقدہ عقیدہ باطلِ انہار
 بکشاید پیش آمدنِ آہنِ لائے رد کردین سکاں
 بسختیِ چشم و دل و بازگشتنِ آں فرستادگانِ باز
 کند سوہاں شدنِ جبّہ شہاۃ و مازچینِ کیں و بلند
 کردنِ کنند بکمر کوہِ یونانیانِ درازدادنِ بارو

به گمراهی حلق فتویٰ بخار
 که پانیده شد گردش و زگار
 سزای این دیگر سزای گم گشت
 بخوبی و رشتی جزای گم گشت
 طلب نیست ز ایند بر ایند پست
 کند هر که هست از جهان چیت
 بنوشده را از خیال چنان
 بخود کاگی کرد مطلق عنان
 ۵ همه مردم از رای سنگین او
 یقین بست بر قول رنگین او
 ز دایک سرای درین خشت
 نه اندیش از دوزخ و نه ازشت
 زو سواس یواندین یولان
 خرامند هر یک بگام فراخ
 چو برخاست از مردم امیدیم
 کجا ماند این عصمت سلیم
 چو رفت از سر اسب کشت گام
 نه پوشش بهنجار باشد گام
 ۱۰ فلاطون چو شنید پیغام شاه
 بیاسخ شد از زیر کاں چاره خواه
 ستیزنده پیران یونان زین
 ز رومی در ابرو فکند چن
 کشادند ز اندیشه نابکار
 جواب فرستاده شهریار
 کز آنجا که بنیائی رایست
 سر آسمان رتبه پایست
 دل ما که گشت ست دانایست
 به پرسیدن کس ندارد نیاز
 ۱۵ چه محتاج بنمیب دیگریم
 که ما بر سر خویش بنمیبیم
 چراغی بخوید لطف نگاه ما
 خرد بس بود مشعل راه ما

خبر داشت کاش تبتِ ناسپاس زیزداں ندارند دردِ دلِ ہراس
 بہ گستاخ گوئی زباں کردہ باز کہ مارا کلیدے ست برگنج راز
 بہ نزدیکِ شاں فیلسوفِ کہن نکو تر بزمِ بے در سخن
 پیامِ آوے راز کارِ انگماں رواں کرد نزدیکِ آں گمراں
 ۵ پیامے کہ دیں اڑائی دہد برائینِ پاکاں گوانی دہد
 بدو گفت تا باز گوید درست کہ باید خیالِ کثر از سینہ شست
 فرستندہ راست نہ گزاشت فرستادہ راست گو دشتن
 کے را کہ سوئے ہائی ست را ہم از تیغِ من ہم ز خیمِ خدا
 شود بہرہ مند از نشانِ صفا بہرہ زندہ حسیںِ اتفا
 ۱۰ بدینِ حسیفی گرایش کند خدا را بدیں رہ نایش کند
 نشاندہ سرِ فلسفے بر سناں ز معلولِ علت تا بعد سناں
 درین دہ نباشد کثر اندیش را سزا بندی اندیشِ خوش را
 فرستادہ شاہ برداشتِ اہ بہ یونانِ سانیہ پینامِ شاہ
 مرے بود شاںِ افلاطونِ نام شدہ بختِ کار اندازِ کارِ خام
 ۱۵ ز بہیودہ گویاں زباں یافتہ ز فرہنگِ فرماں غماں یافتہ
 نگارندہ در سینہ بے ہراس خطی عورناسِ پری مہ لباس

جهاندار از ایاں پاسخ تلخ و دام
 به تندی فرو ریخت تلخی ز کام
 بفرمود تا فوج از قلب خاص
 کند بسته بر خصم راه خلاص
 چنان شکر اندر حیل او فدا
 که خوشتر گز ایل نیل و فدا
 بفرمان منمده تاج و تخت
 بزرگان بکشتی کشیدند رخت
 ۵ ز مردان کوشنده کار زار
 گذار شد از نیل خیم هزار
 خدنگ افکنان که هنگام جنگ
 نشانند سو فار و محنت زنگ
 کمر بسته و ترکش آراسته
 چو شیران بصید افگنی هسته
 به تیزی چو در کو مبار آمدند
 بدامن کسار حنار آمدند
 بهر سو سوائے ز من زانگی
 ہی شد بمردی و مردانگی
 ۱۰ ہی آمد از کوه بے سنگ زیر
 فرو جتن از چار و ناچار بود
 بکوہ گراں سنگ می شد دلیر
 پیاده بھر فوج کوه و سنگ
 کہ ره بر شتابنده دشوار بود
 ہی تاختند از کین چو تلنگ
 ہماں کو ہیاں نیز از آہنگ تیز
 ستادند کینہ گاہ ستیز
 نکردند سستی در آن کا سخت
 فشر دند در سنگ پلچون رخت
 ۱۵ چو مور و تلخ گشتہ پر شور و شر
 ز مور و تلخ بلکہ انبوه تر
 طرف بر طرف بھر پیکار ہا
 کینہا بروں می زد از غار ہا

بنو حنظلہ رہ بہ یزدان بریم
 کہ سوسے فرستادگان بنکریم
 اگر نعمت بخرد مندی ست
 خردمند را چارہ خرنندی ست
 بدیں آہوار شاہ شیریں کند
 مگر آہوار سنگ لیری کند
 اگر گزری کار با جنگ نیست
 فروستی چون تے تنگ نیست
 ۵ و گر با فرد دست گیری ستیز
 چہ چارہ گریزندہ را از گریز
 چو باز و رمنداں قند اوری
 گریزندگی بہ ز زور آوری
 دریں کوہ پایہ بیاباں کم ست
 گزر گاہ کشور خدا یاں کم ست
 چگونه کند بے پسر شکرش
 کہ صدلی سراید صبا بر بش
 مرارہ بکوہ و ترا گنج زور
 کجا پیل بر کوہ پوید چو مور
 ۱۰ بہر خانہ چوں چاہ میثرن گوشت
 مگر شہ کزین سو گر آید ہی
 سکندر گراز دست گاہ چوینغ ق
 ہم آخر بکاسے ست ایں کوہار
 بکوہ افکنی راند بر سنگ تینغ
 کہ بنی کمر بستہ و تعین دار
 کلونے میں خوار کا قند براہ
 کزو چوں سر آئی بفتہ کلاہ
 ۱۵ رسانندہ کنت با صواب
 چو بشنید گفتار خود را جواب
 بدر گاہ اسکندر آمد منہ از
 شنیدہ سخن را فرد گفت باز

سران سپه اصواب آن نمود
 سپه ابرجت و لیل آمدند
 نشستند گریاں بر ابل رحیل
 گزشتند از نیل و فرستند باز
 ه بسم غ گفتند از اندوه و تاب
 سکندر که ملک سلیمان شد بود
 عجب ماند از آن سختی شتم و دل
 در اندیشه شد تا چه سازی کند
 اگر باز شکر فرستد به جنگ
 ۱۰ و اگر ترنم تاب چو آورد
 چو را می شود دل نیاید درست
 از آن جا که دانا نمی خنبرد
 که هر کار دشوار کاید به پیش
 عدو گریه نیر و نکرد در خراب
 ۱۵ پس پشت کمر این مرد بوم
 سه فرنگ باشد سطر بری سنگ
 که و امانده را باز یابند زود
 و زان چشم بدو سبیل آید
 زدند اندران سوگ جامه نیل
 سر افکنده پیش سکندر فرار
 تسمکاری مایگان بر عقاب
 همه مرغ و ماهی بفرماش بود
 که تیر سکندر شد آن جانخل
 که با گرگان بسته بازی کند
 روش مشکل ست دگر گاه تنگ
 که مور از دهار از بون آورد
 در آن دوری از خضر احسب
 به پرسنده گفت آنچه خواهش نمود
 به آسانی آید بهنجار خویش
 به نیر و دانش فرد کن در آب
 کمرهای کوه است دریای دم
 که یونانیان است در غی زنگ

نشیندہ رہ دان و آئندہ گم
 ہمی محے ورمے آویخت مرد
 دران موبوچش بے دینغ
 چناں گشت ہنگامہ رزم گرم
 ۵ سنان ردل سخت شیر است
 اہل عبرہ خون ایشان شست
 چناں مہر پشما کشت گشت
 ز باران بدیناں کہ ز دیر تیز
 ز بس خوں تو گوئی کہ کوہ بلند
 ۱۰ دور رویہ سبب تیغ دور و
 بکوشیدومی بکین ماست روز
 چہارم کہ یونانی انبوه گشت
 سپاہ سکندریا ورتاب
 یکے آن کہ در گنج غار دورہ
 ۱۵ دوم آن کہ کوشندہ رزم کش
 ز رومی سپاہ کہ ناکشتہ ماند
 بے سوبسوی کشید اسلم
 چومے کہ در یک گریچ خورد
 دو صف همچو دندان شانه تیغ
 کہ خارش از تیغ فولاد نرم
 چو الماس بکا ز راہن شست
 کہ سری در دند و اندام گشت
 کہ برے یک اشته صد شست
 ہمہ سنگ کما رشدا لہ نیز
 زد دل کان یا قوت بیرون کند
 نمی گشت یک و یہ کار دور و
 نشد چہرہ بردشمن کین تو ز
 خسانہ ترا ز سبزہ کوہ گشت
 ز فیروزی خصم شدے تاب
 بے سرزمین دوشد یکسرہ
 ازیں سوے گم گشت از آن پڑ
 سر و سینہ خستہ بہر پستہ ماند

۸- سسل پتہ تیغ تیز۔ ۱۰- مہر غیرت یکر و بہ کارار دور و۔ الفیاقی دس بیکارار دور و۔ ۱۳- مہر آئین تر

۱۳- قنہ بہرہ۔ ۱۴- مہر بہرہ

در افتاد سیلابِ ریابہ کوہ
 جہاں رجھاں موجِ طوفاں گرفت
 نامد اندراں عسرقِ طوفانیاں
 حکیم کہن بود در دور و پیش
 ۵ دیریں جہاں راز دانا کہن
 کہ سائے دُصِ پیش از انا گیر
 ز رختِ جہاں حنا نہ پرداختہ
 خدا دادہ رہ در حضورِ خودش
 شنیدہ ز غیب آنچہ باید شنید
 ۱۰ ہر آن شیشہ کہ حکمتش دھیت
 در عرقِ عادت محکم زدہ
 حکماں ز حیرانی کارا د
 چو مہنگام آن رسیدش فرا
 کہ چو من پیرازم از خانہ جائے ق
 ۱۵ چل رس بر آرنہ جائے بلند
 در آن قبہ سازندم آرام گاہ
 خروشنده شد موج دریا ستوہ
 اجل دامنِ فلیسواں گرفت
 نشانی ز یونان یونانیاں
 ز یونانیاں علم اوسود پیش
 بر آب گر رخت بیرون سخن
 بیوناں نیایش گے بود پیر
 ز برگ گیاہے خورش ساختہ
 بر افروختہ دل بنور خودش
 رسیدہ بجائے کہ باید رسید
 بنگ کرامت شکستہ دست
 جنیہائے معقول را کم زدہ
 شدہ معترف بر نمودار ا و
 سخن گفت با کاروانانِ راز
 گرایش کم سوئے دیگر سراے
 بروقبہ چوں سپہا رجمند
 بنجید کے سوئے آن خانہ راہ

کہ آن اینجار بتوان شکست
 شود آتش فتنه از آب پست
 ز سیلے کہ بر کوه ریزد توان
 شود بر سر کوه کشتی رداں
 اگر خضم را عمر فوج ست بیش
 بطوفان فوج افکند رخت خویش
 سکند رک خضر رهش دانمود
 رہ چشمه می حبت دریا نمود
 ہ بفرمود باشد سپہ تیز گام
 بدینا لہ حصن خضر اخرام
 کمر بست بر عنبر کوه افکنی
 پولا د سختی و خارا کنی
 بجای کہ شد خضر شان ہنماے
 کشا دند بازوے زور آژماے
 بتعلیم رایش بکار آمدند
 بسنگ اندر آہن گزار آمدند
 ستون ار کوہے کہ بر رُفت
 ستونے زد و بی ستونے شکافت
 ۱۰ بہر گوشہ میں پاچو فرما د چند
 بہر گوشتی جے چو فرما د کند
 بقرب سہ قلب دار اسکن
 در اں تنگنا بود حنا اشکن
 رہ سیل کردند ز اں گونہ پست
 کہ چون بشکند باز توانش بست
 بنزدیک ریاز کوہے چو ابر
 تنک شیشہ ماند سنگِ سطر
 در آں پردہ ہمیزم فرد بخشد
 زدند آتش تند و بگرختند
 ۱۵ گرفت آتش فراہ در خارہ کرد
 بدامان کہ پردہ را پارہ کرد
 ز زیرے دریا در اں سنگ لای
 رہ سیل شد همچو دریا فراخ

شناسندہ گفتش بگوش و کم
 سخن بے شک ایں بود از آن کیر
 نہ آہستہ بود این سخن نزد ہوش
 حدیثے کش آفاق بشنید راست
 ہ دہد مردہ پند و جہاں بشنود
 عزیزاں کہ در خاک کوی تواند
 چو آن پند جو یاں شنید پند
 نگذند نہ تر چہ چاں کنند
 چو ہنجا ر دیگر نیامد فراز
 ۱۰ چہل مرد بود آن کہ برقبہ رفت
 تنومندی از دل بر آوردہ
 زدہ دست در آب افادہ است
 از اں ہفت تن ہم بیک موج
 تہ تن ماند با سینہ پر نفوس
 ۱۵ چو شاں آنخو ر بود باقی حسنوز ق
 بصد رخ از اں غوطہ گاہ ہلک
 کہ گفت ہاں وز د ا مرد ز ہم
 کہ یابی رہائی ز شمش خد
 کہ دوست سالہ رہ آمد بگوش
 اگر نشنوی تو غرامت کر است
 ولی زندہ کو کہ آں بشنود
 بد خاشمی پند گویے تو اند
 ز خاموش گویاں با نگ بند
 کز اں رفت دریا کنار کنند
 در قبہ را پخت کہ دند باز
 نشند از اں جملہ بر تختہ ہفت
 بد ریاسہ ر دند تن جاں بکف
 ز خود ہر زمان می بستند دست
 چہاے و گر رخت در آب خست
 فلاطون و خرقل و فرنیوس
 قلع پر نمیداد ساقی حسنوز
 رسید ندیک روز و یک شب خاک

۱- م: بے گفتش - ۲- م: سخن اینک ایں بود کس ہو گرے - ۳- ق: س: م: بغریاں - ۴- ق: بے ہنگام
 ۵- ق: ۲۰ بے تختہ - ۱۰- م: بنمیدی - ۱۶- س: بے جہد گاہ

بایند زان پس بدیست سال
 کشف آنچه در خاطر آید سوال
 که تا هر یک را از راه صواب
 دهم را نچسپیده باشد جواب
 در آن روز کفایت در یلے روم
 بیومان در یاشد آن مرز بوم
 زد دیست سال آخرین روز بود
 که میعاد آن دانش فروز بود
 ۵ چو بود این فسانه خبر خبر
 رسیده بهر کس پدر بر پدر
 بهم گشته بود ندیران عهد
 بمیعاد مهدی شفق سکوه
 نشسته بر پیش کشاده زبان
 ببالین آن خفته پاسبان
 نظر داشته تا در آن انتظار
 ز پرده چه بیرون پرده دار
 طلب می نمودند را ز نهان
 که طوفان شد از چار سونا گمان
 ۱۰ همه غرق شد گردش از پیش و پس
 همان قبلی اند از بندی و بس
 در آن حیرت اندیشه از دشت
 که اندر زدنانش از یاد دشت
 چو گردید روشن کرامات پیر
 بدل گشت شان سر کارشست
 چو بود او پناه همه عهد خویش
 ۱۵ که راهش سوی آشنای عهد
 پناهنده را خواند در مهن خویش
 یک گفت کال وعده کز پیر سخت
 ز میج هلاکش بانی عهد
 اگر راست شد باز جویم رست

بیامر بآن نائے را کن بہت کز وار غنوناے یو ناں شکست
 چاں تلبش کن کہ غقائے ازاں باز گوید بہر مز بوم
 وصیت بہ موفقاں کہ در بخش وفاق یدِ ہضیا نمایند
 ۵۔ واز آرایش کاسہ تخت نغز نائدہ سنج آرانید و
 فرو ماندگان صفِ نعال عین عطلت و غفلت
 را در صد او تو العلم درجات خوانند و از دعوت
 محمدی نعمت چسانند

چہ والا ست دانندگی را سیر
 کہ ہر کس گر دہر بجائے گیر
 بریں پایہ آں کس بر آید بلند
 کہ بر تابدا ز رشتہ جاں کند
 بجاں کنند آید ز راز کان تنگ
 وزیں کجاں کنند آید بچنگ
 کہے دارد از علم عالم فراغ
 کہ اوچوں قلم خورد و دہ چراغ
 ۵۔ خرد مند کیں سکے با خویش یافت
 بہر دست گہ دست نخدیش یافت
 ہمایوں کے باشند از ہوش و رے
 کزین سایہ میوں شوچوں ہما

گر قنדרہ بادلِ رنج بہر
 ازین جہلم دم کہ فرماں نہر
 فروماندگانِ ادرآں ترسِ بیم
 چناں کوہ کو تیغِ بر سر کشید
 ہ شنیدم کہ چوں کشتی از ہر مقام
 تو اں دیدیک یک عمارت در آب
 ز خاصیتِ آں زمین سینہا
 بدل کرد اندیشہ لے پدید
 زمینی شود سینہ صورتِ پذیر
 ۱۰ از یہاں دریائے گردوں بہست
 بے کشتیاں کا ندیریں و دیل
 چو زیں دو خانہ فراتر گزشت
 ز چنداں و ندہ کریں و تافت
 پس آں بہ کہ غوگاں دریں چاہن
 ۱۵ بیاساقی آں ساغر و لکٹائے ق
 بہ تادل از مے مصفٰ کنم
 فلاطوں بر ویرانہ ایشاں شہر
 جزاں ہر تن چارمی جان نہر
 نہ حکمت بکار آمدہ نے حکیم
 بیک لطمہ دریا بش در تہ کشید
 بد اں آب پختہ یا بخسہ ام
 بر آناں کہ در آب گیسنہ شراب
 تخیل کند ہچو آئینہا
 کہ اندیشہ تو انداں جا رسید
 ز حکمت در انگیرش آید ضمیر
 کز ویشو در دل ہر کسست
 نشیندہ راشد بہ حکمت دلیل
 گزشتش نہ سر ہر چہ بر سر گزشت
 کسے غو طوفانِ او در نہ یافت
 نگویند از موجِ دریا سخن
 کہ صورتِ نماے ست و معنی فرا
 دو دریائے معنی بیک جا کنم

چرا جوهر اعلیٰ ز اجناس گشت
 چگونه است در پنج فرد ارتباط
 چنانست در چهار شکل اختلاط
 در امکان عام و در امکان خاص
 دلالت چنانست در التزام
 ه در آن حصّه که جنس خود نوع است
 چه چیز است علت که عقل حکیم
 کجائیم ما و این صنم خانه چیست
 گریه این خانه ما را است رفتن گریه
 غریبان این ه کجا میسوزند
 ۱۰ چنان نیر و این تخت را
 چه روشن در به باشد اندیشه
 در آموزد آن نکته که را خود
 چو در خود در را شناسنده خست
 ز هر دانش آن شد پس ندیده تر
 ۱۵ براه خدایت ردائی دهد
 چرا جانور جسمه حساس گشت
 چنانست در چهار شکل اختلاط
 در امکان عام و در امکان خاص
 تطابق کدام و تضمن کدام
 نشد فصل علت ز بهر چه راست
 بدین حیل خواند جهان را قدیم
 نگارنده این صنم خانه کیست
 و گریزان مانیت بودن سخت
 چرا آمدند و چرا میسوزند
 که روشن کند را ز افلاک
 کزین رکیده رساند به گنج
 شناسد کم و بیش کالای خود
 خداوند را هم تواند شناخت
 کتا ز بیم نیرداں کند دیده تر
 ز بند غورت رهائی دهد

۲- چگونه است در شکل و در اختلاط - ۴- ق- تطابق کدام و تضمن کدام - ایضاً - م- تطابق کدام
 ۶- سلیم - ۸- س- چه راست - ۹- م- کجائیم ۱۲- م- س- خویش در هر دو مصرع ۱۴- س- کنی

اگر زورمندست و گرناتوان
 بود در همه جا حکمش روان
 همه کاروانان بدور و نهند
 همه گوش بگفتن او نهند
 چو خشنده شد سینه زین آفتاب
 و گرتیرگی را نه بینی بخواب
 شناسد که در پرده هار از حقیقت
 بهفت ارغنون فلک ساز حقیقت
 ۵ چرا شکل تدویر دارد سپهر
 اثر حقیقت را بنجم و ماه و مهر
 چرا دارد داخت بر یک سو میسر
 چرا شد پدر هفت و مادر چهار
 چو این هر سه زین یک پدر مادرند
 چرا شد پدر هفت و مادر چهار
 چرا بهتر از جامد آمد نبات
 چرا این هر سه زین یک پدر مادرند
 چرا شد پدر هفت و مادر چهار
 چرا بهتر از جامد آمد نبات
 ۱۰ تن آدمی کز جهان برترست
 چرا مردم از بنیش نیک و بد
 چرا از چه مرد و نبات از چه رست
 چرا مردم از بنیش نیک و بد
 چرا از چه مرد و نبات از چه رست
 چگونه است جسم و چه چیز نیست جان
 چرا جوهر جان بد پیشه نیست
 چگونه کنی حسد هستی تمام
 چرا جوهر جان بد پیشه نیست
 چگونه کنی حسد هستی تمام
 مقولات کمال نزد چه افزون بود
 یکے جوهر و نه عرض چوں بود

نیوشندہ زانِ موعے در بخن پچپید چوں موعے بر خوشن
 دش با چاں دعویٰ بر تے بموعے فروماند چوں پیکرے
 سخناے ابرچہ گوید کسے کز اں خندہ بر ریش بندے
 رواں کردن سکند کوہ بے سنگ اور سنگلاخ
 کوہ بطلب گوہر افلاطون در یافتن آں گوہر در کمر کسا^۵
 و کین دستگاہ دولت خود ساختن زیر دست خود
 نشاندن از پر تو معادن الناس کمعادن ابدا
 و لفضہ در یافتن^{۱۰}

شناسندہ حرف دانندگی چنیں کرد ازین تخت خوانندگی
 کہ چوں بیرون آید فاطون آب ق تنِ خاکی از موج طوفانِ آب
 نبودش سر یاری مردماں رواں شد موعے کہ چوں سنگاں
 ۱۵ زہر بوم برداشت آہنگ خویش چو سیمرغ بنشست آہنگ خویش
 دہاں از آشام و خور بند کرد بشاخ گیا سینہ خرسند کرد

جزایں ہر چہ خواندنا خواندہ بہ قلمبے بیہودہ ناراندہ بہ
 چنانچہ اس گرت حکمت ست آزد کہ حجت کنی علم اوجسم براد
 نہ ز اں گونہ کاں تیغ گردنی ز دشمن ستانی و برتن زنی
 بخواں ہر چہ خوانی۔ ولیکن تمام کہ ناچختہ نیکوتر از نیم خام
 ۵ میں دستلحٰق تی ماکیں کہ جویند آزارِ ہمسایگان
 بکم مایہ ناقص آید بہ شور بود قطرہ آب طوفانِ مور
 ہر نامہ حرف از کہے جئے پس کہ با صد ہنر بر نیار نفس
 کہے کہ بدعوی سخن خواست گفت مداں است از خود ہمہ گفت
 بسا کس کہ با جملہ معلوم خویش ز بول آمد از دعوی شوم خویش

۱۰ حکایت فلسفی کہ اول ز نخ زد و آخر بر ریش خود خنسید

شنیدم کہ یونانی پُرگزات ہی زد ز دانا نی خویش لاف
 کہ بالائے گردوں زیرِ ریز درون برون دہان و ہمیں
 ۱۵ ز ہر چہ آشکار است یاد ز نقاب بپرسید تا باز گویم جواب
 یکے گفت بگزار پست و بلند خبر دہ کہ موے ز نخدانت چند

ہوس کرد کز سکہ سنگ و سیم
 ہمدستی خویش را حش و ہد
 ہند سنگش اندر ترازو خود
 فرو برد از اں جان حکمت شناس
 ۵ خیالات خام از سرش کم کند
 دش کز ہوا تیر سرد بود
 فرستاد پنهان بلیناس را
 بفرمان ملر و لے جہاں
 نشان بست دسوی فلاطون ستا
 ۱۰ پیام سکندر بد گفت باز
 سزد گر گرائی بھمان ما
 ز اندیشہ ادش فلاطون جو آ
 من اینجا کہ گشتم ز دل توشہ گیر
 کہ تا چون ز دانش گرفتہ دے
 ۱۵ چہمت بود بر درم پردہ دار
 چو درویش باشاہ جویشست
 زند بر محک کیمیای حکیم
 بھمز انوی دستگا حش و ہد
 کند ورنش از زور بانو خود
 نہاں خانہ حکمتش را قیاس
 بہر ہاں عقلیش ملزم کند
 بکیش بر ہمیش آرد و فرد
 کہ از کاں بروں آرد الماس
 رواں گشت انا چو کارا گماں
 نشیندہ را از نشان بازیانت
 کہ ما راست سویت بدین نیاز
 زدانش دہی بھمان ما
 کہ ذرہ ندارد دسر آفتاب
 ز غوغای عالم شدم گوشہ گیر
 نکو بھم بخویش در دیگرے
 سکندریا بد دریں پردہ بار
 عنانش از سلامت ببا گیت

نیایش گیر پدہ راز گشت
 بہا ز اندراں پردہ دسار گشت
 نہانی ز کیش کز آمد بروں
 سوے راستی شد دلش رہنوں
 چنان گشت کوشندہ در بندگی
 کہ شد سر فراز از سہ انگندگی
 ز شب زندہ داری دلش زندہ شد
 چرخش چو خورشید خشنود شد
 ہ فروغ از درونش برون آید
 نماید اختر روشنش در نقاب
 ہمہ مردم از سکہ کار او
 نمودند رغبت بیدار او
 برآمد میان ہم خاص عام
 فلاطون حکیم ہمیش نام
 ز نامش کہ در شہر کشور رسید
 حکایت بگوش سکندر رسید
 سکندر کہ بد حسن و پیشانی
 خبر داشت از کار او پیش از آن
 ۱۰ کہ از کار داناں نو تا کمن
 نیوشندہ بود از فلاطون سخن
 کہ بودند نمازاں بہر مزد و بوم
 بشار کردیش فیلسوفان و موم
 ارسطو کز آن گونه دانندہ بود
 ہم از لوح او حرف خوانندہ بود
 ہوس داشت اسکندر کاراں
 بیدار آن مرد بسیار اداں
 دلش ماند زین عجب تابانندہ
 کہ چون گشت حالش بہ آب اندوہ
 ۱۵ بیوناں نگہ چوں تباهی رسید
 کز آن گونہ مُغنی بہ ماہی رسید
 چو آگاہ شد کجاں خرد پیشہ مرد
 بہ آتش خور آمد از آن آب خورد

کسے کنجش اندر خالی نہ خیم
 مبرا شدہ دل ز عین خم روش
 کلیدِ زبانِ رد ہاں کردہ گم
 رگ اندر نش رونما از صفا
 مصفا شدہ تن ز کم خوردنش
 ز تابِ رونِ دُرافشانِ او
 نمایندہ چون رشتہ در کمر با
 ۵ چو سیما شہ دید برخاست و
 حکایت کنان رے رختانِ او
 پس آنکھ گفت از دل غدر خوا
 بر رسمِ بزرگاں تو اضع نمود
 بر سید کقبال شاہِ جہاں
 دعاے سزاوارِ تعظیمِ شام
 چہ آورد بر صعوہ سیم رخ زو
 بریں سوچہ از پنجہ شد ناگماں
 بلے نبود از کارِ متابِ دور
 کجا پیل گنج بد لبوراخِ مور
 ۱۰ جہاندار فرمود کردیر باز
 کہ دیر اٹھارہ فرود ز نور
 بدیدار تو بود مارِ انیساز
 بے آرزو داشت رے بلند
 کہ گرد ز دانا نیت بہرہ مند
 کنونم کہ آں آرزو دست او
 سر گنج پنهاں ببا یکشاد
 چو دانست امانے ریاقیاس
 کہ آمد حسیہ را گوہر شناس
 بہمان نوازش گرفت دست
 نشاندش تبخیم و خود ہم نشست
 ۱۵ سخن از ہر پردہ ساز کرد
 ز رازِ نہاں پردہ را باز کرد
 حکیمش باندیشہ مے نمود
 بہر باز پرس کہ شہ مے نمود

چو با سلیمان ہوس کرد مور
 شود کشتہ زیر پائے ستور
 چو کنج شک خواہد کہ بریاں شود
 طلبا رگندم بساطاں شود
 ہشت گونی کاے منظر تہ نور
 گدار ادیں گوشہ معذور
 مرے نیاز کم و بیش تست
 ترا اگر نیازست ہ پیش تست
 ہ فرستادہ کوشش فراوان ہو
 نیوشندہ رائے رشتن ہو
 بلیناس چوں دید کاں ہوشمند
 کند وقت خود را بخود ارجمند
 ہشت باز شد در جیس خاک فت
 شنیہ سخن یک بیک با گفت
 چوشہ رغبت دیدنش پیش دشت ق
 دل اندر پئے رغبت خویش دشت
 سبک بارگی جست بردشت راہ
 بہ سبج عطار درواں شد چو ماہ
 ۱۰ نہ بود از بزرگاراں بدنبال کس
 جز از ہوشمنداں تنے چند لب
 سر کو کہن سے کسار کرد
 بکوہ آمد درہ سوے غار کرد
 چو در غار شد کرد مرکب رہا
 درواں اژدہا حسنہ ماریچ
 بے اژدہا زیر پا کرد پست
 ۱۱ نگہ کرد در کنج آں تنگ نائے
 بجز مار پیچاں نمی دید هیچ
 کہ تا یافت برگنج پوشیدہ دست
 فرشتہ وشی دید مردم نمائے
 گلمے در آوردہ در گرد دوش
 خزیدہ چور و باہہ شینہ پوش

فلاطوں چو بشنید گفت ارشاه
 فروشد بکار خود از کارِ شاه
 بروں اد پاسخ بسترِ زندگی
 کہ اے از تو آفاق را زندگی
 از اں جا کہ رسیم نذرستی
 جہاں اہم از چو تو غمخوارستی
 کے کو غمِ جملہ عالم خورد
 ز تیار یک تن کجا غمِ خود
 گرم از نوازش کئی سرفرا
 عجب نیست از خلق کمتر نوا
 تو انم کہ من نیز از قبالِ شاه
 بگردون گرداں رسا غمِ کلاہ
 زہے دولتِ ذرہ گرفت و تاب
 رود پایے کو باں سے آفتاب
 چو حر با بخورشید بیند ز دور
 گر اں چشمِ بید شود غرقِ نور
 وے گشت با غمِ حناں یافتہ
 کدیو رشد از مے عناں تافتہ
 دختے کہ بے آب شد و دوا
 دہن خوش نگردد ز امر و دوا
 چو کالا کمن شد چہ جویم سپا
 کہ نرز دجے نزدِ کالاشناس
 نماذ اں شکوفہ بہ گلزارِ من
 کہ آید بد اں بوسہ رید ایں
 چہ جنبانی اں نخل بن را بہ نور
 کہ شد خار او تیر و خرما شش گور
 چو شاخِ تہی را کئی سنگا
 ز بالا ہماں سنگ بار دہنبا
 نگویم بدستوریم شاد کن
 کہ دستوریم بخش و آزاد کن
 سرم در سلام آمد از جاعے خویش
 بجز خیر ما دم چہ ماندہ ہست پیش
 شبم وز شد۔ روز من شب کنوں
 عناں چوں سپارم بگر کنوں

نخستش بہ پرسید کے گنج را
 ہما نے پراز آرزو در ضمیر
 چو گیتی پراز بانگِ او است
 سببِ حسیّت دست از جہاں شستن
 ۵ کندیدہ عمتلِ پیندہ کور
 ہماں چہ آدمی را نوے خوش
 چو زینہا کے بہرہ مندی نہ برد
 نگیرد چو در بوم آباد جاے
 چو مُرغانِ دہ یاد کن حنا را
 ۱۰ سوزد گر سوے مہدی آئی ز مہد
 بروں آئے ازین غار چوں اژدہا
 گرت دل بریں گفتہ گیر دقرار
 بہ ستوری خویش دست دہم
 ارسطو کہ ہزارے والا شست
 ۱۵ لسم آرزو بود کا ندر شست
 کنوغم کہ آں آرزو دست داد
 ازین گوشہ گیری چہ داری نیا
 ہمتے گیا چوں شدی خود پیر
 چنیں تنگ غارے چہ ہواست
 ہما نے بکنجے نساں شستن
 بگوراندروں زندہ رفتن چو مو
 نشا طے و خوردے و جانے خوش
 چہ فرق ست از و تا ہماں کس مرد
 نہ سیرغ کار آید و نہ ہماے
 رہا کن پئے بوم ویرانہ را
 کنی ہدی ہی با سلیمانِ عہد
 و گر غار گنج ست حسم کن ہا
 کہ بخرامی از غار بایا ر غار
 بھدستی خود شست دہم
 تو ہمتاش باشی کہ ہمتاش نیست
 نشاغم دو دستور اور دست
 مدہ آرزو را زدستم بباد

چه فرمائی آشوب عالم مرا
 دے را کہ گشت آشنای نیا ز
 چه بردل نہی عالمِ عنسم مرا
 چه خوانی دریں شہرِ بگاینہ باز
 برش نیست جز خار و خاشاک را
 کہ روزِ دیگر کاہِ برگِ گیت خشک
 چو مینی خسے باشد انجام کار
 ازین چند روزہ بقادم نخورد
 دہن خالی و سینہ پر باد ماند
 ولیکن چو دریاست خم خورم
 بدیں سختگی چو شوم باز خام
 مرا تلخ شد شاہِ رانوش باد
 خبر داشت کا پنچہ او بردن دست
 زباں نرم کرد از شمای کہ دشت
 توقع ہمیں باشد از ہوشمند
 کہ یکیند با تو بر آرم نفس
 ز دریا صدف ز صدفِ در برم
 تواضع ز توفیت مارا دریغ
 کنون خپہ ماؤد امانِ کوہ
 ۵ ہراں سبزہ کو خوشتر اند رہا
 کہ امست کو رزقِ عالم نخورد
 ز دم خوردن آن کس دلشاد ماند
 اگرچہ دشمن ہم افزونِ خم
 چو شہناختم را ز گردون کام
 ۱۰ شرا بش کم از دل فراموش باد
 سکندر کہ بادانش داورست
 نشد سخت گیرش بجائے کہ دشت
 بدو گفت کائے زر لے بلند
 ولیکن مراد من این بود و بس
 ۱۵ ز دانا نیت بھڑہ پر برم
 چو تو دشتی صحبت از مادیغ
 گراز زحمت مانیا ستوہ

طریقے نما از خبر داشتن
 کہ بتوانم این بار برداشتن
 بخشنودی کردگارم در آرم
 کہ خشنود باد از تو ہم کردگار
 حکیم از چنان خوشتر بر کار
 بدین حبت دشمن چو تیر از کمان
 پیوزش گری گفت کای که خدا
 ترار است گویم به فرہنگ و را
 ہ ہمہ خسرواں را بیل ضمیر
 سخن خوش نیاید مگر داور گیر
 بجگیتی تو آں بادشاہی و بس
 کہ خشنودی خلق خواہی و بس
 بگرتا چنان مستخائیں بود
 کسے کار زے دلش این بود
 چو این رتوبے گفت کس میرنی
 بجگتن چہ محتاج پند منی
 ترانامہ کار دانی بحیب
 ز تلقین اقبال و توفیق غیب
 ۱۰ بہ آموزیت گرسہ یوزنیست
 چہ اندازہ دانش چوں منوست
 مد از نور اگر چہ شد بی فراغ
 نہ از کرم شبتاب خواہد چراغ
 چو خورشید تاب از سہا و ام ہوا
 اگر صبح برے بخند در و ست
 دے مہتران اکہ میل کسے ست
 بہ کمتر نوازی بہانہ بے ست
 مرا ہم چو فرمان شہ بردنیست
 ۱۵ اگر مایہ کم دارم دگر شکر ف
 انہم بار گردن کہ آں کردنیست
 دے رنجہ کن سے گویندہ گوش
 کشم قطرہ پیش دریاے زرف
 نکو خاص فریے و بد را پوش

نہاں بادشاہم من از کبر و جاہ
 کہے کو خرد را بود جوسی
 بہ از ملک من داشت در ستیز
 نکور و کہ زور نہ بندد بدوش
 ۵ کہے کش گنج خرد رہ بود
 دلت کو بہر نکتہ گنج افگنہ ست
 ترا چوں جانی ست در دل نہاں
 چنانی بفرہنگ خود سرنہار
 نیاز تو گرفت از ماز مام
 ۱۰ بہ بین مایہ چوں اذخمت بہ تو
 نہر کز درون چو دریاؤ میغ
 دلم را ز نزل کہ بہر خوان تست
 در آموزاں نکتہ زاندر زو پند
 در آئینِ ملکم روائی دہد
 ۱۵ نہا دست تاج مبارک مرا
 رحم پیش بار گراں بر سرم
 کہ اعظیم داندارم سخا
 بہیند در اکلیل اسکندری
 کہ این عاریت باشد آن خانہ خیز
 بس بہتر از زشت پیرایہ پوش
 اگر گنج زر جوید ابلہ بود
 چہ محتاج گنجینہ چوں منہ ست
 کجا سرور آری بشغل جہاں
 کہ دولت مانداری نیاز
 تبوہست را نیا زمتام
 کہ محتاج باشد سکندر تبو
 ز تشنہ نداری ز لالے دیغ
 بدہ گر چہ ناخواندہ مہمان تست
 کہ اینجا و آن جا بود سود مند
 در انجام کارم رہائی دہد
 ہمہ بار عالم بہ تارک مرا
 بگو کیں گرانی بسر چوں برم

بہر کار از اس کس طلبی دوری
 توئی گر چه شاہنشہ روم و زنگ
 کہ گر چه او چو گل زندہ پیرا ہنست
 در آں بزم شاہاں چہ معنی بود
 شہے کشد لایت ہمہ عالمست
 بسا چشم پوشے کہ اندھجاں
 ہر آن نافرمانہ کا فزوں بود بے او
 مہیں خیر شہ کاں برے شہ است
 نژانست درویش مرد خداے
 بسلیش شہینہ برکش زدوش
 مہیں کاں کلیمست تن پوش او
 چو دلمے کہ برداشت ماہی فروش
 ہم از دام ماہی لاین نکتہ بخت
 فقیرے کہ نان از در شاہ جہت
 ہشتی بود شاہ درویش خواہ
 مدد زان گداجے در نیک بد
 از ان دیگ نوشت فراموش باد
 کہ دار دہماں با خدا دوری
 مگر تا نداری زد روشنی نگ
 دے بے او از دگر گلشنست
 کہ بولیش ز مردار دینی بود
 زد رویش صاحب لایت کمست
 جہانیست در زیر مویش نہاں
 چو آہو بود چہ سرم آہو برو
 کزدو بوریاے گدائی بہ است
 کہ بہر دم پیش شہ شد پایے
 کہ پوشیدہ دزدےست شہینہ پوش
 کہ آن ام مالست بر پوش او
 ز بہر دم بے ماہی بدوش
 چو ماہی کہ برداشت آتش بخت
 بباید ز آب غوش دست شست
 کشتیست درویش دے شاہ
 کہ از بادشاہاں بخوید مدد
 کہ تو میخوری او کند نوش باد

زمام دادنِ فلاطونِ ناقه معقول از یرِستِ محکمها استوارِ عقلی و سکندر را ریاضتِ مغازه تاج تعلیم کردن

نخست آن چه فرض است بر شهریار
همان شد که از این بود در سر کار
د بهر شاه دمانی و تمیزارها
به نیرداں حواله کند کارها
چو تیرے زند جان کیش را
به بیند توانائی خویش را
دگر خور و زخمی بر نویسنظن
ز نادک رسائی به نادک فغن
در آن حضرت از راه دانندگی
کند چون گریبندگان بندگی
به نیزنگ ایس پنج روزه خیال
که ناداں نندام او ملک مال
اینند از داند رساں باد را
که زوطله فرعون شد ادا را
ز شاہی ست که ز ماه تاهای ست
ز ملک خدا داد دل شاد کن
چو دادت خدا آں چه داری بدست
ز ناد چپ آوار دہ یاد کن
چو دانی که از دپرستی ست کا
خدا را پرست و مشو خود پرست
نظر سے ایند پرستمان گمار

چو شد کار فرمای مارے تو چرامی بود کار فرمای تو
 منی خور که بخشی ز روبراگی نہ آں می کت آرد بخو نخواستگی
 باندازہ خوری کہ کار آیدت نچنڈاں کہ فردا رخا رایت
 بخور گر بدمی عنانت کشد رہا کن چودل بر زیانت کشد
 ۵ شکم را سپار آب حیواں مہشت ولیکن مرزا آب حیواں رشت
 نہ دولابی از خبیش بے سکوں کہ بستانی و باز ریزی بروں
 نگہ کا پنجہ دولاب دجے رخت کز ایں سو بر آورد ز ایں سو رخت
 چو ہر جا کہ مردی پرستارست تو زن اپرستی نہ رے رست
 سے بایدت تن بخونا بہ کن زرہ بستر تیغ ہس خواہ کن
 ۱۰ چو خواب آیدت بر سر تخت خود بیاموز بیداری از بخت خود
 تو بیدار باش آشکار و نماں کہ از پاست آباؤ سپید جاں
 مکن ہر علم خورد غم ز تو تو در خواب بیدار عالم ز تو
 چو شہ از دشمن یکے صد بود کند خواب خوش دشمن خود بود
 چو بیداری دشمن از راہ گشت تو نیز از زمانی بخشی دوست
 ۱۵ چناں خپ رونے کہ خسی بے کہ خواب پریشاں نہ بندے کے
 بخسپ بخواب جوانی مخسپ و گر خود تواں تا توانی مخسپ

کے کوہی جھبہ شاہاں کند
 نہ اندیشہ نیک خواہاں کند
 فریبندہ دژے بود رختہ جے
 کہ افیوں دہ پاسبان ابلے
 شے کو خود از شرب می شد خراب
 از دے عمارت شود خاک آب
 زہی دوشاہنشہ روم دے
 کہ عالم در دغوق - او غرق ہے
 ۵ بود بر ملک تیکہ ہر کہ ہست
 ستوں چوں بقتہ شود خانہ پست
 کے کز خود آگہ نہ باشد دش
 چہ آگاہی از جملہ عاملش
 جہاں گر چہ خالی ست از دشمنان
 مدہ تا توانی بعشرت عناں
 ہوس بگدائی کے راکم ست
 چو از می سرخواجہ شد در سلام
 ۱۰ چو سیل آمد و بردن نہ را نہ را
 گویم کہ خنخانہ را بست کن
 کس ایں خود گوید شاہ جہاں
 کہ مطلق بشوزیں حلاوت ہاں
 و لیکن چاں خور گرت در خورد
 کہ تو مے خوری نے ترا مے خورد
 چو در جانش جاسازی از دست خود
 مشومست اول کنش مست خود
 ۱۵ چاں بادہ خور کز زبردست
 بہ از ہوشیاری بود مستیت
 بود می زبردست پیر و جواں
 تو برے زبردست شوگر تو اں

بجا این مثل زندگانی ده است که جا بخشی از جا ستانی به است
 چو فیروزیت باید مرصاف بکن کرد خراگه دلساطواف
 بر آرزو لطف گردد همه باندازه کار گردد همه
 به بیمار خدمت گراں کن یسج ز بد خدمتاں نیز دامن یسج
 ۵ اگر مرد بیدار پروردنی ست گراں خواب اینر غمخوردنی ست
 سپه دار باید حن او بد تخت که بے برگ بر کنده باشد خست
 شمس کو ندان سپه پردری فرو افتد از پای سوری
 ز لشکر بود زور شاهنشاه که یک تن به تنانه گیر دجا
 مشو سخت گیر از خداداده که گردد عنایم تو آزاده
 ۱۰ بزمی کند خدمت بنده وار ولی رایگان جان بد وقت کار
 شنیدم که از کار پرداختن کم آرام دارد و شانه زناختن
 چو لشکر فرمان شه یافت زور رود گر چه کسیر سوراخ مور
 و این اندانی که در اتفاق نه زیباست تکلیف بالایطاق
 شتابنده راهست آخر ستاد که خاک ست فرزندان آدم نه باد
 ۱۵ تراباد پایاں ز اندازہ بشی بنیدیش از اں لاشه پشت ریش
 ترابارگاه بر شمش طباب خبر نه از اں سورش آفتاب

حکیم آں سخن رانہ برہرزہ گفت
 اگر شخہ شخہ خپہ خراب
 و گر سگ نکو پاسبانی کند
 بزم آں کہ مست ست ہیشا رکن
 دلیراں بوند اچہ اندازہیش
 چو خواہی کہ کم گردی اندیشمند
 چو پیش آید اندیشہ کارزار
 بہ پرتاب اری رسد زخم تیر
 بدانساں شوا از کینہ در کینہ خواہ
 بہشت اندوہ تیغ راجے کن
 زائینہ راجے مینی جمال
 مکش سر ز راجے کہ بحر زند
 ورت دل نیرداں بود زو مند
 توکل ز پیش ست لشکر ز پس
 علم خسرواں را اگر از پس بود
 چو قادر شدی چیرہ را ریزخو
 بد تیغ را بر سیاست زباں
 کہ شد فتنہ بیدار چو شاہ نخت
 بیک گوشمالش بر آوز خواب
 شکم پر کنش تا شبانی کند
 طرب جسر یغان بیدار کن
 مکن دور دانندگان از خویش
 ز اندیشہ زیر کاں گیر سپند
 نیز کھلے اندیشہ امیش دار
 بود تیر اندیشہ آفاق گیر
 کہ نے تیغ رنجہ شود نے سپاہ
 دے رای را کار فرمے کن
 در آئینہ تیغ نبود خیال
 کہ پیل حروں بر صف خود زند
 نہ نیز محتاج راجے لبند
 فرس نیر و نیزہ بد نبال بس
 علم در پس شیر دم بس بود
 مزن دشمنہ بر لبگان بوں
 کہ آہستہ باید بخوں مرزباں

بخندید و ز دیده رندی چو برق
 تیر سید از آن ندیمِ ننگامه جو
 تند رند و دادش بیاد شمال
 جوابے بصد خوشش باز د
 ۵ ہر آن کس کنیں جبرہ باز رفت
 چہ باید گرفت از نشیب فراز
 چو خورشید باید جہاں گیر و دشت
 گس ہم نشین بہ پشتِ کلنگ
 چہ سچی دین چار گوشہ سرا
 ۱۰ چو یک مشت خاک آدمی اعطا
 کہ دار و دچاں دستگاہِ فراخ
 کساں کا ندیں کوئے رشتند
 چو زین نہ بُردند آں جا ہی
 بیامے تست آں نمود ارجت
 ۱۵ چو این اسرار سرگرتی بہ عہد
 جو در خم خاک جا کردنیست
 بخوے شد شینندہ چو برق
 کفے بست و دادش کہ باکس گو
 رسانندہ گفتش چہ بود این خیال
 کہ باد آمد و دادش ہم بیاد
 تہی آمد و ہم تہی باز رفت
 کہ می باید آں ارا کرد باز
 کہ ہر روز گرفت ہر شب گزارشت
 دے کی چو ہمیشہ دارد بچنگ
 کہ جز چار گز را نہ کہ خداے
 زمین جملہ درشت جوید خطا
 کہ درشت او گنج این سنگلاخ
 فراوان گرفتند و بگزاشتند
 گزشتند ازین جا و آن جا تہی
 کزین ہر دوستان بر آری درخت
 کنوں گوشکں نیز گیرنی بجد
 رہا کن یہے کساں ہا کردنیست

ترا توشہ داں پُر ز حلوئے تر نظر کن بہ بے توشہ راہ بر
 چو گنجینہٴ صد ولایت تراست ہنوز تو دیدن ز بہرِ چراست
 نہ رنجی کہ بر سینہ بار آیدت باندازہ کن کہ کار آیدت
 کہ رنج در حاصی چوں برد کہ از رنج او دیگرے بر خورد
 خوش آں کیند رق را چنیں ادبیچ کہ نگزاشت از بہرِ بیگانہ بیچ
 جہاں چن خیالے ست آئینہ بست کہ بنماید امانیاید بست
 اگر بادشاہِ عالمِ گم گرفت دگر بے نوا بہرہ کم گرفت
 چو از بہرِ فراہ بردند ساز جہاں دیدہ نادیدہ گشتند باز
 یکے خورد و خوابان و کجا یکے رانیاد خود از فاقہ خواب
 ۱۰ چو طبع از دروں راحت افزا بود شب ہر دورا فاقہ برب بود
 چو در خواب ساغر خورد بادہ خوا اگر مستیش نیست باشد خمار
 متاعِ جہان ست بادِ رواں گرہ برزدن بادِ چوں تو اں

حکایت مستی کہ از انبانِ شبت بادِ وصل کردو

و بیاد داد

۱۵

شنیدم یکے راز اہلِ شست کہ بائے ز زندانِ نوشندہ حبست

چہ خسی دریں خانہ فتنہ سنج
 کہ دزد آشکارا فرستد بہ گنج
 نہ ہے دزد کرتیغ جاری زیا
 سرشتہ دوشہر با پاسباں
 تو ان نقب ہر خانہ دیدن بے
 ولی نقب نہ انہ بیند کے
 از ان دزدایں خانہ منظورست
 کہ در چشم خلق از خرد نورست
 ہکے کر خرد ہست بنیائے کار
 ہنانی ہیں بیندش آشکار
 تو گریابی این بنیش اندر نہاں
 دگر دل نہ بندی بکار جہاں
 نیفتی چو طفلان دریں کمنہ دیگ
 کہ ماند از پس مردماں مردہ گیگ
 زمیں ہر چہ اری بدن لہنی
 نہ ہر دوزخ تہ بمنزل نہی
 بلکہ این قدر ضبط باید نہاں
 کہ آگہ بوی زد چو کار آگہاں
 چو یک خانہ را کس نہ اند شمار
 چہ باید زدن خیمہ بر ہر دیار
 جہانگیری اچہاں خوارست
 ولی پادشہی جہاندارست
 جہانگیر چوں جاندارست
 کماں کشم خواں چوں کماندارست
 ہمیں فرق شد درد و صاحب کلاہ
 کہ این پہلواں ست آن بادشاہ
 نہ آساں ست بر تخت رہ دشتن
 جہاں ابیک تن نگہداشتن
 ز شاہ اچہ نعمت پیالے بود
 بہ از اینی نعمتے کے بود
 چو خورد از بزرگان مرداماں
 رعیت ہاں ست و سلطان ہاں

رہی پیش گیر از خرد پیش از آن
 کہ دریایی آزادی خوش از آن
 چو جان نیست با جانتان زمند
 ازین شور و غوغا بیهوده چند
 چو یکدم همه باد و دھم اکمست
 چرا ایں همه باد از آن یکدمست
 بساغرۂ کز مردن ایں نشست
 کہ تا چشم بر ہم زنی دیدہ بست
 اگر تاجدار می و گر سرسراز
 بتاج و سرخوش چندین مناز
 کہ یک صدمہ زین باغ نیلوفری
 رباید سرو تاج سر بر سری
 چو دانی کہ حرب فلک کئی است
 کلہ کز منہ چون تھاخوردنی است
 جہاں خور غم زندگانی مخور
 فریب جہاں تا توانی مخور
 شاید بدیں ملک خرسند بود
 بہ بین تا چو تودر جہاں چند بود
 ۱۰ چہ نازی بد آن تخت شائشی
 کہ از تاج و رخو است ماندتی
 چو ہست آدمی را گزردر مغاک
 چہ اسکندر و چہ یکے مشت خاک
 مگرد و برگردنت از یاد برد
 کہ تخت سلیمان چہاں باد بُرد
 شنیدستے آخر کہ ہم گور
 گور و گرد دنت از یاد برد
 بنبالہ گور شد چوں بگور
 کہ تخت سلیمان چہاں باد بُرد
 نخواندی کہ کینہ و تاجدار
 چہاں رفت در غار بزیار غار
 ۱۵ بکاؤس کو بر فلک شد بسبس
 فلک میں کز آنجاش زبر نہیں
 بعضاک میں تاجہ ماں رسید
 کہ از کام ماراں بکمر ماں رسید

شہ آں بہ کہ از راستی دم زند
 کہ کس نانش از رستاں کم زند
 چو دریائے جوشنده گرد مراب
 خوردش نہ از دیدہ خویش آب
 دم صبح کاذب بود و میسر
 و لے صبح صادق شد آفاق گیر
 اگر سکہ قلب شد حنائی
 بدھ اندھ ہر بگائگی
 ہ زہر زہر دست باشد عنبر
 بزور ارغائیش ماری بزور
 چو ایں فتنہ بازیر دستاں کنی
 چرا دعویٰ پور دستاں کنی
 بہر پایہ وہ رستاں اتواں
 کجک نہ بہ پیشانی کز دماں
 مکن جز ترا دہہ شغل احبند
 کہ تا در نیاید بدولت گزند
 چو خس ادر افکند در دیدہ کس
 ز خود بایش گریہ دنی زخس
 ۱۰ چو کردی کے را بخود راہ دہ
 کے کن زہر دست بزیر دست
 بندان آہن کنش زہر زہر
 اگر رنگ بر سینہ دارد ستیز
 و آہن کند رنگ اپست و نرم
 بر سختیش را با گشت گرم
 عوا چہن رشہ مل بزہر زہر
 فغاں نے زشت زشت زشت
 ۱۵ چو گد در مگشت بزغالہ گیر
 شباں گو بگن نہ ہر گرگ تیر
 چو خوں زیر خلق از سپاہاں بود
 دیت ہر بر پادشاہاں بود

اگر سایہ باں سایہ نہ دہے
 از ان خمیہ پارہ گسل طباب
 گر امر و زموئے زایوان تست
 چو از شرق تا غرب فرماں ترست
 نہ از ہوشمندی ست فرزند را
 نہ از ہوشمندی ست فرزند را
 چو مرد آید از بار یک تن بوں
 پس آں بہ کہ در کبر برداشتن
 گر امر و زنہ بود ز فردا ہراس
 چہ آزاد مرغی کہ از بیش و کم
 شنیدم ہمہ جب نور کر ز می ست
 دود و دام کافروں و کم می دوند
 ندارد جب ز آدمی اس شمار
 اگر گرم خیرست و گرفت خیر
 پوشاہی کہے ابدوران خویش
 بکن شکر آں اکہ در روزگار
 بواجب چناں ہ قرا چشم
 کہے را کہ دولت دہد پایہ
 چرا زیر دستش نشیند کہے
 کہ بود پنہ زاہر و از آفتاب
 بمحشر حسابش ز دیوان تست
 بہ میں عمہ چند حیواں ترست
 میاں جی شدن نزل بیگانہ را
 ز بار جہانے کے آید بروں
 بواجب بود بار برداشتن
 چہ نیکو تراد دولت بتقیاس
 خوردہ ندارد دجیز یک شکم
 بہ پرشنہ در عمد چوں آدمی ست
 بمزدوری یک شکم می دوند
 کہ یک تن دہ طعمہ صد ہزار
 کس از نیم نانے ندارد گریز
 محپاش شکم خالی از نان خویش
 تو لقمہ ہی و جہاں لقمہ خوار
 کہ افزوں ہی ز خپہ گفتن کم
 بہ از راستی نیست پیرایہ

چو ہر جارسد کار ہنجا راو
 گراو بد کند ہمناں بکنند
 پس آں بہ کہ فرماندہ از جہد خود
 بہ قانون بد بد شود حال دہر
 ۵ چو در قالب کثر گزارند سیم
 شناسندہ باید چند اند تاج
 مہیں گرسیم خیردت غرہ بیش
 چو کردی دخت از پئے میوہ پست
 یکے را ازاں کردیزداں بند
 ۱۰ چواو خود کند کار دشمن بے
 اگر باغبان تیشہ دار چو برق
 ملک بہ کہ باشد نیاز و نیاز
 سراں حملہ در جاے عالی برند
 چو بر پیل نہ توانی آورد زور
 ۱۵ نہ مردی بود نقب خانہ کناں
 چو شیر از توانائی آید نہ
 جہاں پر شود لا بد از کار او
 و فی نیکی آر دیکے صد کنند
 کند خجے خوش زیو عہد خود
 کہ ائین شاہ است دست و شہر
 نمودار پیکر نخبہ سلیم
 کہ تاراج را نام نہند خراج
 کہ نتواں برہ خور دچوں مردیش
 جز آں میوہ دیگر نیاید بدست
 کہ باشند از و دیگر اں بے گزند
 زبیداد دشمن چہ نالہ کے
 ازاں باغبان تا بر زن چہ فرق
 ز بر دست سوز و فرو دست ساز
 خراں تا ختن در حوالی برند
 چہ باید لکہ کوفت بہشت مور
 بہال قیام و بیوہ زناں
 بہ پنچہ غمکاں و دسے رود

مکن کہ خدا و زرد سلطان فریب
 کہ مال او بر و بر تو باشد حبیب
 نہائے کہ ماند ز خونخوار گان
 بود دست بردِ ستمگار گان
 بانصاف نہ سکے داد و دھا
 ستم را بیند از بسیاد ہا
 چہ رانی ز دادِ دنیوں سخن
 تو نہ باش گشتنِ میدوں کہن
 ۵ چہ تازہ کنی نوبتِ پیش را
 بدہ تازگی نوبتِ خویش را
 بزرگان کہ داد و دھش اشند
 نہرند بہر تو گبرِ اشند
 چنان نہ تو این رسمِ پانیدگان
 کہ بگزاری از بہرِ آیندگان
 بعدِ خود آن منزبہ کاستی
 کہ در عمدہ دیگران نیستی
 ترا باید از باغِ خود بارِ جست
 دو جو بر تو گزشت ہماں بہت
 ۱۰ چنان باش کاہنِ تو در جہاں
 شے کوشد از رسمِ تو مایہ گیر
 شود سبقِ تسلیمِ شاہنشاہاں
 چو باشد بدورانِ او داد و تو
 بمعنی تو باشی نہ او بر سریر
 کند خلقے از داد و او یاد تو
 چو حرف از تو بیند در شانِ او
 ۱۵ کے کو بزرگ ست کارش بزرگ
 منہ بر بدی کار ہارا اساس
 یکے مرد کش صد نہ راست کا
 بہر پایہ باشد شمارش بزرگ
 یکے صد بود بلکہ خود صد ہزار

۶- ق و لم بہ برد اور رہ و شتند۔ ایضاً۔ م بہ مکروند۔ ۹- ق و لم بہ میرہ جبت

۹- س ل بہ ترا باید از بہرہ خود ادا گشت۔ ایضاً۔ س ل بہ برشت

بدانندگی داد مورش جواب
 اگر تختِ الا قدم جائے تست
 کہ ای ذرہ را برده بر آفتاب
 اگر تختِ الا قدم جائے تست
 سزدگر کنی خود بدانش نگاه
 رعیت کہ بردا دگر بار اوست
 چہ آسود گیا کہ در کار اوست
 ۵ زنجیر نصیحت کہ راند نفس
 برانگو نہ کن ہر چہ کاست بود
 کہ خنودی کرد گارت بود
 کہ ایند جہاں چو بخت سپرد
 بداند جہاں کیں نہ کائے ست خور
 چناں این ماں ز خدا شرم دار
 کہ فردا غانی از دوشِ مسار
 سکندر چو شنید گفتا پریر
 رقم کرد یک کیت لوحِ ضمیر
 ۱۰ بے آفریں کرد و بوسیدہ دست
 پس آنگہ بدو گفت کائے حق پرست
 ق دل جانش کردی گرد کاغذِ پیش
 ز زلے کہ دادی بہمانِ خویش
 کہ از دولتِ چوں تو مانیم دور
 کنو چوں تو اں اشن دل صبور
 چو دادی کنوں سیر گرداں کام
 نوالہ نہ باسیت دادن بکام
 چو دادش پردہ کہ گردِ خراب
 نشاید بخیو ارہ دادن شراب
 چو قطرہ دہی شعلہٗ آتش است
 ۱۵ جگر تشنہ را کہ دریاکش است
 کہ خاشاک مار ایناری بجشم
 زیزداں خوداں سرمہ از بجشم

چو شد جبرہ را چشم بہت بخواب	بہوشاں کند از کلنگاں شتاب
چو شاہیں بصیدِ تلخ زد پرے	نہ اوسیر گرد نہ زود گیرے
پیچ از ستم دستِ بیچارگاں	ستم کن دلی بہستم کارگاں
بردن کن زپائے کسے خارِ خویش	کہ تو اذیت گفتن آزارِ خویش
حذر کن ز تیرے کہ آن بد زنی	بغیرے کشائی و بر خود زنی
گرازا آہنیں قلعہ داری پناہ	مباش امین از نادک و ادخواہ
شتمکش کہ دستے بر آرد بشو ر	غناں بجسکہ آسماں انزو
ملک از حُرے کہ زیبا بود	نکو تر دعائے رعیا بود
چو ہر جار سداحت از سوسے او	ہمہ خلق گرد و دعا گوسے او
چو زینگونہ در سینہ یافت جا	شود تاج شاہی برودیر پاک
نماند در ملک و دولت دراز	مگر زورمندانِ عاجسہ نواز

حکایت موے کہ از سلیمان دستگاہ یافتہ

شنیدم کہ رونے سلیمان گشت	سوارہ بسو راخ موے گزشت
فرستاد بر سرِ مور پائے	فرو داد و برگرفت ز جاکے
بر آورد آں بے زباں است	شد از رخس و بر تختِ شاہی نشست
بپریش بر آں خورده شد خورہ بند	کہ چون مینی این تخت گاہ بند

دلِ چوں شہم می کشد زین مٹاک
 نہ زیبا بود نزدِ روشندان
 پذیر فتم از بختِ الہی شاہ
 بشر طیکہ دارِ خدمت پذیر
 ۵ گر آیم کند جانم از لطف شاد
 ملک گفت با راضی تو بس
 مگر یک نفس کاں بر آوردنی ست
 چو من بے مسکوں گرفتہ بزور
 حکیمانِ انا و پیغمبران
 ۱۰ تو ہم چوں بزرگی درین دوی
 بخندید از آن گفت انا چو برق
 چو کیرہ فگندی بدیادِ رم
 دوبارہ بیفتاد کوئے بچاہ
 دلِ من چو زین خانہ کردم کنار
 ۱۵ بجائے کہ شد با بزرگانِ ہر
 گر آسودہ چوں مے لوشناک
 رضا دادم این بندگی را بجاں
 کہ آیم بدنیالِ شاہِ جہاں

ولے رائے ماکار زو مند تست
 بدیں آرزو کے کند پنہ تست
 ازیں سو کہ ماکام راں آمدیم
 طلبگار گوہر کہاں آمدیم
 چو دیدیم گوہر نہ جانے نشست
 کہ آساں تو اں آویدن بست
 و اگر ہنگ سوتے تو ہر دم کنیم
 کہ آساں تو اں آویدن بست
 ہ خود آموز گاری کہ در سج نور
 عطار دہناشد ز خوشید دود
 خردمند چوں خواہش شاہ دید
 ز خواہندہ دوری نہ از راہ دید
 فرادش بتو دہاں گاہ گفت
 کہ آشاہ بخت بادا بخت
 دلت بخر بفرخندہ مالی مبا
 جہاں هیچ گاہ از تو خالی مبا
 کجا چوں تو شاہی بود در قیاس
 کہ دانا تو اں گفت دانا شاں
 ۱۰ نہ من اں شدم از جہاں گئی شہ گیر
 کہ تنہا زین دہاں شوم تو شہ گیر
 کسے کو دہدا دطلعت بکوہ
 بصر از دہاں نیاید ستوہ
 دے ہست ہیچوں ہر اسدگاں
 گر زین از نا شناسدگاں
 زرخ من ارعالمے پر خرس
 مگر زان خرے کا دم پیکرست
 مزاج سگاں را انگیسند نعر
 کہ نزدیک شاں استخوان ز نعر
 ۱۵ چو گوہر نہ بر آدمی مس بود
 ہماں سنگے از آدمی بر بود
 من اینجا بجاں کردہ بودم پناہ
 کہ دیگر نہ بنیم بخورشید و ماہ

چہ زیباست رے خردمند را
 کشادنِ چشمِ خردمند را
 جہاں ابہ پیشِ نظرِ اشتن
 زہنِ نیکِ بدبہرہ بڑاشت
 بہرِ منزلِ کردنِ آراستہ
 بہرِ مجلسِ ساختنِ راستہ
 ہوسِ پیشہ چوں آدمی نیست کس
 کہ دار و بنادیدہ دیدنِ ہوس
 ۵ دود و دام ہستند زین شیوہ فرد
 کہ کاسے ندارند بجز خوابِ خود
 بخوابِ خورش چوں سرآید زماں
 بہایم ہماں ست مردم ہماں
 خروگاہ و رانیز ہست از گزان
 بصرِ ایں نفعِ رنگیں طواف
 چو مردم نگرود بہرِ مکہ عنق
 از اں گاہِ خرتا بہر دم چہ فرق
 ز مردم ہماںست مردانگی
 کہ گیرد جہاںِ اہلِ زراگی
 ۱۰ تماشائے ایں باغِ رنگیں کند
 چو مردم نگرود بہرِ مکہ عنق
 جہاں ہر چہ پیش آرد از خاکِ پیا
 بسا سادہ دل کز سپہرِ کبود
 جہاں جملہ دیدنِ شیب و فراز
 بدانگوئہ کن گردِ گیتی حسام
 ۱۵ مشو چشم بستہ چو گاہِ خراس
 بغفلتِ مکن طوفِ ایں یولاخ
 کہ تگ آید از تو جانِ فراخ
 کہ نفلند جز دانہ رادر اس

مہیں آگینہ کہ لعل و سیاہ
 کہ زرخش حجبے نیست در عرصہ گاہ
 اگر لعل سُرخ ست و یا قوت زرد
 نہ شاں اگرانی ہماں گو نہ کرد
 ہماں بد براں بد مائے کہ بہت
 کہ آں نیز نیکو ست جائے کہ بہت
 سیاہ رکز کفچہ شد ز ہر سنج
 ز رنجتہ ہم بخشہ از دیگر گنج
 ہماں ز ہر کو دشمن جہاں بود
 بسا در دہار کہ در ماں بود
 ہراں خار کو شتر پائے تست
 نوالہ پیر صحنِ حلائے تست
 چو شتر کند سُرخ چرمِ سپید
 ز بانہش بصحتِ ساند نوید
 خستہ کافتِ چشم گیتی ناست
 فرو زندہ دیدہ چار پاست
 و گرد تو نقشہ نہ نیکی نہ بست
 خیالِ گرگوں در و نیز بہت
 گلابی کز و در و شد حرام
 بود مایہ در و سرد ز کام
 شکر کو حلاوت بجاں آورد
 چو در تپِ خورندش زیاں آورد
 چراغے کہ او خانہ روشن کند
 برخت اوقد کاہِ دشمن کند
 ولی مرد باید کہ در خوبِ رشت
 تماشائے آئینہ بنید بخش
 تو این شنوئی کت خرد کمیت
 کہ ز رنج و زرنزدِ طفلانِ کمیت
 ہا شناسد گانے کہ در عالم اند
 ہمہ جاے بے نقشِ بینی کم اند
 بہر کو چکا ہی کہ منہ دل کند
 تماشاہِ بنیائی دل کنند

چو برست مہاں شوی روزہ دہا
 بہ پر مہز چوں حسن امی باغ
 ترا در دسر گیر داورا خمار
 تو حسرت خوری میوہ کنجک فراغ
 چہ فرخ کسانے کہ بالا دہست
 بکائے خرد و خجہ کرد پائے
 ۵ فزوں گرد دارجہ از سفر و دمرد
 بکاں کنڈن ار دست تو گشت ریش
 و لیک این گھاں ہم ز ہنجامیت
 نہ این مایہ کم داشت آن بخت یار
 بسا گوشہ گیران ثابت نمائے
 ۱۰ چو سرد گر بیان دل حسہ کنند
 اگر ساکنی و ردوی پیشیں پس
 ہراں پیکری کا دیت در خیال
 اگر جملہ مغزست دگر جملہ پوست
 برے زمین ہرچہ پنگ و گیاہست
 ۱۵ زرا از سنگ اگرچہ مکرم ترست
 زے را کہ ترخ آتش کارا کنند
 ترا در دسر گیر داورا خمار
 تو حسرت خوری میوہ کنجک فراغ
 جہاں ابدیند از انسان کہ مہست
 ز بہر دوس قلب مرد آرمائے
 ہماں بخت گلی بس بود سودمرد
 مغرغم کہ سود از زیان ست بیش
 کہ جز با سفر تجربت یار نیست
 کہ جہنیش آرام کرد خستیا
 کرانڈیشہ بر چرخ ساینڈ پائے
 نشستہ تماشاے عالم کنند
 ہمہ سوئے منی نظردا و بس
 طرازے ست از کار گاہ کمال
 باندیشہ رہرچہ پینی نکوست
 جڈا گانہ در ہر یکے کیماست
 نہ زو سنگ در خاصیت کمرست
 عیارے از سنگ خار اکند

انجمن ساختن سکند بادستان کوبه خویش و اژاں
 انجم مسعود انهمونی دریا کردن بشمردن ایشان
 حسیض و مہو و درجات آبی و درجہ آب انحر تبذ
 کوشیدن استقامت نمودن نقل و حرکت خویش
 و بطلع سعد اہل افلاک منزل کی تمام کردن و
 دخانہ سرطان حوت تحت الشعاع شام خویش
 سریع السیر دانیدن فرو و رفتن آں آفتاب آفاق
 در ریے مغرب نزدیک شام

چنین است کرد از خطراتاں

در آوردن گشاں شکست

بشمیر گرفت عالم تمام

نکارندہ لوح ایں دستاں

۱۵ کہ چون فتح اسکند پیروز است

بفیروزی آفاق را کرد رام

چو درکار بنیش نہی رے را میا بجی مکن چشم بدگوے را
 بسا چشم سر کو بہ نقصان نور کم و بیش بیند نزدیک و دور
 اگر دیدہ چند ست بنیش پذیر نہ بیند فزوں زد و پرتاب تیر
 نہ ہے دل کہ از آسمان تا زمین بیک خطہ بیند تہاں و ہمیں
 ہ بستر متواں نو چشم آزمود چو دل کو رہا شد ز سرمہ چہ سود
 بہ بنیائی دل نگر کز سر و غ نگوید ہنگام دیدن دروغ

حکایت بصیرت کو راں کہ اعمی صفت کو کرند

۱۰. شنیدم کہ کوری دوسہ بے لیل نمودند رغبت بدیدارِ پیل
 چو گشتند بہر مکلش دست سارے ز دندان و خرطوم تادست و پا
 کسے کو گراشیں بخرطوم کرد شگرت از دہائش معلوم کرد
 دگر کو ز دندان نشانی کشید خیالش بچشک استخوانی کشید
 ستوں خواند ساینده پاؤ دست شکم سائی بر بے ستونش بست
 ۱۵ چو بردا اور افتاد گفت ارشاد بزد بر غلط سکے کارشاد
 دروغ کہ بینائی دل نمود بتحقیق چوں دیدہ شد راست بود

حکماں بفرمانِ شاہِ جہاں
 بزرگاں نہ اند بربخاکِ سر
 بگفتند کہ شاہِ فیروزہ بخت
 کہ اے خاکِ بوجِ جنابِ تو بخت
 ۵ ہمہ نیکی انجہامِ کارِ تو باد
 ز ماہِ چہرے اے ملکِ بازخواست
 دو نوبت گرفتن سرِ سرزمین
 بدیں پس کن دیزِ زیادتِ پشو
 کے را شمارِ دِخو دیا رِخویش
 ۱۰ ز مردم نیاید کہ چوں ماہیاں
 اگر بوئے امکانِ بودنِ در آب
 چو دلِ ابرِ فتنِ نیاز آمدے
 چو در آبِ نتواں نظر کرد باز
 ز دریا کے دیدِ غواصِ کور
 ۱۵ ہمہ پسینہ را از مقدارِ ما
 اگر ماہی آرد بہ خشکیِ شتاب
 بپوشش گری تازہ کوفندشاں
 ستایش گرفتند بر تاجِ اور
 سرفراز باشی بہ تاجِ و بہ تخت
 ز پائے تو نیزے بازے تخت
 خدا در ہم کارِ یارِ تو باد
 بزمارِ جانبا ز گوئیم رست
 نہ باشد در اندانِ آدمیس
 ہمہ آرزو را نہایتِ مجھے
 کہ بشناسد اندازہ کا خویش
 تو اند گرفتن در آبِ اشیاں
 نماندے بر اسرارِ دریا نقاب
 ہمہ کس برفتے و باز آمدے
 چہ روشن تواں کرد زینِ پدہ را
 کہ گوہرِ بردوں آرد از آبِ شو
 بقانونِ حکمت رسد کارِ ما
 بجانِ کندن اُفتد چو مردمِ آب

چو از ربع مسکوں بہرِ نعت کار
 بر آں شد کہ در تری آرڈشتا
 در آں حال کہ بختِ فرخندہ فال
 بردوں برد ازین خطہ خاکِ بخش
 ۵ سرارِ پدہ بر شطِ دریا زدند
 جانِ دیدگاں را طلبِ دیش
 کہ چوں من بہ نیرِ نیوانِ پاک
 بگوئی زمینِ دستِ بردم بہ پیش
 بہر کشور از بختِ فیروز مند
 ۱۰ بظانِ ایں نوائیں بساط
 نماںد از بساطِ زمینِ میچ جائے
 کنو نمِ چنانِ ردل آمد ہوس
 نشینم باب اندروں چند گاہ
 بیاید ز ہمتِ مدد خواستن
 ۱۵ بدائش ز صافی ترین جوہرے
 کہ درے کند چوں نشینند جا
 تمنائے ریش گشت آشکار
 تماشا کند قعرِ دریا در آب
 دلش اعناں گیر گشت اخیال
 بدریائے مغرب رسانید بخش
 سربار کہ بر ثریا زدند
 سخن گفت ز اندازہ کاغذِ خویش
 قوی دست گشتم برین نطع خاک
 بچوگانِ ہمت کشیدم بجوش
 دو نوبت زد دم تیج نوبت بلند
 دل دیدہ را تمان کردم نشاط
 کہ نہ سپرد شبنمِ من زیر پایے
 کہ در جویم از قعرِ دریا و بس
 کنم در عجب ہائے دریا نگاہ
 طلسمِ حکمت بر آراستن
 مصفا برای نخستین سیکرے
 جہاں بنید از جامِ گیتی مک

چو داندگان اقیس گشت حال
 ز دند از ضمیر خردمند خویش
 که دولت پناها جوان بخت باش
 ز فرق تو اکیل دولت بلند
 ۵ بهر کار اقبال آرد شتاب
 به رسم درای اختیار آن بود
 بغرمی که در رای هشیار تست
 ز تو بر محیط آشکارا زدن
 نه آب ارچ طوفان آتش بود
 ۱۰ اگر با تو گرد زمین تاختیم
 از بس که در آب لشکر کنیم
 چکار آید آن جان بے اعتبار
 بدین جاں که پشت فدا کرده ایم
 بزرگان که بر بنده فرماں دهند
 ۱۵ علف ببریں یافت گاو خراس
 از آن غازی بز و فاخته بریز
 که در مغزشه محکم ست این خیال
 نفس بر مزاج خداوند خویش
 به بخت جوان بر سر تخت باش
 سر دشمنانت بجنم کند
 نباشد سر انجام او جز صواب
 که اندیشه بختیاراں بود
 کمر حیت کن کاسماں یار تست
 ز ما غوطه در قعر دیزدن
 بهمراهی چون می خوش بود
 غبار ترا کیمیا ستیم
 اگر خشک جاے ست هم ترا کنیم
 که بهر چن روز نماید بکار
 چه منت بود چون دیت خود ایم
 باندازه خدمتش نا دهند
 که کار خداوند خود دشت پاس
 که در حمله کند ست در لقمه تیز

مکن آتش باد خود را منزدوں
 کہ خاکی نگنجد بآب اندر دوں
 ہر آں کار گر نیک گرد کند
 ہمہ کس باندان خود کند
 چو پر کار و حرب بند جائے خوش
 بروں نیار دازد ابرہ پائے خوش
 تھی اں سر آں کس از رائے ہوش
 کہ جوش ہوس انمالید گوش
 ۱۰۔ سکندر یہ پاسخ زباں بر کشاد
 کہ اقبال چوں گشت ہم نشین
 بے پے نشردم بجویندگی
 کہ شویم لب از چشمہ زندگی
 سر انجام مچیں بیالیت مرد
 زمانہ بد اں آبخور رہ نہرد
 بروزی تو اں بادہ زی طاس خود
 کہ اسکندر شس حسبت الیا خوش
 ۱۱۔ گرم جادو اں کردی ایند بر آ
 نمادی لقمہ شہ آب حیات
 چو بر مرگ من بود تقدیر غیب
 ز محرومی آب حیواں چہ عیب
 چہ می بایدم رفتنیں کا دواں
 تماشا کنم چہ یاری اں
 چو مردم ندارد گر نیز از ہلاک
 چہ در قعر دریا چہ بر رخے خاک
 نہ من بہ ز کین خسروم کز سیر
 بزندان غائے شد آرام گیر
 ۱۵۔ اگر او دین غار بر لبست بار
 بن غار من قصہ دریا شمار
 نیایم ازیں پند بھودہ تنگ
 کہ از موج دریا تر سد نہنگ

چو حل شد بقالب فرو نختند د زخندہ صندۂ تنی انکھتند
 بوزن از گل تر سبکساز تر بلطف از دل سادہ غمت از تر
 نشیندہ بیرون نمودے بحال بدانساں کہ درآپ روشن چال
 پیری کرنے صافی و آبدار یہ پھنساہ گزور درازی چار
 ۵ مربع بصورت مطول بساخت کہ توان در وقتن و سر فرخت
 پس از جوہر ہندی کشادہ پست کشند از داخچہ مقبول است
 رسخاے صندوق کرد ساز کہ یکماہ من بود ہر یک راز
 جز اسباب دیگر کہ در کار بود صد پنج کشتی رسن بار بود
 چو شد جملہ اسباب کشتی تمام تساندہ شد شاہ دریا خرام
 ۱۰ ز آب از میان دریا پردہ طلب کرد ہشیارے از ہر گردہ
 نخست از معلم خبر جست باز کہ گوتاچہ داری درین پردہ را
 درین آشنائی کہ شد عمر صرف عجائب چہ دیدی بدیائے رف
 چہ خواندی درین تخت سر منج دو کہ صد بار شستی و شوئی ہنوز
 در احکام توجاے این ازہست کہ چندیں توان زیر دریا شست
 ۱۵ بیا سخن بنوشندہ کار داں سخن گفت باشاہ بسیار داں
 کہ این راوری کاغذ را من است پدر بر پدر کسب کار من است

خیر پیرانِ خوشِ توسِ فزوں که در جوهرِ صیستِ درنگِ بول
 سکنند چو بشنید گفتارِ شماں نوازشِ گری کرد بسیارِ شماں
 به بخششِ درِ گنج را باز کرد زرافشانِ دُخشینِ آغاز کرد
 از ااسیم و زرِ کز عددِ بیش بود تو نگردد آن کس که درویش بود
 چو شکر غنی شد ز گوهرِ کشتی درآمد ز زرنما خوشالِ انجوشی
 بفرمود تا سازِ دریا کنند متاعی که باید میا کنند
 بفرمانِ فرماندهِ روزگار ارسطوی و انا در آمد بکار
 بهر سوبے تیشه زن را نشانند کز آهن تو اند گوهرِ شانند
 بے چوبِ بیابک تر ز گل که از فے بد ریا تو اں بست پل
 بفرمود کاسِ بکشتی کنند نشینند راز و بهشتی کنند
 هنرمندانِ پیشه برداشتنند نمودند همه چهر از مهر داشتند
 کشیدند کشتی بد ریاکنار بسالِ کم و بیش پیش از هزار
 اساسی که بر آب اندستاد شتابنده کو بهی ز آسیب باد
 مهندسِ نوینش آگه نه بود که در در ز او موے راره نه بود
 چو از چوبِ کای قوی شد اساس بقاروره سخن در آمد قیاس
 نشینند مینا گزارانِ روم که بے آتش از سنگ سازند موم
 بدانسانِ رسطو اشارت نمود ز جاجه بر آتش نشانند زود

سه سال تمام انچه پر وقتند سه ماهش کشتی در انداختند
 چو بر غم آں شد خداوند تاج ق که بر تخت چو بآید از تختِ علاج
 بزرگان درگاه را پیش خواند ز دل از پوشیده بیرون نشانند
 که تقدیر بر ما چو این در کشاد که بر آب اینم توسن چو باد
 چنان خرمم از مخلصانِ حضور که از حسن غیبت نباشند دور
 کسانیکه بامادین داوری نمایند چوں یاورانِ یادوری
 اگر سوئے اخلاص را بکند سه اندر زمار ابجائے آوردند
 نخست آنکه در غیبت تابور ز آئین خدمت نه چمپد سر
 کنند آنچه باشد سلامت دل بغوغا نکوشند چوں بے دل
 فراینده دارند در جان و تن وفاے دلی نعمت خویش تن
 دوم آں که از بودن بی طلال ره مایه بینند تا بست سال
 گزاینم ازین کوچ گاه دراز بهم جانبِ خانه گردیم باز
 اگر وعده باشد از بے خود گزایند هر کس بمادے خود
 چو در خانه آیند ازین مزد بوم در دے رسانند از ما بوم
 سیوم آنکه گرما آئمی شویم ق به آب اندرون خورد ما ہی شویم
 سزد که مفتیمان پویند ما نه چمپد گردن ز سر زند ما
 سپارند آراسته چو عروس سر بر یکندر با یکندر وس

بچندین کتب کشند اند نام
 نہ شد روشنم کا دمی سچ گاہ
 ز ملاح چوں حل گشت این سوال
 از نشان یکے پر بیدار معنہ
 ۵ کہ شاہادین آب کائے کہ ہست
 چو از رے دریائیںم زیر
 از این بیش کردن نیارم درنگ
 مرا با چنیں خو کہ کردم در آب
 بد ریادوں نفس ناخو پذیر
 ۱۰ شہ از پاسخ مرد گوہر فروش
 ولی چوں قضای کشیدش کند
 بفرمود تا پیشوایان تخت
 چہل سالہ ترتیب راہ دراز
 ز حیوان از مردم و از گیا
 ۱۵ خبر کش بے مرغ کردوں گرے
 کز نشان ہمہ سہ عقاب سیاہ
 فرو خواندم اسرارِ دریا تمام
 بد ریافرد رفت یک وزہ راہ
 بہ پیران خواص گشتند حال
 پشود ہندہ را پاسخی دانعنہ
 مرا اسپداں گزشتہ زشت
 تو انم کہ مانم زمانی نہ دیر
 بد ریاکہ نے ماہیم نے ہنگ
 چو بودن بحسنہ لخط نیست تا
 ازین بیش چوں باشد آرام گیر
 صدف دارنکے فرو دشت گوش
 نصیحت نیامد بر و سود مند
 ز صحر ابد ریاکشیدند رخت
 کہ باشد ہاں آدمی رانیاز
 اگر شیر و مرغ ست اگر گیا
 سبق بردہ ز اندیشہ تیز پای
 کہ رونے شتابنہ کیا ہاہ

زمهرِ سکندر کہ پایاں نہ داشت در اں مہلکہ کس غمِ جان نہ داشت
 گر ہے بہر جانب اندر شتاب ہمی تاختِ سندسپ چو میں برآ
 نگاہِ شدہ بادِ پائے چنایں بدستِ صبا باز دادہ غناں
 چو رفتند زانگوئے بارود و جام بدریا درونِ خجلِ تمام
 بفرمودہ ارے تلج و سریر کہ احوالِ برکاغذ آرد دبیر
 زرہ دوری غائبانِ حضور نویدِ سلامتِ ساند ز دور
 دبیر آمد و شرحِ مقصود کرد سرِ خامہ را غنبر آلود کرد
 فردرختِ بر رسمِ رے کہ بود بدریا درونِ ماجرے کہ بود

نوشتنِ سکندر سرِ گزشتِ امواج بحرِ اوصافِ تنہا
 صندوقِ الطافِ معلّم و مضاحکِ ندانِ ہنگام
 و حملہ آفرانِ مہیاں و غلغلہ سلاسلِ آب و طب
 و یاجس بنِ اربابِ باد و ویراںِ ماجرے مُرغانِ آبی
 و شاہیاںِ بحری و کلنگانِ بانی و ایں حاصلِ حاصل
 را پیلے عتابِ سوے باز ماندگان

کہ آن اودہ کارائش مہدست
 ہمہ سرفرازان بصد گونہ جہد
 چو شہ راز اندیشہ کارِ شاں
 کسی اکہ دید از ترددِ خلاص
 ۵ گر ایندہ راسخے دریاے شور
 بفارغ دلی زان مہشتی سواد
 چپ راستش خضر الیاس ہم
 فلاطون دانندگان دگر
 مہندسن میں سوائے شد تختہ سا
 ۱۰ حکیمان انا ورق سنج راز
 حرفاں بے دستج ریختن
 ندیمان موزوں فسانہ سگال
 سراں ہر یک از روم و بلغارک
 تر غم سرایان رومی سرود
 ۱۵ بدیں شادمانی و نیک انتری
 بجہید گشتی از آسیب موج
 برا و رنگ دولت و لیعہدست
 وثیقہ نمودند دستند عہد
 دل آسود بر صدق گفتارِ شاں
 ہمراہی خوشتن کرد خاص
 بر غبت و اں کرد ہر راہ دود
 توکل کناں پایہ کشتی نہاد
 پس پیش ارسطو بلیناس ہم
 بحسری خاص بستہ کمر
 منجم دگر سوائے حسن شاہ
 ز قانون حکمت گرہ کرد باز
 طبیبان بشرت در آیینستن
 نظیرے رواں کرد جبرِ حال
 جہانے بر آستہ چوں عروس
 بگردوں سائید آواز رود
 رواں گشت او رنگ اسکندری
 برآمد سبزو با نہا با وج

ہر آنچہ آسمان ہبہ باد و نقاب
 ز غیب آنچہ خبر بے ماست حرف
 بنجاک از اجل کرد ہر کشتاب
 شدیم آرزو مند خاکِ سیاہ
 ہنداریم بر میلِ سرمہ ہوس
 اگر خاک بنیم کیے میلِ پیش
 چنانست در دیدہ تعظیم خاک
 کجا خاک در دیدہ ماکنوں
 چہ بازیچہ گشتیم بچیم کس
 ۱۰ ملک بدم اول ہم خاک را
 چگونہ نگردم دریں شرم غرق
 بدریا فرو رفتہ بہ خاکِ من
 بزرگی گوہر نگرز اخترم
 کجا ابردارِ خبہ نہیں گہر
 ۱۵ نہ ابراہین گوہرے ساز کرد
 چنان شیش ازین ایت افزا ختم
 نماند اشت آورد اینک بر آب
 کجا شستہ گرد و بدریاے شرف
 کشاں برد ما را اجل سے آب
 بیک میلِ سرمہ نہ یک میلِ اہ
 ہوس میلے از خاکِ اریم ہوس
 دو مردم چشمِ صیدِ پیش
 کہ چشمِ رہزار آبِ شستیم پاک
 تیمم کند جسمِ بدریا دروں
 کہ بر آب بازی کتم چونِ خاں
 کنوں حاکم لیک خاشاک را
 کہ نہ بود ز من تاجس بیچ فرق
 کہ خرمہ شد گوہر پاکِ من
 کہ گم گشتہ نہ بجز در گوہرم
 کہ در گوشن ہی رساند خبر
 کہ آوازہ گوشِ صدف باز کرد
 کہ از پیلہ بر پیلِ حلِ سستم

۱- یک یک - ۴- زیک میل راہ - ۶- ق - اگر خاک دہیں بنیم بہ پیش ۱۵- م - نہ ابرے چیں

تمحکاہ رواں کردن

سخنِ انخت از رہِ دین و داد
 بنامِ جہاں فہرین کرد یاد
 خدے کہ بر مردم چہ سز
 پدید آر داندیشہ نیک و بد
 یکے را دہے خوشی شتاب
 یکے را کند غرق و قسرب
 کسے را کہ کرد او بھول
 بدریا فرستادش چوں توں
 و گر خواست کسِ آبِ خشکی ہلاک
 ز تریِ خشکی ز حکمش بکار
 بہر جانبے کا دی را پست
 پس آں بہ بود راہِ یابندہ را
 چو شد گفتہ ہر چہ آں بود ناگزیر
 بہینِ خستہ دولت اسکندر وں
 درین نامہ با آرزوے تمام
 سلائے کہ از جاں بر آرد خرو
 بدانکہ چوں مابہ نیزے بخت
 نہ مار خود افتاد ایں سو خرام
 تو اناکشاں می برد چوں دواں
 بدو نیک عمر آنچہ سنجیدنی ست
 بنامِ جہاں فہرین کرد یاد
 پدید آر داندیشہ نیک و بد
 یکے را کند غرق و قسرب
 بدریا فرستادش چوں توں
 زدریا کشانش بردے خاک
 نہ تنہا منم بل چمن صد ہزار
 گرایش نہ از خوشی تن از دست
 کہ معذور دار و ستابندہ را
 کنوں باز گوئیم را ز جمیسہ
 کز دگشت روشن ہمے دم رہیں
 ز اقبالِ مادر پذیرد سلام
 گواہی دہد ز اندہ سینہ جوش
 ز خشکی بدریا کشیدیم رخت
 کہ تقدیر برد از کفِ مازام
 تو اندکہ باز ایستد نا توں
 چکو نہ نہ بنیم کہ چوں دیدنی ست

فلک میں کہ چون ادا جائے در
 چو من گوہرے را بکام نہنگ
 تنِ ماتلخ آبِ دریا بسلخ
 دہن تلخ بلِ عمیشِ نازِ تلخ
 شدہ نازِ رخسارِ ما آئیے
 ہماے چو من گشت مرغابیے
 دخت ارچہ سبرش کند آبخورد
 شود نیز از افزونی آبِ زرد
 ۵ چو مار از خضر آبخوردی نمود
 ہماے چو من گشت مرغابیے
 چہ حال آدمی را درین ناخوش آب
 کز زرد شد چشمہ آفتاب
 زجاں ہمدراں کو شستیم دست
 کہ مار ابدل جو شِ دریا شست
 عجب نیست رفتن بدریا فراز
 عجب این تو اس گفت کا ئیم باز
 چوبے پردہ شد تا بدین جائیگاہ
 ۱۰ گر آبی ز بجئے شود رہ گراے
 ز رہ نیست گذشتن از نیم راہ
 دگر دودے از شعلہ بالا شدہ
 نما ند بجانا رسیدہ بجائے
 اگر تریے از شست پرواز یافت
 فرو ناید از ابر برنا شدہ
 گزشت آن کہ رہ باز پس دشتیم
 نیار دسر از نیم رہ باز یافت
 چرخسارے چوں من از بیم جاں
 برفت آنچه در سرموں دشتیم
 ۱۵ کنوں ما در این اہ دور و دراز
 بجاے رسیدہ بتاب غناں
 کسانیکہ دارند در صبح و شام
 گر آئیم یا خود نیا ئیم باز
 ق بیدار ما آرزوے تمام

کنوں مردہ بہ اژدہا ہے چومن
 کہ از جامہ غوک سازد کفن
 چہ شام کہ بر غیر پایاں آب
 زد خمیہ همچوں سوارانِ برب
 شتابندہ کشتی چو تیر از کماں
 زبر آسماں نیز زیر آسماں
 زیانماے کشتی ز موج بلند
 بابر سیہ چاک داماں فلکند
 ۵ وگرا ز تہش موج بالا شدہ
 صدقُ اردو قعر ریاشدہ
 معلّم کرین تخت شد حرفِ پنج
 نیا موت مارا بجس حرفِ پنج
 جہا میں ز گردون بیداد مند
 کہ چوں من شہی سانتہ تختہ بند
 اگر تختِ جم رفت بر خاکِ سخت
 مر ابادِ پایندہ حالِ تخت
 چو فرماں نویسیم بر آبِ ثرف
 ز بادِ صبا و ام خوہم حرمِ حرم
 ۱۰ وگرسکے بادشاہی زینم
 رقم بردر مھاے ماہی زینم
 محیط ہوا گیر محبش چودود
 بابر سیہ ادا آبِ کبود
 زہماری سطح آئینہ رنگ
 ازیں سوئے چیں میں فناں سوزنگ
 نہ از مرغِ آید گوشتے نوا
 نہ بنیم پزندہ در ہوا
 رواں کشتی اند ماہیاں گوشگیر
 چویش جو ایشِ قصابِ پیر
 ۱۵ ہر اسندہ مرد از تنگِ رواں
 چو منعم نہمایگانِ عواں
 دہانِ نہنگاں شدہ موج گیر
 چو مقراضِ آہن بقطعِ حیر

۱۔ سل۔ بہر بحر ناپائے آب۔ ۲۔ سل۔ بہر آب باشد زبر آسماں۔ ۳۔ م۔ ق۔ س۔ بچو منم و چوین تختہ
 ۴۔ م۔ نہ ماہی بخند۔

دبیر آمد و نامہ را اسکر کشاد
 سر گنج پوشیدہ را در کشاد
 چونام سکندر را آمد بگوشش
 جگر گوشہ اخون را آمد بجوشش
 نخست از جدائی ہزاری گریست
 خود از خج بے گریہ زار گریست
 پس از شادی فرودہ زندگی
 بیاراست بزم بفرخندگی
 طلب کے دنام آورانِ سپاہ
 ز آیندگان تنگ شد بارگاہ
 نشستند بفرشِ دیباچہ نہ
 چو گل تازہ کردند رخ ز آبِ رز
 صراحی در آمد بجاں پردی
 مغنی بہ نیزنگ افسوں گری
 بزرگان ہر سو چو آہستہ تاب
 بحر کہ ملک ادہ چون تاب تاب
 ہر جہ گنجینہ فشانند
 خزانہ چنان ز ہر سو میل
 ز بخشش جہان گیتی فروز
 چو داد طرب ادا تہفت روز
 بفرمود تہفت روزہ دگر
 بہر مجلس کامرائی کنند
 بشادی بزند اہل دولت بسر
 نشانند مطرب فشانند مال
 جہانے ز عشرت پُر آوازہ
 جہا ہر یکے میسمانی کنند
 رسانند بر کو سِ شاہی دال
 نشانند مطرب فشانند مال
 ہر جانبے مجلس تازہ گشت
 رہا نے ز عشرت پُر آوازہ
 طرب شد بازارِ عالم فراخ
 درختِ سعادت بر آواز شاخ

سزد کرد دل چشم چوں برق و میغ
 دعاے ندارند از مادر یغ
 مگر کرد دعا ہای اہل نیاز
 رُخ مہربان تو اں دید باز
 کز آن فتنہ کش کم نشان یافتند
 غناش بہت دعا تا فتنہ
 خدا عمر بخشا و عمرے چنساں
 کہ تماند از ما حوادث غناں
 کہ تا سوے خوشیاں مہرِ تمام
 دعاے خود آریم خود و اسلام
 چو نامہ مہرباندر آمد شتاب
 در آنختندش بیایے عتاب
 شائبہ شد مرغِ آموختہ
 رہے را کہ رفتند در خیال
 دو دیدہ مہربان گمہ دختہ
 بہشکر کہ آمد شتاباں چو باد
 دو ہفتہ گزشتش بہ سیر و بال
 بہر حرف از موج دریائے پُر
 خورش گاہ دیر نیہ را کرد یاد
 فرو آمد آں جا کہ خو کردہ بود
 گہوشِ نویسنده میرِ بخت دُر
 دویدند بنیند گاہ سوئے او
 دل تہو و معسرِ بطخوردہ بود
 بد بگوئی طعمہ دلپذیر
 کسانے کہ بودند رہ حجبے او
 ملکزادہ ز اں پیکِ راحت سا
 گزفتند و بردند سوئے سیر
 نشائے براں مرغِ میمون فشانہ
 ثنا گفت بر منسِ بکیاں
 گرامی ترش داشت از صد ہائے
 بہ تعظیمِ برشتِ دستش نشانہ
 برو از مرہ گوہر انداز کرد
 گئے بر سرش بوسہ زد کہ بیایے
 پس از پائے او نامہ ابا ز کرد

بجھیتِ دوستاں سے نہ
 پر اگندگی را ایک سوے نہ
 بدوری مکوش را چہ بدخوشیا
 کہ دوری خود افتد سرانجام کار
 اگر جامہ تنگ ست پارہ مکن
 کہ خود پارہ گرد و چو گرد مکن
 فرن شاخ اگر میوہ تلخ نیست نیز
 خود افتد چو پیش آید شش برگ نیز
 ۵ چو لا بد جدائی ست از بعد زینت
 بعد اجدار استن ہر حسیت
 ازاں تیغ بردشت این شپتِ خم
 کہ پیوند یار اس کشاید زہم
 ازاں دشمنی ہا کہ در خجے دوست
 نیار دیک جابے دیدن دوست
 رفیقے کہ با وصل شد کار ادا
 مباد اپرا گندہ بازار ادا
 گرازاں مغی افتد جدا
 ز نالہ کند چسبج را پر صدا
 ۱۰ بہیں چوں بود حال آں ناصبو
 کہ دور افتد از خانہ خویش دور
 دل مردم آں گاہ تو سن بود
 کہ آزاں چوں سر و دوسن بود
 چو گرد گرد گرفتار اندیشہ
 نزار و کج بنر عاجزی پیشہ
 خردوشی ار چند باشد حردن
 ز آسپ یک نشتر آید زہوں
 حریف را چہ تلخ نیست بدخجے نیز
 نماید پس از یزدیدن عنبر نیز
 ۱۵ بدست اندرون چشم تلخ و دم
 ز آسپ یک نشتر آید زہوں
 گھمے کہ مویش بود سینہ گز
 دبشتہ آں آب حیواں بکام
 بر منہ تنان احریست و خن

کشاد آسماں خور می راباط بدلمائے نعلین در آمدنشاط
 باندازہ خوشی تن ہر کے ہی داد نقدے بہر مفلے
 ز پس دین ز زہر گوشت نماذ از جہاں هیچ بی توشہ
 دریں پدہ زینگونہ بازی بست کے کیس نہ اندچہ فارغ کست
 بیاساتی آن کمیائے وجود کہ بے ہمتاں اور آرد بحد
 بمنہ کہ تاشادمانی کنم ز گنج سخن دُشانی کنم
 بیامطرہ بامو بمو باز جوے ز موے کما پنچہ نوائے چوموے
 کہ تا چوں بستاں رسد سازاد گوارا شودے ز آوازاد

در قیمت دانتن سلک صحبت اگر ہمہ یک شبست
 چوں این شتہ باریک و تاریک در ست مانتہ زنجیر
 گسل ست ناگستہ ست گوہر مردمی در خاک گم
 نگشتہ نظامِ عمل غنیمتِ کام دہن

گر آسایشے خواہی از روزگار جبالِ عزیزاں غنیمت شمار
 دل از رے ہم صحبتاں شاکن بہ نقل و بہ مجلس آبادکن

کدام آب دیده است دجے شال دل چگونہ است پہلوئے شال
چو از مخرامی سوئے خانہ باز بیاراں بری ماجرے نیاز
بدرویزہ چشم یاران من تماشائی جوئے یاران من
فغانِ اس حریفانِ صحبت گسل کہ یکہ ز ما برگرفتند دل
ہیک نامہ محسم نکردند یاد کہ دل خوش کنم ز اس ہمایوں یاد
ہراں نامہ کز یارِ جانی بود طرب نامہ ز ندگانی بود

حکایتِ مجنوں کہ نامہ لیلی را بر رگِ جالت و تیش بہ بست

۱۰. شنیدم کہ مجنونِ دل خستہ ز بیماری تپ شدہ فروختہ
چناں سلخ کردش فلک صبحِ ثام کہ چون تپہ نوشد بہاہ تمام
ز ہرگونہ دار و برنجختند فراخش بھتت بیامختند
ز معجونِ شربتِ بکشت کار بہ تعویذِ افسوں رآمد شمار
یکے گفت ہر تپ کز اندازہ پیش بافسوں تو اس دور کردنِ خویش
۱۵. دگر گفت تعویذِ افسوں بہت کہ نالندہ راستہ رستی بہت
چو گفتند ہر کس نہرگونہ پسند سخن گفت بیماریاں بہتہ نیز

تن از فاق چوں ناشکیبا بود
 خورش گرسبوس ست حلو بود
 جد اماندگان را از دپرس سوز
 که چوں میرساند شبے را بر دوز
 مرا دوری دوستانِ عزیز
 جگر خسته گرد دل آزرده نیر
 فرو مردم از حسرتِ دوستان
 چو پیل از تنائے ہندوستان
 ہ کسانے کہ بر رے شان بپڑی
 میان گل لالہ خوردیم مے
 کنوں سے بستان چه پویم فراخ
 کہ یک مرغ از ایشان نیم شاخ
 تہی گشت از تازہ رویاں سرا
 بیکبارہ گشتند غربت گرے
 نشانے نہ منیم کنوں ان نشا
 کہ در فلک رنوشتاں بٹا
 زمانہ نذر حبس نایس هیچ کار
 کہ اول حد شربت آخر خار
 ۱۰ ہزاری چرخوں نگرید رہی
 کہ از ہر ماں بنیدایواں تہی
 کنوں رفتہ را باز جستن خطا
 گزشتاں کہ با ہم نشستم و خات
 کہ بسیار جہتند و کم یافتند
 بزرگان پس فتنہ نشتا فتنہ
 نہ تیرے کہ بریں پرید از کماں
 نہ بعد از شدن باز گرد زماں
 چه دارنی خبر از حق یافانے
 کجا بودی اے مرغ فرخندہ پے
 سفر تا چه جاسیت منزل کہ ام
 ۱۵ بشادی کجائی گزارد گام
 شب سایش خواب چوں میکند
 کجا روز راحت فروں میکند
 بر بیان مے میہان کہ اند
 بعیش طرب ہمجان کہ اند

شد او نیز و دیباچه شاه برد
 ملکت اده را زان گرامی سواد
 همان اولین عیش بر کار بود
 و زان سوچو دار لے دریا نور
 سوائے دگر تازہ پر دختند
 شد او نیز و نامہ کہ با خویش دشت
 ضمیرے کہ نو میدیش بود یار
 چو زان بشیر راہ پیمود گشت
 بگنجید در چارہ چارہ ساز
 بجائے رسیدند لرزاں چوبید
 ہمہ سرخ رویاں شدہ زرد و
 بود آدمی گر چہ بخنجر لیس
 پس از مُردن آنکس علم بر فراخت
 چو ہر کس رآں حال بیچارگی
 کسانے کز ایند خبہ داشتند
 جہاندار گر چہ جہاں شاہ بود
 خدا را بدرمانگی یاد کرد
 نمودار دریا بہ کوحسہ سپرد
 جہاں بر طرب مُردہ تازہ داد
 از ان بشیر کاؤلیں بار بود
 سہ سال دگر عجب آب کرد
 عقابے دگر در ہوا تاختند
 پذیرندہ نامہ را پیش دشت
 قوی دل شد از سخت امید دار
 ز نامہ کشتی قاصد آسودہ گشت
 کہ نتوان پایے فرستاد باز
 کہ باز آمدن انباشد امید
 بہر مہجے از جان تن دست شو
 محال ست کز جاں توان گشت سیر
 کہ اوقیت زندگانی شناخت
 بحیرت فردماند کیبارگی
 نیایش کنان دست برداشتند
 ولیکن ز خاصان در گاہ بود
 حصار دعا میں آباد کرد

کہ جز دود کا گرچہ یاری رست مرا نامہ دلبر من بس ست
 سوائے کہ لیلیٰ فرستاده بود ز بہر چہ زورش آمادہ بود
 طلب کرد بر سینہ خویش سود شفا بیشتر یافت چوں پیش سود
 ہر ان نامہ کز یار گوید حسن فسون حیات ست و تعویذ تن

رسیدن سکندر نقطہ گاہ محیط و خود را در شیشہ
 کردن بتوکل باموکل آب رغور دریا فرو شدن
 در زیر پرده زبده حالات علامات آب انظار
 کردن ازاں آب گنج فکلی زود بر آمدن وسوسہ غریب

آہنگ کردن بہ پایاں رسیدن عمر او
 سرانیدہ مرغِ این بوستان سرالیش چہیں کرد باد بوستان
 کزاں پس کہ سکندر کامیاب رواں کرد نامہ بیای عتاب
 شتاباں ہمیں شد بغرم دست شائبہ ترزا پنچہ بود از نخست
 چو شد چارسالہ رہ پیش باز بر غے دگر بہت منشور راز

چو در سختی آفت او کار شما
 میندیش ازین پس دریغ زین
 درین پرده کاندیشه کاست
 منت همه دایزدت نهام
 قضا را به تسلیم و مساز کن
 جهاندار کاں محرم راز یا
 چو شد چشمه صبح رخشان شرق
 هوا قطر باداشت نزدیک و
 بفرمود فرمانده روم و زنگ
 نگذند هر سو لنگر در آب
 سکنه بر آهنگ کاس که داشت
 بدستور دانا که بر کار بود
 که مارا هوسهای ناسودمند
 سزد گر شمار از من فتنه جو
 چون زیر دریا کنم جای خویش
 بامید جان بخش گیتی پناه
 گر ایم بروی نه پر هراس
 بمن داد غیب اختیار شما
 که دادت قضا دستگاه شگرف
 دروں و که یزدان گمداست
 که بنماید و باز آرد بجای
 بس هر چه توانی و باز کن
 در چاره بر خوشتن بازیافت
 در آن چشمه شد کشتی ماه غرق
 در آمیخت یک پل بدریغ نور
 که در جنبش کشتی آید درنگ
 فرو شد سرباد بنا بخواه
 برو رخت از دل شمای که داشت
 وصیت نمود آنچه چار بود
 ز راه سلامت چو یکسو فکند
 ز بهر سلامت تبا سید رو
 بجای همگان نهم پای خویش
 مرا تا بصدر روز بنیند راه
 شناسم حق مردم حق شناس

نجست از فلطون بلنیاس را پناہندہ شد خضر الیاس
 چو دادند قفل دعار اکلید کلید در چارہ آمد پدید
 در اں عاجزی منوس بکیاں فروماندہ را گشت یاری رسان
 شبانگہ کہ برقع برہنگد ماہ پوشید گیتی حیریر سیاہ
 رواں گشت پروین ز چرخ اسیر چو بیخ در دست فروت پیر
 سکندر بخلوت گیر بندگی بہ نزدیک مرگ از غم زندگی
 کہ در گشت خلوتش ناگماں سر و شو پدید ارگشت از نماں
 جوانے بگردار سرد بلند رخ فرخ و سپیکر ارجمند
 فرشتہ ولیکن بہ شکل آدمی نہ مردم لے صورت مردمی
 جمالے کہ نتوان نظر کرد دور ز سیماے پاکش ہمیر بخت نور
 برو تا زگی کردشہ اسلام شہش داد پاسخ بعد تمام
 بدو گفت کای سر بسر نور پاک تمتد و ز آلایش آب و خاک
 فرشتہ کہ گویند مانا توئی کہ مردم نہ باشد بدیں نیکی
 و گر مردمی چون دیوان آدمی کہ مردم نہ دیدت کہ چون آدمی
 سر و شش نجستہ سخن در گرفت ز راز نماں پردہ را برگرفت
 بگفتا کہ گر پرسی از من صواب سر و ششم نیز داں موکل بر آب
 محیطے کہ شناخت کس غورے بہین مرا ہست یک قطرہ خورے

شکنج رسن ہاکش دند باز
 بد ریادروں رفت دریائے
 فرومی شد آن دجِ گنجینہ سنج
 ز جنبیدن آبِ مہدے چناں
 سکند رہمد اندروں ترسناک
 شدہ زرد رخسارہ لالہ گوں
 ہی شد ز حستی کنارہ کٹاں
 جواں خستِ فرتخ از اوج گاہ
 سر و شش برسید کایِ نیکخت
 خرد نام آں کسبِ نجاک افگند
 اگر آدمی زیرِ دریا رود
 کجا ہوشمند این تمنا کند
 تو ہستی بچہ گرچہ تنگ ست چاہ
 از اں جو ہر عقل گشت ارجمند
 ہر آن جانور کہ خرد ہست پاک
 ترا با چنیں عقلِ دانش فزائے
 جہاندار گفت ای مبارک نفس
 اجل اسپر دند رشتہ در آن
 برآمد ز دریادلاں آتشی
 فرشتہ برا بزرگسبان گنج
 چو طفلانِ غازی مستلق زناں
 چہ باشد بد ریایکے مشیتِ خاک
 چو ز روی کہ در بقیعہ باشد دل
 عجب ہائے دریائے نظارہ کنناں
 فرو رفت در بوجِ ماہی دو ماہ
 چہ بود تہا کردنِ تاج و تخت
 کہ خود را بخود در ہلاک افگند
 بود ماہی کو بصرِ آلود
 کہ جاں بر سر یک تماشا کند
 کاجلِ ابریش فراخ ستاہ
 کہ پیچیدہ دارِ دغاں از گزند
 ہر اسندہ باشد بخس از ہلاک
 بسوے خطر چوں واں گشت پائے
 نہان خرد چوں در آید ہوس

دگر باشد آسب از روزگار قضا را بیک چوں من صد هزار
 شما جانبِ خانه گردید باز من و قهر دریا و راه دراز
 در افتائی شاه دریا نظیر پذیرفت دستور دریا ضمیر
 چو ششم اول آسودن از بینه بر آئین مهدی درآمد بینه
 همان خوشه کاه گور فردوس بود موافق چو حبیبس با قوس بود
 ز هر دانه آب حیوان بگوشش که در راه ظلمات آتش سردا
 نه از خوردنش دل بخورن کشید نه معلول علت شد آنکو چشید
 گیاهای دیگر بتن ساز دار که باطل نکردد مزاج از بخار
 بیاورد آن شیشه ابعاد از آن نشست اندر آن شاه عالی مقام
 چو نبشت در شیشه آب تنگ سر شیشه اگر محکم چون سنگ
 بفرمود کاه دُج لولوی تر برشته در آرد همچون گهر
 بهر چار سوش طباب افکنند توکل کنانش به آب افکنند
 پس آنگه در آن غوطه کاه بپاک امانت دهندش نیرودان پاک
 که از فر فرمانده تخت گیر پذیرنده را که بود ناگزیر
 رسن چسپت کردند تا بوت را بدانسان که از رشته مایه قوت را
 چو شیشه معلق شد اندر طباب بر آتش نهادند همچون جباب
 از آن شیشه کوکان الماس بود رسن در کف خضر و الیاس بود

ترا میرسد کیس تماشا کنی
 کنوں باز کن دین پیش میں
 بگفت این بردشت با بگ بلند
 بشویدن آمد ہم آپ شور
 ۵ دراں جوش دریا کہ می شد
 نہنگان ہاں ہزاراں ہزار
 بلا قلمہ کام خندان شاں
 کسں ہمایاں بیکل شگرف
 جہانے دراز و ز سر تا بدم
 ۱۰ کشف ہر یکے گشت کو چرواں
 چو این از ہاں پدید از نہفت
 کزین جانور کا دیت در حضور
 پوشیشہ ز سنگ دگرگوں بود
 شہش گفت کو راستایش شہت
 ۱۵ سر و شس از چناں پاسخ دل پسند
 پس آنکہ در ایشان چاں تیر وید
 بدیں قطرہ آشام دریا کنی
 تمنائے اندیشہ خویش میں
 کہ ز زلزل و قعر دریا فگند
 تہی شد ز پہلوے بیندہ زو
 شتابندہ شد جانور فوج فوج
 سر بچو کوہ و دہاں ہجو غار
 اجل چاشنی گیر دندان شاں
 پلڑ بستہ ہر یک بدیے زلف
 کہ دریا بہ پناہ شاں گشت گم
 چو پیلے برا فگندہ برگستواں
 نمایندہ ہاں بیندہ گفت
 یک آسیب اگر تو آید ز دور
 اگر کوہ برے زند چوں بود
 کہ بے منت تو نگہبان ماست
 دہاں ابھر ادب کرد بند
 کہ یک یک شدند از نظر ناپید

چو من آرزو بردنِ رانِ غلام
 ترا گرد هد دست کارے بکن
 ہو خواہ زد دست درد مہم
 گزیرست سنگِ بد اندیش را
 ۵ ملامت بگاہ سلامت دست
 چو آتش بر آرد ز پروانہ دود
 چو غلطیہ طفل شد آزرده سر
 من آن دوشستم ز جانِ خود
 تو زینجا کہ گفتی برے صواب
 ۱۰ نیوشندہ آسمانی سرشت
 کشد ابرو از رے خویشد کش
 کہ دل را فراہم کن ای سرفرا
 من را باز پڑے نمودم ترا
 چو دیدم تنومندیت را عیار
 ۱۵ یقین شد کہ دانا دلت ز پو
 عجب لے دریا اگر منکرست
 ہوس ابدی بجا کشیدم ز مام
 و گرنہ بے گفتہ اند ای سخن
 بدایوانگی طعن زد د شمنم
 کہ دیشیشہ خود کردہ ام خویش را
 سلامت چو گم شد ملامت خطا
 رہانندہ گردست مالک چہ سود
 طباچہ زنی گرد آزرده تر
 کہ در کام ہای زدم شست خود
 بکن در نہ بگزار ہای در آب
 شد از تازہ روئی چو باغِ بہشت
 بسایخ دل شاہ را کرد خوش
 کہ بردار دایں رنجبار ادا
 بنیرے طمع آزمونم ترا
 کہ آخر حمانی کز آغا زکار
 نترسد ز دریا و چہ اندرست
 ترا دل ز دریا دلاور ترست

کہ لے بیو فام دم ناسپاس کہ لطفِ خدا را نہ حق شناس
 جہاں ابدیدی ز برتا بزیار نہ گشتی ازیں گشتِ بیودہ سیر
 ز چندیں بخشکی و تری خرام چہ حاصل شدت جز تماشاے خام
 دلِ مردم از پردہ بیرون شود چو قوت از شکم داری افزون شود
 ۵ دود و دام چون یافت مقدار خود فرح ہم نشیند پس کار خود
 اگر پیل ز رن ست و گر گرگ شیر صبوری کند چو شکم گشت سیر
 ہمہ جانور چون بود معینمی بہفتنہ بکوشد مگر آدمی
 کہ چون توشہ کم شد ملولی کند و گر پُر شود بوالفضولی کند
 کند ہر چہ اندیشہ روے کم گمت ز مردم تبرا ز ہر مردم ست
 ۱۰ سکندر کہ گفتار شاں گوش کرد سخن افزو خورد و خاموش کرد
 دگر بن بستوری رہنماے زمانہ ز سپیکر تہی کرد جاے
 دگر بار دینش آمد سر و ش باطرافِ دریا در افتاد جوش
 سیہ روز نے گشت پیدا زدو کہ پچاں شد از چشمِ بنیدہ نو
 دوندہ جو برق از قوی پیکری نہ در خشکی ایس نوع نے در تری
 ۱۵ مثالے ز گفتار شایان نہشت دور و زود و شبِ فیاں نہشت
 ز بس طر فہ کا مد نمود اراد عجب مانند بینندہ در کاراد

چو آں شعبہ عنہم رہ ساز کرد
 جہاں بازی دیگر آفت از کرد
 ہمہ آب آں کار گاہ و بال
 شد آئینہ پُر حسنہ از خال
 طرف بر طرف شد کراں بکراں
 جانے پُر از آدمی پیکراں
 معلق زماں سو بود رشتاب
 چو طفلان کہ بازی کنند آب
 ۵ ہمہ بوزنہ صورت و سُرخ رُے
 بجز در زخ میچ ناستہ مئے
 بردن حبت ازین پردہ آبگوں
 چو لعبت کہ از پردہ آید بڑوں
 نہ اندر و چوں بشیشہ پری
 در آئینہ صاف اسکندری
 کشادند با کار و نہ مئے خود
 بر سیم خود اندیشہ مئے خود
 در ایشان چو شہ کرد نظارہ
 ۱۰ بہ پُرسید کس قوم پوشیدہ نیست
 اشارت کہ از دست پامیکنند
 حدیثے کہ بود آشکار و نہفت
 چہ رازست بہر چہ پامیکنند
 کہ ایں طائفہ مردم آبی اند
 چو پُرسندہ پرسید گویندہ گفت
 بہ نیز مئے من مئے تو را ندہ اند
 ۱۵ کہ ایشان کہ در آب مہی و شند
 کہ پوشیدہ از خج و دولابی اند
 منم ترجمان کاندین حساب
 چو دیدند حیران فروماندہ اند
 ہمہ تابدین طے کمتر کشند
 بگفتار خود می کنندم سوال

بخاطر ہنوز این تمنا کنی کزیں گو نہ نخستے تماشا کنی
 شہ ارچہ بدل داشت بیش ازیر ہراسے کہ بود دست جائے ہراس
 ہم از عاجزی پشت را خم نکرد ز نیزے دل ذرہ کم نہ کرد
 بد گفت کای بر نہاں پرده دا دریں پردہ دیگر چه داری بیا
 پاسخ سر و شن سپیدہ گفت کہ دانستہ را بر تو نہ توان نفست
 چنین و ششم گشت زالماعنم کت از نقدِ حستی تہی گشت جیب
 سبک شو کہ جائے گرانیت نیست زمانے فزوں زندگانیت نیست
 تو دانی کہ در زیر دریا شدن بے سہل باشد ز بالاشدن
 و راز وعدہ رفت گیری شمار ز صدر روز ماندست باقی چہار
 سہ ماہ زیر دریا شدہ رہگرایے سہ شب چوں رہ رسیدن بجایے
 جہاندار از اں پاسخ ہولناک بہ بیہوشی آمد ز بیم ہلاک
 دلش داد گویندہ راہ میں کہ ترساں بود مرد کوتاہ میں
 ازینجا کہ درست امید جہاں بروں تانیائی نیابی اماں
 ہنوز ت بے دل فردزی بود جمالِ عزیز انت روزی بود
 و گرد نہ نظارہ داری ہنوز بد ریادوں کامکارِ ری ہنوز
 پس از رہ نوشتن بچندین شباب چہ دیدی دو ہفتہ دوسہ گرم آب
 بود جانور کا یاد نہ اندر حسام تماش نہ مینی بال تمام

دگر رہ بشورید دریا چناں کہ رفت از کف مرد و نانا غناں
 عجب ہیکلے دیگر از آب بہت بے زان عجب تر کہ دیدہ تخت
 گزشت از نظر کوہ دریا خرام تمام از پس هیچ روز نشام
 کہ قافے بود از چہ بے سنگ بود کہ در قعر دریا شش تہ تنگ بود
 ۵ چو رفت آن قیامت بر پردہ درو قیامت شے دیگر آمد بروں
 پس از ہفت تہ دید پائین او کہ گم گشت ز یاد رآمین او
 چو کیو گزشت آن شگفت خیال شگفتی دگر گشت جنبش سگال
 بشورید دریا چناں تا بدیر کہ زیر وز بر شد ز بر تا بدیر
 جہانے زمیں نظر شد نہاں دگر گشت پیدا اہماں در جہاں
 ۱۰ ز بنید گانے کہ رفتند پیش پیدا رید دیگر بقدر آبش
 بہر جانبے کو گزر گاہ داشت شکم بر شری پشت بہرہ داشت
 بقدر دھو سفتہ در آن چارسو جہاں بود تیرہ از آن تیرہ رو
 جہاندار با آن دل زور مند فرو ماند بے طاقت و مستمند
 سلامت در افتادہ بودش رپا بہمت ہمیداشت خود را بجا
 ۱۵ میاںجی در آن معرض عمر گاہ چو شکل دگر دید سیمائے شاہ
 بخندید در پردہ کردش سوال کہ چون دیدی ایں پردہ چہ خیال

شہنشاہِ بے تعظیم آئیں پرست
 ہند دند باش ز شکلیں حسیر
 بے بوسہ دادند بر پاؤ دست
 برآمد ملک تیکہ زد بر سریر
 بدریا ز رنج و دبا لے کہ دید
 نینوشند گاں چون صدق جملہ گوش
 دین بود کز چرخ فیروزہ و ش
 کہ فرماں بریں گو نہ دارم غیب
 نہ ہے کا دی ہرزہ سالہ تمام
 بگو تا بہ آہنگِ راہ دراز
 یقیں گشتہ بود ارچہ از جانِ پاک
 و لے چون لش سے دیدار بود
 ہما نجاں سے راہ جو یانِ خویش
 اسیرے کہ تیارِ حیرتِ خود
 بزنڈاں روں مرگ باد و ستاں
 بہ از عمر صد سالہ در بوستاں
 بسمِ رہ آور دی بردیش
 مکن بادشش گر غم جاں خورد
 بجا دیدی عمر نونشد نوید

حکایتِ مردے کہ عمر از برائے وفاے
 دوستاں خواست بیوفائیِ نخوت

شہنشاہِ بے تعظیم آئیں پرست
 ہند دند باش ز شکلیں حسیر

ہماں یہ کاندیشہ درے گمت
 نہ اندازہ دیدن مردم ست
 دلادرتو بودی دریں اوری
 کہ دل ادبردینت یاوری
 زماں سیل دریا ز اندازہ پیش
 ہماں بہ کہ خالی کنی جے خویش
 تو بآنکہ دیدی عجب ہماں
 من از تو ندیدم عجب ترکے
 ہ و گر باشدت زین عجب تر نیاز
 یکے دیدہ بر بند و بکشاے باز
 ملک گوش برگفت ہمد نہاد
 بفرمان او دیدہ بر جسم نہاد
 چو بکشا چشم و چپ راست دید
 ہماں دید چشم کہ میخواست دید
 چو دیدہ شگفتہ ہاے بر آب
 بروں جست از برج چوں آفتاب
 بدیادروں ماہی خورد و دم
 چو الیاس و خضر آگهی یافتند
 کشیدند رورہ را بر زبر
 بواجستن در دریا نواز
 متاع کہ در درج گنجینہ بود
 چناں یوسف گشت یعقوب نگ
 اگر اتمی شش باز ماندہ ز زور
 بزراں کہ دیدند دیدار او
 بہاوند در حیرت از کار او

شتابندہ کشتی بہ سہو قطار
 فروماندہ بنیندہ رہگراے
 کہ راہے براں دُری دیر یاز
 ہمہ کس دے از تعجب کشاد
 ۵ کہے را کہ باشد یقین نہماے
 شگفتے کہ دار و حوالہ لغیب
 در آن لحظہ کا بہ فرخندگی
 بہر پیکرے تازہ گشت آب رنگ
 چو دیدند صحرائیں ز دور
 ۱۰ شکستہ دلاں را فرزند گشت زو
 بہ گلزار آیتد باران رسید
 زہر جانے آدمی خیل خیل
 زانبوہِ خلق زہر بوم و مرز
 ہی تاخت ہر غم کش ممتحن
 ۱۵ سکند چو بہر شط دریا رسید
 رسید گردن کشان سپاہ
 کہ پیدا شد از دور دریا کنار
 بحیرت راں کا رحمت فرے
 چگونہ بریں زودی آسند باز
 مگر پاک دینان و پاک اعتقاد
 دو عالم دو گامش بود زیر پائے
 تو عیش کنی کھنہ باشد نہ عیب
 بد اں مردگان فردہ زندگی
 فراخی در آمد بدلہاے تنگ
 در قشاں درفش سکندر ز دور
 بدلہاے لشکر در آفت دشوہ
 نشاط با میتد و اراں رسید
 شتابندہ شد سے دریا چو سیل
 کرانہ چو دریا در آمد بہ لرز
 طلبکار گم کردہ خویش شن
 خروش سپہ بر تریا رسید
 ہمہ آرزو مند دیدارِ شاہ

نشارت رساں را خبر جست باز
 کہ با من کہ ماند چو ماغم دراز
 بگفتا کہ از مردم ہم نفس
 نامد کہ ہم تو مانی و بس
 نیوشندہ راز بگریست ز ا
 کہ ناید چس زندگان بکار
 نشسته من و دوستاں برگزر
 بود ہر زماں مرفے تازہ تر
 برے عزیزاں تو اں شاد زیت
 چو این نیست بس زیتن جہیت
 سکدر کہ گیتی خداوند بود
 بہم صحبتاں دیر پیوند بود
 چنان تاخو گردِ عالم چو باد
 کہ یادش نبود ز پیوند وزا
 چو ہنگام رفتن فراز آمدش
 بیدار خویشاں نیاز آمدش
 از اں مردہ خوش کہ دادش سرود
 شکش ز شادی برد بکوش
 براں گریہ کر شادمانی بود
 منش چہم زندگان بکافی بود
 سرشک کہ صافی کند سینہ را
 بشوید دل درد دیرینہ را
 بفرمود فرماں دہ تخت گیر
 کہ در جنبش آرد چو بس سیر
 بریں عزم لنگر زد ریاکشند
 سربا دباں بر تریاکشند
 بفرمان فرمانر دلے جہاں
 رواں گشت کشتی ز جابے چاں
 پل چوب و جنبش آمد بر آب
 عجب کاب آہستہ پل و شتاب
 شباروز از رفتن بے درنگ
 چو بر آب ریا زد و دیدہ رنگ
 دوم روز کز چرخ در گشت وز
 نگوں گشت خورشید گیتی فردز

چنان شد زمین پر ز لولوی کپ
 دُر و لعل چندان فرو ریختند
 پناہنده زان بخشش رستین
 در آمد بدینگونه گیتی پناہ
 بر آمد بر او رنگ شادمنشی
 رہ بار بر عالم تنگ دشت
 بفرمود که ز خاصگان سر اے
 رقیبان خلوت بروں تا خند
 بروں رفت هر کس ز پیش سریر
 چون محرم از بار گشت باز
 چنین گفت بایشوایان کار
 بگوں می شود کوکب تابناک
 مرا غم بے کرده شد بر سریر
 کنوں گاه است کاریم نشپت
 فردر بخت شاخ امیدم زبر
 زمانه بکین دست بر من کشاد
 در آمد بگلزار من برگ ریز
 که با قعر دریا قریں گشت خاک
 که دریا دُکاں با جسم آمیختند
 نه دامن تری دشت نے استین
 چو خورشید در سایه بارگاه
 سوے بالش آورد دشت می
 که در عالم دیگر آہنگ دشت
 بحر خاصگان کس ماند بجای
 ز آئندگان پرده پرداختند
 جز آماں کز ایشان باشد گزیر
 کشایندہ راز بکشا دراز
 که مارادگر گونه شد روزگار
 فردی رود آفتابم بہ خاک
 بسیفور رومی و حسینی حیر
 ز دیباے نازک بجا ک دشت
 دماغ رعونت بروں شد ز سر
 چه باشد چراغ بطوفان باد
 ز باغم ہر گلبن رستخیز

چو گشتند شاہ از نشاط حضور
 نہادند بر خاک تارک ز دور
 ہماں پور اسکندر اسکندر
 ہمیں آمد وہ خاک میداد بوس
 چو چشم پر دج بگر گوشہ دید
 دل خستہ را از جگر توشہ دید
 نظر سے او کو دو بگر بسیت زار
 بدیاں ساں کہ بگر گلبن ابر بہار
 ستارہ فشاں چشمہ آفتاب
 سوسے برج خاک آمد از برج آب
 برآمد ز دریاے زنگار گوں
 چو ابرے کہ آید ز دریا بڑوں
 ز سر تازہ شد سُر زاد کھن
 در آمیخت شمشاد با سر دہن
 ز ہر دیدہ سیلے بصحرار رسید
 کزاں سیل طوفاں بدریا رسید
 ہمہ شہ شاہ دریائیاں
 بدل تشنہ وز دیدہ دریافشاں
 چو دیدند باغے خزانے شدہ
 سوسے سرو از و خیرانی شدہ
 بنفیز و در پوست خوش چو مشک
 نہالش بدریا دروں گشت خشک
 بگریہ تیر پاش قدح نم زدند
 براں شاخ پتر مُردہ شبنم زدند
 چو آسودہ گشتند نختے ز جوش
 در آمد بسر ہلے شوریدہ ہوش
 جہاندار مندرل بحر گاہ بہت
 ز صحرایسے بارگہ راہ بہت
 عماری کشاں پیشین دند مہد
 نشست اندراں شاہ فرخندہ عمد
 ملوک از لب آب تا بارگاہ
 نثار افگناں می نوشتمند
 طبہماے گوشت در آمد مہج
 سر تو دہاے گہر شد بہاوج

ز چنیں زرد گوہر بے شمار تہی دست رفعم لہ انجام کار
 بگویند تا خلقِ نطفِ رگی بر بینید این روزِ جیہ رگی
 تمنا ویشی ز دل کم کنند نہ بر من کہ بر خویش نام کنند
 کے کو مرا بنیدار کس بود نمودار من پند من بس بود
 ۵ سوم آن کہ چوں نوبت آں شود کہ تن در دل خاک مہماں شود
 در اسکندریہ کہ جائے من ست بنا کردہ رسمِ رائے من ست
 گرا یندم از تحت زرد مرغاک ودیعت سپارند خاک کے بنجاک
 دوسہ روز در زندگی دہشت بہر ہمیز و نفس با بزرگانِ دہر
 بہر کار کا سود را یش بر اں وصیت ہی کرد با ہست اں
 ۱۰ چو با استواراں قوی کرد عہد زایوانِ خاکی بروں برد مہد
 نہاں گشت خورشیدش اندر بقا فرو رفت چشمش بزندانِ خواب
 دلِ مہرباناں در آمد بجوش کشیدند چوں برگریاں خروش
 چو گرد گل از بوستاں گوشہ گیر زمرغانِ بستاں بر آید نفسیر
 سہی سرگرد و چو در خاک پست دلِ باغباناں در آرد شکست
 ۱۵ جریدہ کشایانِ تاریخ ساز بچنیں غلط بستہ اندا یش طراز
 چو کردم بہر نامہ باز جست چناں بود نزدیک بعضی دست

سرم را چو خواب قیامت بود کنوں گر چه بیدار گردم چه سود
 ز ہم صحبتان هر که را بنگری کند تا گه مرگ یاری گری
 زین چوں به بند زانم دهم که یار دکان پندام نم دهم
 سرافرازی مرد چندان بود که گلدسته عمر خندان بود
 ۵ چو قالب تنی گردد از جان پاک چه بر فرش دیا چه بر رخ خاک
 دین دم که از شعل این کارگاه بمکد گرمی ز غم بارگاه
 ز چندان بزرگی بدرگاه من بخز خسرتی چیست همراه من
 چو من دامن عمر درخون ز غم دیز کو چه گه خمیه دامن غم
 مراد رسته تدبیری کنسید درین هر که استواری کنسید
 ۱۰ نخست وصیت درین داری بفرزند خود باید م یادری
 که در قصر من دست نشسته باغ هم از گوهر من فروز و چرخ باغ
 دوم آن که بر عزم صحرای رن چو در مهد عصمت کنم پا دراز
 در آن دم که غلطم بصدوق سپت ز صدوق بیرون کنندم دوست
 که تا چوں بجانم گرایم ز راه کند هر که بید به عبرت سخا
 ۱۵ که چون من ولایت ستان شگرف ز نطق زمین تا بدریای شرف
 بغیر وزی از چرخ فیروزه فام بضبط خود آوردم عالم تمام
 جهان ادا از زور باز من همه نقد خود در تراز من

دشتاں بر پیرانش تاختند ز درع زرش سائبان ساختند
 چو زان خواب خوش ہوش باز آمد ز خفن بخوردن نیاز آمدش
 بے باز بستند کم بود خورد مگر بریکے زردہ بود زرد
 ز بہر خوش کام گیرد درشت کہ نتوان فرو بردنش جز بہشت
 چنیں توشہ اد چنیں جاگاہ بتعظیم بردند در پیش شاہ
 جہاندار بگزشت از ان گوشہ رہود از برائے عدم توشہ
 چونا خوردہ بر آب لب ساز کرد نظر زیرد بالائے خود باز کرد
 زمین و سپہ از زرباب دید نمودار ناں ہم براں آب دید
 سرشک قرہ در کشاد آمدش ز گفتار گویندہ یاد آمدش
 شنیدم ہماں وز ازین تنگنای بدو ازہ غیب شد رہنمای
 دریں ناجرا گفت ہر کس بے نبود استواری بگفت کے
 بتحقیق چوں بختند این خیال بریں جملہ کردند تحقیق حال
 کہ بشرط دریائے مغرب زد ہر بردن آمد از آب شد خاک بہر
 بہر سو کہ خاکی کنی پایے خویش رود عاقبت خاک بر پایے خویش
 چو خاک تو دام زمین ست بس زمین ام خود چوں گزارد کس
 چو رخشہ شد گوہر تابناک ودیعت سپردند در گنج خاک

برآمد ز روم و فروشد بنام	که زنده خورشید گیتی خرام
که در حد بابل شد از خویش طاق	گره دگر کرده اند الفاق
سپردند در جسم چندش	چو خاکی شد اندام چو صندوقش
چنین گوید از راست گویندگان	اگر راست گوئی ز جویندگان
ز راز فلک گفت بودند باز	که باشا دانا حکیمان از
که ز زین شود آسمان دیز	که روزی کنایه سپهرت بکین
پس از خوردن ز رشوی خود خاک	همان خور و خوارت بود ز پناک
نیوشنده در دل نیوشی نداشت	چو این نکته بهمتل گوشتی نداشت
ملک بود باشکر رزم ساز	بروزی که آن نوبت آمد فراز
شکست در افتاد باشکر	برابر شد از تیغ باهم
خراشد تیر از خراشته محبت	چو لشکر در افتاد و لشکر شکست
رسید از کین ناگمانش چو برق	خندگی که گردد به پولاد غرق
ز پولاد بگزشت و برسیم زد	بے طرف جوشن بدو نیم زد
سرایت بجای داشت از اراد	شد آزرده زان خار گلزاراد
فرو داد از تازی تیز گام	چو بهوشی از دست بردش نام
بر آورد چو گنج را اثر دها	ز تن کرد خفتان ز زین رها
در آن بنمودی خواب خرگوش کرد	ز خود رفت شیری فراموش کرد

بے دست بردیم بالا و پست بریں رکھ دے نیاد بدست
 کجا دانہ دار دہ خنخاش در کہ چوں می دہشت خنخاش بر
 کجا ہفت دریا حد مردم ست کہ در قطرہ هستی خود گم ست
 بنیاساتی آں جام دریا دروں کزد گوہر مردم آید بروں
 بدہ تان شاٹے بروں آردم بردنگ و گوہر بروں آردم
 بیا مطرباں مایہ دل خوشی کہ صوفی کند ز و طامت کشی
 بگو تادے خرفتہ بازی کنم بے دلق خود را نمازی کنم
 گفتار درد و درد ام شیشہ سرنگوں کہ پیمانہ ہمہ را
 پر کند و یاد کردن سیارن رفتہ را کہ از گردش
 روزگار و دوش ازین خواب گشتند و خیال خفتند
 کہ سر در صبح قیامت برکنند و مانیر خیال خفتیم کہ
 ایشان گوش مالیدن خواب آلودگان غفلت را
 تا بر سر این چاہ بے بن پائے بہوش نہند

جہاں اپونیکو شناسد کسے متاعِ جہاں را بخوید بے
 دریں خواں کہ حلوشنِ خامست جگر اول و شور با پسترت
 ہماں طفل را مادر دستگیر بچوں پرورد اول انگہ بشیر
 منہ دل دریں باغِ ابلہ فریب کہ خرز ہرہ را نام کردست سب
 ہندام کسے راز دانندگان کہ خواند در ولوحِ پائندگان
 دورہ دارد ایتنگنای در کہ در رفتن آمدن ہر دو باز
 ازیں ہر زماں تو برے میرود یکے آید و دیگرے میرود
 دریں مرحلہ بارنتواں نہاد در مرگ را خارتواں نہاد
 چہ سازی رواقے کز اس رفتنی غم کالبد خور کہ جہاں رفتنیست
 ۱۰۔ چہ باید بر آراستن منظرے کہ خواہش دن منزل دیگرے

حکایت لقمان حکیم کہ نہ صد سال عمر او بود و اقبالش
 بر سر دیوار رسید رسائیہ یوار گزشت

شنیدم کہ لقمان دانش پرده کہ آمد ز بس زندگانی ستوہ
 ۱۵۔ در اں عمر کہ نہ صد افزونش بود قد از حجرہ یک نیمہ بیرونش بود
 عمارت نکرد آنقدر در حشراب کہ امین بود زابر و از آفتاب

۲۔ سسل ۲۔ زیر ما۔ ۵۔ م۔ ہندام کسے راز دانندگان کہ خواندند در ولوح پائندگان

۶۔ م۔ ۲۔ دورہ ہر زمانے سرے میرود

دیر کشتن و باز کردن درود
 یکے باز کن پرده زین خاک زرد
 برآں لاله و گل کہ در گلشن است
 بسا دیده کن سمره آزاد گشت
 ۵ بسا در کہ گم شد درین خاک پست
 بسا تن کہ او بار صندل نہ بُرد
 بنائے کش از گل بر آری بر آب
 چو در کیسه مردم این نقدِ خاص
 بیا تا کنیم آں چنان رخت پیچ
 ۱۰ معشوق یک شب چه باشیم شاد
 مکن میلِ ایں خاک چون ناکس
 مباش از نوائے فلک ناشکیب
 کشندہ کہ بر آہو آواز راند
 صغیرے کہ صیاد زد کرد دام
 ۱۵ جہاں یایہ ندھد مگر شوم را
 چہ باید از اُن نہ خرسند بود
 ندانم غرض باغبانِ راجہ بود
 کہ دیباے چسبنی اندر نورد
 بنا گوش و رخسارِ سیمی تخت
 کہ ناگہ ز خاک سیہ باد گشت
 کہ از خاک جز خاک نامد بدست
 کہ در زیر انبارِ گل شد چو مرد
 بسے بر نیاد کہ گرد دخراب
 ز تاراجِ دزدان ندادِ خلاص
 کہ جز نام نیکو ندھیم، میح
 کہ مہمانِ غیری شود با داد
 کہ پیوندِ اونیست جز با خساں
 کہ چشمش چو ہندوست آہو فرب
 زن جانِ او را بہ آواز خواند
 ز مرغِ ارغنونِ اجل یافت نام
 کہ ویرانہ میمون بود بوم را
 کہ با جاں بسیم باز خواہد بود

۸- سُلّیہ خوردہ گشت - ۹- م ۲ کہ جز نام باقی نمانیم پیچ ۱۲- م ۲ کہ آں کج ہندوست آہو فرب

۱۶- م ۱ بدان ادہ

قدم تا نزد بر سر خاک و آب
 دلش کز خرد بود بنیای حرف
 که چوں این جہاں سہر سہر و ام
 دراں روز کز چاشنی ہائے ہر
 ہمہ منتظر حبسِ عیش و نشاط
 بزرگاں کہ بودند دانای راز
 ہی دشتندش بہ پردہ نہاں
 نقاب از غرض برینداختند
 سگالش سخت اندراں کار بود
 چو دیدندشہ انجوا بی چناں ق
 رسید پیرانِ روشن ضمیر
 گریباں با فوس کردند چاک
 فشانند بر یا سمینش گلاب
 خزنیلگوں برے انداختند
 ز تدبیرِ چوں فرہم شدند
 نشند فرمانروایان ملک ق
 کہ افسرہ پورِ سکندر دہند
 نکرد آب و خاکش بر فتنِ نساب
 دریں دوری داشت مژگن
 بشد کاں جہاں نیز گیرد تمام
 شد مٹختہ شربتِ ادب و ہر
 کہ در فلکِ نوشتن ایس بساط
 حدیثِ نغمہ نہ گفتند باز
 کہ غوغا بود مرگِ شاہنشاہاں
 نہانی ہمہ چارہ می ساختند
 کہ بر خاکِ رختہ ناچار بود
 بد اں تیرگی آفتابے چناں
 کشادند ز اندامِ نازک حریر
 بہ آب و چشمش بستند پاک
 سرشتند مشکش کا فور ناب
 ہمہ ز ریش خواہگہ خستند
 نہانی بہ تدبیرِ عالم شدند
 بانڈیشہ بانیک رایان ملک ق
 ہمہ گنجِ دریا بہ گوہر دہند

فراوانش گفتند برناؤ پیر که مردم ز مسکن ندارد گزیر
 بگفتا که از بهر اندک نزول نشاید شدن میهمان فضول
 چو در خانه مهمان فضولی کند دل میسر با زو ملولی کند
 اساس چه باید مستی قوت برد که فردا به بیگانه خواهی سپرد

آرام یافتند و ران سکندر از شربت و اسپین و سر
 باز زدند اسکندر و س که سپهر سکندر بود از افسری
 و تخت بر تری و تخت خود بصر ابر انداختن و من
 صحبت با خارا به بیابان و ختن و بالش یافتن
 نهال و عوس که هم از شجره سکندر بود و بیان
 تفاوت فوت و دفن سکندر و اختلاف مورخان
 و در اختلاف ایشان شرح از تاریخ

دُر افشان این گنج دان کهن چنین ادگوهر ز گنج سخن
 که چون گوهر تاج اسکندری ز دریا برآمد به نیک اختر ی
 از انجا بصر اعلم کشید ز صحرای صحرای دیگر کشید

چو دولت بشاہیں دہد دستگاہ
 غلیو از راکس ندوزد کلاہ
 بپایخ ملکزادہ ہوشیار
 نشانہ از صدف لولوشے ہوا
 چنیں گفت کای دوستدارین ق
 بہ پیوند اخلاص یاران من
 شکے نیست کای زادہ باشند نام
 نہ دودہ کہ دودے بودیر داغ
 کہ آباے خود را کت زندہ نام
 بود بے خلف مملکت کاستہ
 کہ برد و دماں بر نیار د چراغ
 دے ہمتم را از اکیلیں و سخت
 کہ تاج از گہر گرد آراستہ
 نہ من ز انجہاں بادشاہ تر م
 قضاے پدر عبرتے د سخت
 سکندر چنان مستبل کائنات
 کزین ضربت آزاد ماند سرم
 ز چنیں زمین کو تیر پے سود
 چولب تشنہ میر د ز آب حیات
 از اں گنج کز رے عالم تہر د
 بجہر چار گز بہرہ او چہرہ بود
 چہ کار آید آں ملک حسرت فزا
 نگر تاسر انجام با خود چہرہ برد
 چرا باید آں تاج بر سر نہاد
 کہ شہ میرود ملک ماند بجای
 شھی گر چہ جو باین عز و علاست
 کہ پیش از تو صد چوں تو دیگر نہا
 بلا بر بزرگاں بود بیشتر
 بصورت بزرگی معنی بکاست
 زنی تیر بر پیل صد بے شکے
 کہ خود اں نیاندیش نظر
 چو خواہی کہ خوش خپی انیکہ سخت
 کہ بر شہ نتوانی از صدیکے
 ز کنجے کہ غوغاست بر بندخت

چو بودند هر یک خردمند چیت ق بعد استوار و به پیمان درست
 نگشتند یک جوز پیمان و عهد بفرموده شاه کردند عهد
 بفرزند نهانه سرفراز پیام سکندر نمودند باز
 که مار اچوت فرض بر جان تن وفا دلی نعمت خوشستن
 ه تو بنشین بجای پدر بر سریر که مانند گانیمت را پذیر
 اگر دست گیری سرافکنده ایم و گریخت رانی همت بنده ایم
 از ازاں بوی پاک که در دین ما نمک گنده کردن نه آئین است
 بزرگی و شاهی بر آزاں دگاں نیاید جز از پادشاه دگاں
 شرف مند کامیابی بود اسد خانه آفتابی بود
 ۱۰. پسندار خود را که خورد دست سال که تخت بزرگست و فرخنده
 بخوردی دماں پای خود بر زیر که لابد بود بچپ شیر شیر
 به طفل میس در شهر روزگار که بس باشد شش دولت آموزگار
 محیط ارچه عالم نوازی کند در و ما ہی خورد بازی کند
 بکوه ارچه شیب فراز تنگ کف دشت اُن زیر پایی پلنگ
 ۱۵. بطع کو آب است جولان پذیر به نزدش چه طوفان و چه آب گیر
 بزرگی نه زیاست بر بد نژاد که برگاؤن تو اُن عساری نما

کلیمے کہ باتن بود سازگار
 بہ از بسترِ پریاں پُر زحمار
 چہ زیباست این نطع زنگیں زبیر
 نشیندہ را اگر گزارند دیر
 چو این نطع دیرینہ پیرا ستم
 نشتم و آں گاہ برخاستم
 چو گیتی ندارد دُفنا بکے
 گدائی بہ از بادشاہی بے
 چہ گردیم باشاہے ہم نفس
 کہ اورا دُفانیت باہیکس
 بسا عمر کز پانصد افزوں نمود
 چو بگزشت گوئی دے ہم نمود
 ہمہ سطح این عرصہ گردناک
 بجشم خرد چسیت مکشت خاک
 نہ دانا تو اں گفتن اں طفل دُش
 کہ گردد باز بچہ خاک خوش
 بزرگاں بے کوشش نگیختند
 زیر کونہ رنگے در میختند
 میسرنہ شد این تمنائے خام
 کہ آں مرغ وحشی در آید بدام
 چو حلوئے دم پختہ دُو شبت
 سخن ہر چہ گفتند سوئے شبت
 بعدوری خویش بر حسنِ عہد
 ہر گدہے را سپردند عہد
 یکے راز خویشان تاج و سریر
 بارش فتنہ کردند میسر
 جو آنے خردمند بسیار ہوش
 بدیدار مردم معبسی سر دُش
 بانقر تلبد و بگوہر تمام
 بلند اخترش کرد در غوش نام
 دل ہنگناں یافت برے قرار
 کہ ہم دادا گر بود ہم ہوشیار
 ہماں پور اسکندر اسکندروس
 رہا کرد ملکہ چو زیبا عروس

ز بس غم کہ با سینہ کای گریست بر اندوہ او مرغ و ماہی گریست
 ز آزارِ گلبِ برگِ گلبنش بخونِ غرق می شد سرنِ نغش
 خراشے کہ ہر دم بر خسارہ کرد سمن را چو صد برگ صد پارہ کرد
 چناں می کشید آہِ سینہ خراش کہ میزد بخورِ شید و مدد و ریش
 ۵ چو ہنگامِ آں شد کہ از بارِ جے کند میمان غمِ خلوت سراے
 ز اسبابِ رانچہ می خوانند بر آئینِ شاہاں بر آراستند
 در خندہ درجِ در شاہوار نہادند بر تختِ گوہرِ بخار
 در آں مرقدِ گوہرِیں شد بجا می حطے شدہ غرقِ چوں در آب
 گرفتہ می در شریا شرف کشادہ دو سو چوں شریا دو کف
 ۱۰ کشیدند بیرونِ تارِ انگن بصحرایِ ریش ہوار انگن
 کے کا گئی یافت کانِ اچیت تماشاے او کرد و بر خود گریست
 پیادہ ہمہ مہترانِ سپاہ خراماں چو سیارہ در گردِ ماہ
 ز غمِ ہنگنِ جبکہ سوختہ ولیکن بسمار لب دوختہ
 کے را بفریاد یار نہ بود کہ غم بود لیکِ شکار نہ بود
 ۱۵ یکے آں کہ بر رسمِ راہ سراں نہ نشیون بود شیوہِ مہتران
 دوم آں کہ چوں مردہ شد زندہ نام در آں زندگی ہست مردِ جن ام

برآمد به پیل آں تنِ ارجمند
 چو خورشید بالائے کوہ بلند
 بجنید شکر به لرزید خاک
 شد از نعلِ سپاں زمین چاک
 خرامند گشتند از اں مرزوم
 پس از روز گارے برنگِ دم
 به صحرا و کسار بے گاه و گاه
 چو بادِ صبا می نوشتند راه
 ۵ سه ماه روز تاشب به پیوستگی
 بنود اندر اں حبش آهستگی
 چنین تابالِ علم از دور
 بصحرای یونان در انگند نور
 با سکنه ریه در آمد سپاه
 ز آینه گان تنگ شد کوی در
 به برجه که سداشت با مشری
 رواں کرد صندوقِ اسکندری
 خبر یافت بانوے پرده نشین
 که در پرده شد خسرو روم چین
 ۱۰ نگه کرد چون در دران درج پاک
 بغلطی چون اند بر رُخ خاک
 ز سوز جگر گوشه جانش بسوخت
 همه مغرور استخوانش بسوخت
 دگر گونه شد رنگِ رخسار او
 بخیری بدل گشت گلزار او
 ز سرتا قدم خوشش آید بچوش
 رمید از تنش تاب از مغر هوش
 تبار در آگاهی از خود داشت
 غم عالم از نیک از بد داشت
 ۱۵ زملے کز اں حیرت آید بچوش
 ز آشفگی گشت لرزاں چو بید
 دے یافت صد جاز اندیشه ریش
 ز تارک همی کند موئے سپید

کہ چوں گم شود جانِ غمناکِ من نرِ زِد کے جرعہ بر خاکِ من
 بیا مطربِ و از برش لبند بروں بر غم از سینہاے نرِ ند
 ز سر نو کن آئینِ عشاق را بغفل در آریں کہن طاق را

گفتار اندر مرتب شدنِ ایں سفینہ بحرِ دروں
 بر نہمونی معلّمِ ہمت و بیادِ قبولِ و اں کردنِ عو
 نجات طلب نمودن و برگزشتنِ عمرِ در سودا
 ایں بجور بادبانِ امت از دمِ حسرتِ بکشتن
 و قدرے از کرانہ کرانہ گرفتنِ حوالی و خلہ کردن
 حواری و داندنِ از آبِ کنارِ برشنا چوں خاشاک
 بحرِ از آبِ کنارِ بخشن و الواحِ شکستہ و حرفِ
 نادرستِ ایں سفینہ بر اُمیدِ رحمتِ در چشمہاے
 انصافِ مستتر گردانیدن

مرا خضرِ ہمت بخرداد و دوش ز رازے کش از دولتِ آید خوش

چو نام آور اند پائند گاہ
 کے کر جہاں نام جوئیدہ نیست
 بیک چشم زد با چہاں غزنار
 دگر گو نہ فرمود پیر کس
 مرا گفت او باور افتاد بس
 کہ اسکندر خفتہ را جاے خواب
 جزیرہ کہ اسکندروں شد بنام
 چو کشتی در اں شطّ در یارسد
 من آں جا بکشتی فراز آدم
 چو شد جابے خفتن بخاک اندروں
 غرض چوں سکندر فرو شد بخاک
 کس از جہے خویش آخوردے شبت
 کے کو کند بر سر مردہ شور
 چو اوشد بخاک آں کہ دل ریش تر
 بود اندرین کار گاہ ہلاک
 چو خفت اندراں حبلہ در ہماں
 سا ساقہ آرا بادہ لے حمار
 نزار دے ماتم زند گاہ
 گرش عمر خضرست ہم زندہ نیست
 بخاکش سپردند و گشتند باز
 ز آرام گاہ سکندر سخن
 کہ از دیدہ زد بر شینہ نفس
 درون جزیرہ است بر شطّ آب
 بدریائے مغرب بربنگ شام
 زیارت کند ہر کہ آں جارسد
 بوسیدم آں خاک و باز آدم
 چہ اسکندریہ چہ اسکندروں
 برآمد ز ہر سینہ گرد ہلاک
 کہ از خاک در سینہ گردے شبت
 بود ہمراہ او دے تا بگور
 نیار دے کہ کلامے ہند پیشتر
 ہمہ عزت آدمی تا بخاک
 سکندر ہماں بست و چاکر ہماں
 فرو شوئے زین جان خاکی غبار

دلم ہرچہ کرد از تقاضای تن
 دے چوں گزشت آرزویش بود
 بسے خواستم کس تن ارجمند
 نشنم بجای کہ مردم کم است
 ۵ ہمہ هستی خود بیک سو کنم
 بدارم ز درویزہ خلق دست
 بدوش کسے نفکنم بار خویش
 نہ بینم بآسایش و رنج کس
 بخزندے از جو بر آرم خمیر
 ۱۰ نیاز ارم از طعام از حس بود
 من ملک تجرید و گنج حسن
 رقیق آب از اشک گلگون کنم
 چونوشم ز خوانا بہ دل شراب
 چو افتد دل از بختگی درگداز
 ۱۵ سپہار بطفلی در آید ز پس
 زیر ہیز گاری علم بر زخم
 پیشماں شد از کردہ خوشتن
 ہوس ہم بر آں رغبت خویش بود
 بنزدان عصمت کنم شہ سبز
 کشم دامن از ہر کہ در عالم است
 بہ پیولہ نیستی خو کنم
 کنم بر سر ری قناعت نشست
 نہ لیسیم مگر خاک دیوار خویش
 نعم دل بدوشی خویش و بس
 گلیمینہ را نام سازم حسیر
 مرا قایلین از قول من بس بود
 فلک نہ یر پا بوریازیر سر
 سفالینہ خاک پر خوں کنم
 ہم از پہلوے خود تراشم کباب
 صد اور دہم قدسیاں بہ از
 بہ کتر نوازی بہ آرم نفس
 دماغ ہوس مشیہ را سر زخم

کہ اے گوہرِ آماے گنجِ سخن
 از انجا کہ اقبالِ یارِ تو بود
 سخنِ ابجائے زدی بارگاہ
 خضر و از زان موجِ آبِ حیات
 ۵ سپاسِ خدائے کن اندرِ ضمیر
 زباںِ خیرِ مردم کہ رفعتِ پا
 زجائے کہ زمیناں بکارِ رسید
 از ان نامہ جرنے بصحافت و
 از ان نمیتہ تنہا بر خاصِ عام
 ۱۰ نبے عرصہ گنجِ جانِ چسپس
 تعالیٰ اللہاں کرد گکارِ جہاں
 ولت ایں جہاں بشاہی گرفت
 چو دنیا گرفت سوے دیں گمراے
 دے زن کہ راہِ رہائی دروست
 ۱۵ مرا کا مدایں از دولتِ بگوش
 بحیرتِ فردِ فہم اندیشہ ناک
 نوائیں کن کمیایاے کمن
 فلکِ دلقِ نگینہ کارِ تو بود
 کہ از فرقِ انجسمِ فکندی کلاہ
 بمر تو آمد نوشتہ برات
 کہ بر بہترین پایہ دادت سریر
 رقم کردہ غیبِ بر لوحِ خاک
 بہ پیغمبرِ ان نامہ دارے رسید
 کہ غفلِ نبادان و دانافتاد
 دگر نمیتہ تنہا تو بردی تمام
 کہ درے نلگنجِ جہانِ چسپس
 کہ در قطرہ کرد دریا نہاں
 براں زن کہ آں نیز خواہی گوشت
 کہ دولتِ بدیں ہر دو ماند بجائے
 چراغِ ترا روشنائی از دست
 خجالتِ ز مغرم بر آورد جوش
 سر از خاکساری فرو شد بجاک

درینا که وقت از میاں میرود خیالِ چنیں را اُکھاں میرود
 نہ کشتو کز دُخوشہ بکشم جوے در ترا زوے محشر کشم
 نہ نقدے کہ بازار گانی کنم بسود ابد کا مرا نی کنم
 زمین صحبتِ چوں منے دُور باد بہ نفرینِ من خلق معذور باد
 ۵ مرا بار بردوشِ سیلاب سخت چگونہ مبنزل تو اں بُرخت
 دریںِ ه غنا دُر کشید خنِست کہ پلِ خنہ بارگی سکرشست
 چہ فرخ شد آں رُہ روتند رست کہ پیش از شدن بارہ را کرد چیت
 سبک چوں شوم من کہ پادِ گلست خزانہ روجل تا ختنِ مشکلست
 ازین خاک آلودہ چوں بر شوم کہ ہر چہ ختمِ فرد تر شوم
 ۱۰ دروں نفسِ دشمن سرفراختہ بردوں سوے شیطان کیں ساختہ
 چو خواجہ بہ بعینِ ادھن اندا چہ چارہ ز تاراجِ بیگانہ را
 عسّ اچو باد ز دیاری بود بہ گنجینہ چوں استواری بود
 سکے کز زمہ شد ہم آہنگِ گِگ گزندش دھم کو سپندِ بزرگ
 دروں سوے شہوتِ گرائی کنم بردوں دُغوی پائسائی کنم
 ۱۵ بلم شستہ ز آلایشِ مِ دہن دلم ہمہ راں مستیِ خوشستن
 تن از شاہداں گشت کوتاہست نشاطِ نظر ہچنجاں بُت پرست

ورم نفس گردن تباذرا ۵
 ورق بشکم عقل پیرام را
 باندیش دل را نیازی کنم
 بخوض صفاریم این مشت کا
 ۵ نہ بنیم چو طاؤس در رنگ خویش
 بہ بیداری معنہ را بسپرم
 ورم حاجت اقدیس تکیہ گاہ
 قدم بر سر چرخ نیل زخم
 خورم چون خضر شربت زندگی
 ۱۰ کنم ہر مہ در چشم عین الہستین
 دل چوں ندارم ز توفیق نور
 عنانم خیال در گرفت مست دیو
 ضمیرم بہ تشویش دیوان اسیر
 تن من کہ زندان جاں کردہ اند
 ۱۵ بسافتنہ کز بہر جان در تن بست
 ز باد ہوس خرم منم جو بجو
 بیل کی کم گردش اسیاہ
 دباغت ہم قالبِ حنم را
 تن از آب دیدہ من سازی کنم
 ز حیض جنابت کم غسل پاک
 نشینم چو سیمرغ بانگ خویش
 مبادا کہ آید ببالیں سرم
 نم سر زبانوں خورشید ماہ
 دم از دولت جبریلی زخم
 چو عیسی کم عمر بخشندگی
 زخم شانہ در زلفِ جلستیں
 زمن کے شود ظلمت نفس دور
 کہ نگزارد از خود بر آرم غیو
 فرشتہ زدیان من در نفسیر
 شیاطین درو خانماں کردہ اند
 ملک عاجز و قلعہ پر دشمن بست
 متاعم بیازار غفلت گرو

بصرانہ خوشتر پر شود
 چرخِ ہدایت بد لہائے کور
 بد ریائے ہر قطرہ در شود
 بود کشتن دانه در خاک شور
 رسیدم بدولیک نختم
 بسرچشمِ زندگی تا نختم
 میسر شد آنچه می خواستم
 بہ ترویجِ نقشے بر آراستم
 ۵ بجائے کہ زرناید اندر شمار
 طمع گریائے نظم دروغ
 چنیں کرد کام مرا بے فروغ
 ز بانم کہ جایش بکام منست
 قفائے مرا تیغ گردن منست
 مرا ہیں کہ ہر دم ز سوداے خام
 چنیں دشمنے را رسام بکام
 بہ نچاہ نزدیکم آدھیات
 ہنوزم شد تو بہ زین تروہات
 سخن گرچہ ہر خطہ دکش تیرست
 چو مینی خموشی ازاں خوشترست
 ہمہ وقت کم گفتن از زوے کار
 گزیدست خاطر دیں روزگار
 دینستہ بستن دین بستنست
 کہ گیتی بہ نیک بد است بستنست
 بلب و ختن غنچہ را زندگیست
 چو شکفت ازاں پس پانگدگیست
 پشیمان ز گفتار دیدم بے
 نگشت از خموشی پریشاں کسے
 رہائی ہمہ جا بگم گفتنست
 دُرا ز رشتہ امین بنا گفتنست
 شنیدن ز گفتن بہ ازل نہی
 کہ تن پر شود ہر دم از زوے تنی

دریں ہ قدم پاک چوں خیزدم
 کہ دامنِ تر قطرہ می ریزدم
 بسیں کامشب از حبیب من قطرہ زلا
 کہ ایں قطرہ طوفاں شود بامداد
 چرا من براں قطرہ بازی کنم
 کہ تن از سبوی نمازی کنم
 تن من نہباشتن آسودہ تر
 کہ ہر چند شویندش آلودہ تر
 ۵ جنابت مرا کرد روی رخ نمود
 بردن گرد بریا بشویم چہ سود
 نگر چوں بوی آیم از آب خاک
 بطوفاں آتش کنم غسل پاک
 چنیں کرنے فتنہ گشتم خراب
 مگر سر بہ شکر آرام ز خواب
 ہوا گرم و من تشنہ و نا صبور
 بیابانِ حسن ماندہ و راہ دو
 مسافر کہ دور افتد از حلقے آب
 شود تشنہ تر در قنارے آب
 ۱۰ نبود ی گرم زد در بازو پیر
 جوانی بر آوردے از من نفیر
 ولی دولت من کہ ہست از بخت
 مرا کرد پیوند پاکاں درست
 کہ ہر بار کالودہ شد دامنم
 رسید ابر رحمت بہ پیر انہم
 نہی تری من ز غایت بریں
 کہ آلودہ مانم بد یاد رویں
 اگر سنگ گوہر مگرد ز تاب
 توقف ز سنگ ست نہ از آفتاب
 ۱۵ اگر لالہ را نمیت رنگ و بکار
 خیانت برو نہ نہ بر نوہار
 ہو اگر بطوفاں رساند نوید
 نہ بنید کہے میوہ بر شاخ بید

گرفته شد از من تباں نفس
 ستم چو تو اں برد معشوق کس
 بخاری کہ بے من دلش تو بنگ
 کنوں بدل او گر انم چو سنگ
 ہمہ زیب مرد از جوانی بود
 چو آن نیست کے زندگانی بود
 چو آسیب پیری و دہد گوشمال
 بگرد ہمہ حال مردم ز حال
 شود تیرہ در چشم مردم ضیا
 گے سرمہ خوحد گے تو تیا
 تن از گردش ہر سکیں شود
 شکم پر حشم روئے پر چشود
 جوانان ز صحبت گرانی کنند
 کہن گشتگان ہمہ سانی کنند
 جوانے کہ در سحاب پیراں بود
 گل نازہ در باغ دیراں بود
 و گر کنند بانو براں دم زند
 سر و سببت از خندہ در ہم زند
 ۱۰ مباحش از سفال کہن آب کش
 کہ از کوزه نو خورند آب خوش
 مخوان سحر بر گل خط دل نواز
 کہ منشور عمرست عنوان راز
 چو پیری غرور جوانی شکست
 ز امید واری فروشوی دست
 چو گلبن ز سبزی برد امید
 بہ ہیزم فروشان ساند نوید
 چو در شاخ بستان نامد تری
 تبرزن در آید بجواں گری
 ۱۵ ہمہ سبزہ بود دگل و یاسمین
 کہ خاشاک دخن بینی اندر زین
 فریب جوانی مخور ز خیار
 کہ دہ روز باشد نشاط بہار

من اینجا کفتم نفتِ خود را عیار
 خود آں جابیا مرزد آفرگار
 چو رحمت شود نامه شوے گنا
 چه باشد بد ریاد و حرف سیاه
 جوانی شد پیری آغا گشت
 درینا که این نیز خوسد گزشت
 کشیدم زلالِ خضر زیں سواد
 کہ تا چوں بمیرم رسم بر مراد
 خوش آں کس کہ چوں برگِ ه کرد
 به میراثِ بگزشتِ عمر دراز
 بر دمِ گرانام جو رِ کے
 وے نامِ ہر کس نامد بے
 نامد بے نامِ بے مسالگاں
 درمنہ کہ در نام دار و درم
 کہ نتواں زدن سکے را زگار
 ہمہ کس پے خفتن افسانہ خست
 درم ریز چوں گل شد بہت از کرا
 چہ بُشیار و بیدار سر زانہ
 شنیندہ چوں خفت افسانہ خست
 بر آں کس بود زندگانی حرام
 کہ اوخت ماند از وے افسانہ
 فر د آں کس کہ جہاں نام برد
 کہ اورا نامد پس از مرگ نام
 ربودن بنام از جہاں گوئے را
 کہ مرد نکو نام ہر گز نمرد
 چو دیدم کہ ترکِ جہاں گفتے بہت
 ربودن بنام از جہاں گوئے را
 نیامے در این نام کہ دم نگار
 مراد آں کس کہ جہاں نام برد
 مگر از تماشایِ ایں بوستان
 چو دیدم کہ ترکِ جہاں گفتے بہت
 مراد آں کس کہ جہاں نام برد
 مر این نامہ از اتفاقِ صوآ
 درین دم کہ پایانِ ایں سیکرست
 مراد آں کس کہ جہاں نام برد
 مر این نامہ از اتفاقِ صوآ
 درین دم کہ پایانِ ایں سیکرست

مہیں غنچہ باغ را خندہ ناک کہ افتد بآسیب بادے بجاک
 بہ پیری نکونامید الا دوحینہ یکے گوشہ گیری دگر تو نبینہ
 ندانی چو تو لے جواں حال پیر نظر کن بہ پیران عبرت پذیر
 پس از تو بہ من کہ در هیچ ساز ردائیت نابالغان اماناز
 دگر گوشہ خالی کنم بہر بود چو بازار دل نیست خالی چہ بود
 بہ پیغولہ بودن کے راروست کش از گلشن قدس برگ و لہو است
 مرا سینہ پُر ز غولان مست بشارغ دلی چوں تو انم نشست
 بکردم گمے جاع غزلت پسند مگر بہر سوداے ناسودمند
 متاع کہ برستم از کنج و کاغ دلم تنگ بود دروغ فراغ
 کلوخے و سنگے کہ مہنی بجاک دے نیست خالی ز تسبیح پاک
 تبرزاں کلوخم من اندر نفقت کز آلودگی ترک تسبیح گفت
 چو اول ز باغم بہ بد خو گرفت کنوں کے تو ان خوںے نیکو گرفت
 دل من کہ ہستی بہ تزدیر سخت کجا ذوق تسبیح و اندر شناخت
 کے کو بدکان انگوزہ زیست چہ داند کہ درخت عطار چیست
 ہر اس مرغ کز خار خورد آیدش چو خرمانی دل برد آیدش
 کلاغے کہ در گرد گلخن بود زریحان بخشش چہ روشن بود
 دل خاصگان اندر حشر تھا کہ من زائیں ضلالت ارم خلاص

سُخے را کہ چوں ہاتھاباں نہاد
 بخالِ سیہ عیب نتواں نہاد
 بچیں میوہ بہ ز شاخِ ہی
 کہ نہ بود رطب ز استخوانِ ہی
 بر پختہ چوں بردرتقاں بجاست
 تو گر خام جوئی خیانت کر است
 چو پستہ شکے دل کنڈ باشش نغز
 نہ بادام ساں چشم سخت دوزخ
 ۵ ہنرِ حجب و در عیب جوئی مکوش
 بغیبت چناں باش از فتنہ دوز
 ہزار آفریں بردن پرورے
 کہ نکشاید از بے وفائی دورے
 بدم گوئی آں گاہ عذر آوری
 پسندیدہ کے باشند این دوی
 نہ بس مہربانی بود بر اسیر
 کہ خوش بریزی دشوئی بشیر
 ۱۰ دریں پُر صد اگنبدِ مینوی
 سخن ہر چہ گوئی ہماں بشنوی
 چو بد گفتی آزاد منشیس بے
 کہ روزے ترانیز گوید کے
 چو خواہند گفتن جوابت برے
 بکل کر دمت ہر چہ خواہی کہے
 مرا تا سرِ سرِ رجبے ہست
 کہ ہست انگریز گویم زپے
 چو خواہند گفتن جوابت برے
 کہ ہست انگریز گویم زپے
 ۱۵ میں ز ہر زنبور در نوکِ نیش
 کہے کو مقابل بر آرد غبار
 ہم از خوائے بد باز یاد جواب
 کہ ہست انگریز گویم زپے

گر آری ہمہ تمیش اندر عدد
 چار انگ و پنجه شد و چار صد
 قیامت اگر چند گه پس بود
 قیامت جہاں را ہمیں بس بود
 سزد گر بزرگان گوشت شناس
 سخن ابا نصاب ارند پاس
 چو زین بلبه صاف نوشی کنند
 فرو مانده را عیب پوشی کنند
 ز راز دہشت باز نتوان گزشت
 گل از زحمت خار نتوان گزشت
 خریدار دگر چہ باشد بے
 سفالینہ را حم ستاند کے
 بصیر آں بودیدہ پیش را
 کہ سرمہ کند چشم درویش را
 متاع کہ گرم ست بازار اد
 ہمہ جابیا بی حسریدار اد
 بجز رخت کا سد زبے مایگان
 کہ کالادست آوری رایگان
 چو حلوا و پالودہ برخواں بود
 ہمہ خلق ناخواندہ مہمان بود
 چو در سفرہ لوزینہ باشد بے
 مگس انجواندن نیاید کے
 بجز تخم طبع زالے مرا
 دگر باز گیری تو پیوند خویش
 نگر بہر خود دید رالے مرا
 پس گر چہ کورست ازین خانہ دور
 مرا خود عزیز ست فرزند خویش
 سزد گر چہ آواز خر خندہ را
 بچشم پد شرب چراغ ست و نور
 برو باد بختایش دادگر
 بودار غنوں گوش خربندہ را
 کہ بر من بختش گمارد نظر
 چو آید بہ نظارہ ایں عروس
 بکامین احساں کند فرق بوس
 جہاں است نور نظر زین اد
 کہ بر من بختش گمارد نظر
 در دہر کہ احوال بود کور باد

وے پیش ازین دردِ لم نیست با ق
 کہ فردا چو من فتنہ باشم بجا ک
 خیالِ مرا پیش منی کنند
 بسبکِ گمر مرہ چینی کنند
 مر و ت نہ باشد ز آزا دگاں
 لکد کوب کردن بر افتادگاں
 کسانیکہ از گفتگوئے جہاں ق
 نہا فند مہرید برد ہاں
 زباں نیک نبود برایشاں کشید
 کہ بر مردہ شمشیر نتواں کشید
 نہ جہاں میں مثل بلکہ جہاں پوہست
 کہ یک زندہ صد مردہ الشکرست
 کسے کزد عاے تو اں شاد کرد
 بدشنام چوں بایش یاد کرد
 ورا ز خواندنِ نظمِ غاے من
 دروے رساند بھاوے من
 تو زنجارسانی در اں دھمے نور
 من آجل عاے تو گویم زدو
 تو از شربتِ من شوی زندہ نام
 من از ذوقِ آں زندہ گردم
 بیاساتی آں ساغرِ گرم خینہ
 یکے جرعہ بر خاکِ خسرو بر
 بیاساتی آں مے کہ کامِ مست
 مہنہ کہ در خوردِ جامِ مست
 مرا با حریفانِ من نوش باد
 حریفانِ مرا فراموش
 بیامطر با ساز کن پردہ را
 بسوزاں دلِ عشق پردہ
 رسید از تباں جانِ تحسرو بکام
 بیک زخم کن کارِ اورا

